فہرست مضامین نور محمدی بہشتی گوہر مکمل ومدلل حصہ یازدہم بہشتی زیور

فہرست مضامین ضمیمہ حصہ یازدہم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دیباچہ جدیدہ بہشتی گوہر

یہ تو معلوم ہے کہ بہشتی گوہر کوئی مستقل تالیف نہیں ہے بلکہ منتخب ہے رسالہ علم الفقہ مؤلفہ مولانا عبد الشکور صاحب سے جیسا کہ اس کے دیباچہ قدیمہ سے ظاہر ہے مگر اس مرتبہ بعض مسائل کو علم الفقہ سے ملا کر دیکھا گیا تو اُسکے اور اسکے بعض مسائل میں کچھ اختلاف ملا۔ اس پر بہشتی گوہر کا مسودہ تلاش کیا گیا تاکہ معلوم ہو کہ یہ اختلاف کس وجہ سے ہوا ہے۔ انتخاب کے وقت ہی یہ اختلاف پیدا ہوا ہے یا بعد میں کسی نے کمی زیادتی کی لیکن مسودہ نہ مل سکا۔ نیز بعض مسائل خود اصل علم الفقہ میں بھی محتاج تحقیق مکرر نظر پڑے۔ لہذا اب دوبارہ کل بہشتی گوہر پر نظر کرنا ضروری ہوا۔ لہذا احقر کے عرض کرنے پر حکیم الامۃ مجدد الملۃ معظم و محترم حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب نور اللہ مرقدہ العالی نے بوجہ کثرتِ مشاغل اس مرتبہ اس طرح نظر فرمائی کہ بہشتی گوہر کو اوّل سے آخر تک ایک سرسری نظر سے ملاحظہ فرمایا اور اس میں جس مسئلہ میں شبہ ہوا اس پر نشان کر دیا۔ پھر ان مقامات کو برادر مکرم مولوی ظفر احمد صاحب کی خدمت میں احقر نے حسب الحکم حضرت حکیم الامۃ دام ظلہم اس غرض سے پیش کیا کہ ان نشان زدہ مقامات کو کتب فقہ میں نکالکر بہشتی گوہر کی عبارت کو درست کر دیا جاوے چنانچہ بھائی صاحب موصوف نے نہایت جانفشانی سے اس کام کو انجام دیا اور مواقع ضرورت میں حضرت حکیم الامۃ دام ظلہم سے مشورہ بھی فرماتے رہے۔ اسی طرح ان تمام مقامات نشان زدہ کو درست فرمادیا جزاہم اللہ تعالیٰ اور چونکہ اس مرتبہ بہشتی گوہر کو دیکھنے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس میں بہت سے مسائل ایسے ہیں کہ ان کا حوالہ نہیں ہے لہذا میرے مکرم احباب مولانا مولوی وصی اللہ صاحب اعظم گڈھی و مولانا عبد الکریم صاحب گمتھلوی زاد مجدہما نے نہایت محنت و عرقریزی سے تمام کتب فقہ سے تلاش کر کے ان سب مسائل کے حوالے درج کئے اور جن مسائل میں پہلے سے حوالے تھے ان میں صفحات کا حوالہ نہ تھا اُن سب میں صفحات کے حوالے درج ہوئے اور اگر پہلی لکھی ہوئی کتاب میں باوجود تلاش کے مسئلہ نہ مل سکا تو اس کتاب کی جگہ دوسری کتاب کا حوالہ دیا گیا اور مواقع ضرورت میں بعد مشورہ عبارت میں بھی تغیر فرمایا غرضکہ اس مرتبہ اسقدر ترمیم ہوئی ہے کہ گویا بہشتی گوہر کو دوبارہ تالیف کیا گیا ہے اور بہشتی زیور میں تو اس امر کا التزام کیا تھا کہ اس مرتبہ جو کچھ کمی یا اضافہ ہوا ہے اسکی اطلاع حاشیہ پر کر دی ہے لیکن چونکہ بہشتی گوہر میں تغیر بہت زیادہ ہوا ہے اسلئے اسمیں اسکا التزام نہیں ہو سکا بلکہ یہ اطلاع دیجاتی ہے کہ اس سے پہلے کے جسقدر مطبوعہ بہشتی گوہر ہیں ان کو اس سے درست کر لیا جاوے کیونکہ اس جدید نسخہ کے مسائل صحیح اور مطبوعہ سابق میں بعض مسائل غلط ہیں۔ **ضروری التماس** بہشتی زیور اور بہشتی گوہر پر چونکہ پوری طرح نظر ثانی حضرات متذکرہ بالا نے فرمائی ہے حضرت حکیم الامۃ دام ظلہم نے تو محض ایک سرسری نظر فرمائی ہے لہذا ان میں جو کوتاہیاں رہ گئی ہوں (اگرچہ اپنے نزدیک تو کوتاہی چھوڑی نہیں ہے) انکو حضرت حکیم الامۃ دام ظلہم کی طرف نسبت کر کے خواہ مخواہ معاندانہ اعتراض سے بچیں ہاں طلب حق کیلئے اگر کسی مسئلہ کی بابت دریافت کرنا ہو تو پوچھیں مگر طرز سوال سے طلب حق یا عناد صاف طور پر معلوم ہو ہی جاتا ہے (از مولانا شبیر علی صاحب تھانوی مدظلہ)

بعد الحمد والصلوۃ یہ رسالہ بہشتی گوہر تتمہ ہے بہشتی زیور کا جو اس سے قبل دس حصوں میں شائع ہو چکا ہے اور جس کے اخیر حصہ کے ختم پر اس تتمہ کی خبر اور ضرورت کو ظاہر کیا جا چکا ہے لیکن بوجہ کم فرصتی کے اسکے جمیع مسائل کو اصل کتاب فقہیہ متداولہ سے نقل کرنے کی نوبت نہیں آئی بلکہ رسالہ علم الفقہ کو جو لکھنو سے شائع ہوا ہے اور جسمیں اکثر جگہ اصل کتب کا حوالہ بھی دے دیا گیا ہے ایک طالب علمانہ نظر سے مطالعہ کر کے اس میں سے اس تتمہ کے مناسب یعنی ضروری مسائل جو مردوں کے ساتھ مخصوص ہیں اور کسی عارضی مصلحت سے مسائل مشترکہ تبعاً منتخب کر کے ایک جگہ جمع کرنا کافی سمجھا گیا ہے البتہ مواقع ضرورت میں اصل کتب سے بھی مراجعت کر کے اطمینان کیا گیا۔ اور جہاں کہیں مضامین یا حوالہ کتاب کی غلطیاں تھیں اُن سب کی اصلاح اور درستی کر دی گئی اور کہیں کہیں قدرے کمی بیشی یا تغیر عبارت یا مختصر اضافہ بھی کیا گیا جس سے یہ اضافہ من وجہ مستقل اور من وجہ غیر مستقل ہو گیا اور بعض ضروری مسائل صفائی معاملات سے بھی لئے گئے۔ کچھ بعید نہیں کہ پھر بھی بعض مسائل مہمہ اسمیں رہ گئے ہوں اسلئے عام ناظرین سے درخواست ہے کہ ایسے ضروری مسائل سے بعنوان سوال اطلاع فرماویں کہ طبع آئندہ میں اضافہ کر دیا جاوے اور خاص اہل علم سے امید ہے کہ ایسی ضروریات کو از خود اسکے اخیر میں مثل اضافہ حصہ دہم اصل کتاب بطور ضمیمہ کے ملحق فرماویں۔ چونکہ اس میں مختلف ابواب کے مسائل ہیں اسلئے بہشتی زیور کے جن حصوں کا اس میں تتمہ ہے۔ جن میں زیادہ مقدار حصہ سوم کے تتمہ کی ہے انکے مناسب اس کا تجزیہ کر کے ہر جزو مضمون کے ختم پر جلی قلم سے لکھدیا جاوے گا کہ یہاں فلاں حصہ کا تتمہ ختم ہوا اور آگے فلاں حصہ کا تتمہ شروع ہوتا ہے سو مناسب اور سہل اور مفید طریقہ یہ ہوگا کہ جب کوئی مرد یا لڑکا کوئی حصہ بہشتی زیور کا مطالعہ میں یا درس میں ختم کر چکے تو قبل اس کے کہ اس کا آئندہ حصہ شروع کیا جاوے اس حصہ مختومہ کا تتمہ اس رسالہ میں سے اس کے ساتھ دیکھ لیا جاوے۔ پھر اصل کتاب کا حصہ آئندہ دیکھا پڑھا جاوے اسی طرح اس کا ختم بھی ایسا ہی کیا جاوے۔ وعلیٰ ھذا القیاس واللہ الکافی لکل خیر ھو الوافی من کل ضیر۔

کتبہ۔ اشرف علی عفی عنہ آخر ربیع الاول ۱۳۲۴ھ

تتمہ حصہ اوّل بہشتی زیور

اِصطلاحات ضروریہ

جاننا چاہئیے کہ جو احکام الٰہی بندوں کے افعال اعمال کے متعلق ہیں ان کی آٹھ قسمیں ہیں فرض[۱]۔ واجب[۲]۔ سنت[۳]۔ مستحب[۴]۔ حرام[۵]۔ مکروہ تحریمی[۶]۔ مکروہ تنزیہی[۷]۔ مُباح[۸]۔ (۱) فرض وہ ہے جو دلیل قطعی سے ثابت ہو اور اس کا بغیر عذر چھوڑنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہوتا ہے اور جو اس کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ پھر اسکی دو قسمیں ہیں فرض[۱] عین۔ فرض کفایہ[۲]۔ فرض عین وہ ہے جس کا کرنا ہر ایک پر ضروری ہے اور جو کوئی اس کو بغیر کسی عذر کے چھوڑے وہ مستحق عذاب اور فاسق ہے جیسے پنجوقتی نماز اور جمعہ کی نماز وغیرہ۔ فرض کفایہ وہ ہے جس کا کرنا ہر ایک پر ضروری نہیں بلکہ بعض لوگوں کے ادا کرنے سے ادا ہو جاوے گا اور اگر کوئی ادا نہ کرے تو سب گنہگار ہوں گے جیسے جنازہ کی نماز وغیرہ (۲) واجب وہ ہے جو دلیل ظنی سے ثابت ہو اس کا بلا عذر ترک کرنیوالا فاسق اور عذاب کا مستحق ہے۔ بشرطیکہ بغیر کسی تاویل اور شبہ کے چھوڑے اور جو اس کا انکار کرے وہ بھی فاسق ہے کافر نہیں۔ (۳) سُنت وہ فعل ہے جس کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کیا ہو اور اسکی دو قسمیں ہیں۔ سنت مؤکدہ سنت غیر مؤکدہ سنت مؤکدہ وہ فعل ہے جس کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ہمیشہ کیا ہو اور بغیر کسی عذر کے کبھی ترک نہ کیا ہو۔ لیکن ترک کرنیوالے پر کسی قسم کا زجر اور تنبیہ نہ کی ہو۔ اس کا حکم بھی عمل کے اعتبار سے واجب کا ہے یعنی بلا عذر چھوڑنے والا اور اسکی عادت کرنے والا فاسق اور گنہگار ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے محروم رہیگا۔ ہاں اگر کبھی چھوٹ جائے تو مضائقہ نہیں مگر واجب کے چھوڑنے میں بہ نسبت اسکے چھوڑنے کے گناہ زیادہ ہے۔ سنت غیر مؤکدہ وہ فعل ہے جس کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کیا ہو اور بغیر کسی عذر کے کبھی ترک بھی کیا ہو اس کا کرنیوالا ثواب کا مستحق ہے اور چھوڑنے والا عذاب کا مستحق نہیں اور اس کو سنت زائدہ اور سنت عادیہ بھی کہتے ہیں۔ (۴) مستحب وہ فعل ہے جسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کیا ہو لیکن ہمیشہ اور اکثر نہیں بلکہ کبھی کبھی اس کا کرنیوالا ثواب کا مستحق ہے اور نہ کرنے والے پر کسی قسم کا گناہ نہیں اور اسکو فقہاء کی اصطلاح میں نفل اور مندوب اور تطوع بھی کہتے ہیں۔ (۵) حرام وہ ہے جو دلیل قطعی سے ثابت ہو۔ اس کا منکر کافر ہے اور اس کا بے عذر کرنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہے (۶) مکروہ تحریمی وہ ہے جو دلیل ظنی سے ثابت ہو اس کا انکار کرنے والا فاسق ہے جیسے کہ واجب کا منکر فاسق ہے اور اس کا بغیر عذر کرنے والا گنہگار اور عذاب کا مستحق ہے۔ (۷) مکروہ تنزیہی وہ فعل ہے جس کے نہ کرنے میں ثواب ہو اور کرنے میں عذاب نہ ہو۔ (۸) مباح وہ فعل ہے جس کے کرنے میں ثواب نہ ہو اور نہ کرنے میں عذاب نہ ہو۔

کتاب الطہارۃ

پانی کے استعمال کے احکام

مسئلہ ۱ ایسے[۵۱] ناپاک پانی کا استعمال جس کے تینوں وصف یعنی مزہ اور بو اور رنگ نجاست کی وجہ سے بدل گئے ہوں کسی طرح درست نہیں نہ جانوروں کو پلانا درست ہے نہ مٹی وغیرہ میں ڈال کر گارا بنانا جائز ہے اور اگر تینوں وصف نہیں بدلے تو اس کا جانوروں کو پلانا اور مٹی میں ڈال کر گارا بنانا اور مکان میں چھڑکاؤ کرنا درست ہے۔ مگر ایسے گارے سے مسجد نہ لیپے **مسئلہ ۲** دریا[۵۲] ندی اور وہ تالاب جو کسی کی زمین میں نہ ہو اور وہ کنواں جس کو بنانے والے وقف کر دیا ہو تو اس تمام پانی سے عام لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ کسی کو اس کے استعمال سے منع کرے یا اس کے استعمال میں ایسا طریقہ اختیار کرے جس سے عام لوگوں کو نقصان ہو۔ جیسے کوئی شخص دریا یا تالاب سے نہر کھود کر لائے اور اس سے وہ دریا یا تالاب خشک ہو جائے یا کسی گاؤں یا زمین کے غرق ہو جانے کا اندیشہ ہو تو یہ طریقہ استعمال کا درست نہیں اور ہر شخص کو اختیار ہے کہ اس ناجائز طریقہ استعمال سے منع کر دے۔ **مسئلہ ۳** کسی[۵۳] شخص کی مملوک زمین میں کنواں یا چشمہ یا حوض یا نہر ہو تو دوسرے لوگوں کو پانی پینے سے یا جانوروں کو پانی پلانے یا وضو و غسل و پارچہ شوئی کے لئے پانی لینے سے یا گھڑے بھر کر اپنے گھر کے درخت یا کیاری میں پانی دینے سے منع نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس میں سب کا حق ہے البتہ اگر کثرت جانوروں کی وجہ سے پانی ختم ہونے کا یا نہر وغیرہ کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو روکنے کا اختیار ہے اور اگر اپنی زمین میں آنے سے روکنا چاہے تو دیکھا جائے گا کہ پانی لینے والے کا کام دوسری جگہ سے بآسانی چل سکتا ہے مثلاً کوئی دوسرا کنواں وغیرہ ایک میل شرعی سے کم فاصلہ پر موجود ہے اور وہ کسی کی مملوک زمین میں بھی نہیں ہے یا اس کا کام بند ہو جاوے گا اور تکلیف ہو گی اگر اس کی کارروائی دوسری جگہ سے ہو سکے تو خیر ورنہ اس کنوئیں والے سے کہا جاوے گا کہ یا تو اس شخص کو اپنے کنوئیں یا نہر وغیرہ پر آنے کی اس شرط سے اجازت دو کہ نہر وغیرہ توڑے گا نہیں ورنہ اس کو جس قدر

[۵۱] الماء اذا وقعت فیہ نجاسۃ فان تغیر وصفہ لم یجز الانتفاع بہ بحال والا جاز کبل الطین وسقی الدواب ۱۲ در المختار ص ۲۰۷ ج ۱ ولا یطین بہ المسجد ۱۲ عالمگیری ص ۲۴ ج ۱

[۵۲] المیاہ انواع۔ الاول ماء البحر وہو عام لجمیع الخلق انتفاعا بہ بالشفۃ وسقی الارض وشق الانہار حتی ان من اراد ان یکری نہرا منہا الی ارضہ لم یمنع من ذلک والانتفاع بماء البحر کالانتفاع بالشمس والقمر والہواء فلا یمنع من الانتفاع بہ علی ای وجہ شاء والثانی ماء الاودیۃ العظام کجیحون وسیحون للناس فیہا حق الشفۃ علی الاطلاق وحق سقی الارض ان کان لا یضر بالعامۃ وان کان یضر بالعامۃ فلیس لہ ذلک لان دفع الضرر عنہم واجب وذلک بان یمیل الماء الی ہذا الجانب اذا انکسرت ضفتہ فتغرق القری والاراضی ۱۲ عالمگیری ص ۳۹ ج ۵

[۵۳] والقوم ولرجل الارض بجنبہ لیس لہ شرب من ہذا النہر کان لصاحب الارض ان یشرب ویتوضأ ویسقی دوابہ من ہذا النہر ولیس لہ ان یسقی منہ ارضا او شجرا او زرعا ولا ان ینصب دولابا علی ہذا النہر لارضہ وان اراد ان یرفع الماء منہ بالقرب او الاوانی ویسقی زرعہ

ومن الدخول فی ملکہ اذا کان یجد ماء آخر بقرب ہذا الماء فی غیر ملک احد لانہ لا یتضرر بہ وان کان لا یجد ذلک یقال لصاحب النہر اما ان تخرج الماء الیہ او تترکہ لیاخذ بنفسہ بشرط ان لا یکسر ضفتہ لان لہ حق الشفۃ فی الماء الذی فی حوضہ عند الحاجۃ وحکم الکلاء کحکم الماء ان لم یجد یقال لصاحب الارض اما ان تعطیہ الکلاء او تاذن لہ بالدخول فیاخذ حقہ ۱۲ عالمگیری ص ۳۱۵ ج ۵

او شجرۃ قال بعضہم لا یمنع من ذلک وہو الاصح ولیس لاحد ان یسقی ارضہ او زرعہ من نہر الغیر او عینہ او قناتہ ولو اراد رجل اجنبی ان یاخذ من النہر الخاص او من حوض رجل او من بئر رجل ماء بالجرۃ للوضوء او للغسل الثیاب ۔۔۔ ذلک ذکر الطحاوی ان لہ ذلک وعلیہ اکثر المشائخ وان کانت البئر او العین او الحوض او النہر فی ملک رجل فلہ ان یمنع من یرید الشفۃ ص ۳

پانی کی حاجت ہے تم خود نکال کر یا نکلوا کر اس کے حوالہ کرو۔ البتہ اپنے کھیت یا باغ کو پانی دینا بدون اس شخص کی اجازت کے دوسرے لوگوں کو جائز نہیں۔ اس سے ممانعت کر سکتا ہے۔ یہی حکم ہے خودرو گھاس کا اور جس قدر نباتات بے تنہ ہیں سب گھاس کے حکم میں ہیں۔ البتہ تنہ دار درخت زمین والے کی مملوک ہیں **مسئلہ** [ل] اگر ایک شخص دوسرے کے کنوئیں یا نہر سے کھیت کو پانی دینا چاہے اور وہ کنوئیں یا نہر والا اس سے کچھ قیمت لے تو جائز ہے یا نہیں۔ اس میں اختلاف ہے مشائخ بلخ نے فتویٰ جواز کا دیا ہے۔ **مسئلہ ۵** دریا۔ تالاب۔ کنوئیں وغیرہ سے جو شخص اپنے کسی برتن میں مثل گھڑے۔ مشک وغیرہ کے پانی بھر لے تو وہ اس پانی کا مالک ہو جائیگا۔ اس پانی سے بغیر اس شخص کی اجازت کے کسی کو استعمال کرنا درست نہیں۔ البتہ اگر پیاس سے بے قرار ہو جائے تو زبردستی بھی چھین لینا جائز ہے جبکہ پانی والے کی سخت حاجت سے زائد موجود ہو۔ مگر اس پانی کا ضمان دینا پڑے گا۔ **مسئلہ ٦** لوگوں [سا] کے پینے کے لئے جو پانی رکھا ہوا ہو جیسے گرمیوں میں اکثر ستوں پر پانی رکھدیتے ہیں اس سے وضو غسل درست نہیں۔ ہاں اگر زیادہ ہو تو مضائقہ نہیں اور جو پانی وضو کے واسطے رکھا ہو اس سے پینا درست ہے۔ **مسئلہ ۷** اگر کنوئیں [سا] میں ایک دو مینگنی گر جاوے اور وہ ثابت نکل آوے کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔ خواہ وہ کنواں جنگل کا ہو یا بستی کا اور منڈ ہو یا نہ ہو۔

پاکی ناپاکی کے بعض مسائل

مسئلہ غلہ گاہنے [ھ] کے وقت یعنی جب اس پر بیلوں کو چلاتے ہیں اگر بیل غلہ پر پیشاب کر دیں تو ضرورت کی وجہ سے وہ معاف ہے یعنی غلہ اس سے ناپاک نہ ہوگا اور اگر اس وقت کے سوا دوسرے وقت میں پیشاب کریں تو ناپاک ہو جائیگا اسلئے کہ یہاں ضرورت نہیں **مسئلہ ۲** کافر [ھ] کھانے کی شے جو بناتے ہیں اس کو اور اسی طرح اُن کے برتن اور کپڑے وغیرہ کو ناپاک نہ کہیں گے تاوقتیکہ اُس کا ناپاک ہونا کسی دلیل یا قرینہ سے معلوم نہ ہو **مسئلہ ۳** بعض [ھ] لوگ جو فنیر وغیرہ کی چربی استعمال کرتے ہیں اور اس کو پاک جانتے ہیں یہ درست نہیں ہاں اگر طبیب حاذق دیندار کی یہ رائے ہو کہ اس مرض کا علاج سوا چربی کے اور کچھ نہیں تو ایسی حالت میں بعض علماء کے نزدیک درست ہے۔ لیکن نماز کے وقت اسکو پاک کرنا ضروری ہوگا **مسئلہ** راستوں کی کیچڑ اور ناپاک پانی معاف ہے بشرطیکہ بدن یا کپڑے میں نجاست کا اثر نہ معلوم ہو فتویٰ اسی پر ہے باقی احتیاط یہ ہے کہ جس شخص کی بازار اور راستوں میں زیادہ آمد و رفت نہ ہو وہ اس کے لگنے سے بدن اور کپڑے پاک کر لیا کرے

ل باع شرب یوم او اقل او اکثر لا یجوز لعدم الملک قبل الاجراز او للجہالۃ و بعض المشائخ جوزہ وقال العیاضی یترک بالتعامل ۱۲ من الفتاوی البزازیہ ص ۱۲۱ ج ۳

۲ وکذا لو مع رفیقہ ماء وخاف الموت عطشاً اخذ قدر ما یرفع العطش فان امتنع قاتل بلا سلاح ۱۲ من الفتاوی البزازیہ ص ۳۶۶ ج ۳ ویضمن لہ ما اخذ کما فی الدر المختار ص ۳۸۹ ج ۵

۳ عالمگیری ص ۲۰ ج ۱

ک و بعر الابل والغنم اذا وقع فی البئر لا یفسد ما لم یکثر والصحیح انہ لا فرق بین الصحیح والمنکسر والرطب والیابس ولا فرق بین الروث والخثی والبعر ولا فرق بین آبار المصر والفلوات ۱۲ عالمگیری ص ۱۹ ج ۱

ھ الحنطۃ تداس بالحمر تبول وتوروث ویصیب بعض الحنطۃ ویختلط ما اصیب منہا بغیرہا قالوا لو عزل بعضہا وغسل ثم خلط الکل اجمع تناولہ وکذلک لو عزل وہبہ من انسان او تصدق بہ علیہ ۱۲ عالمگیری ص ۴۳ ج ۱

٦ عالمگیری ص ۳۳۱ ج ۵ ۱۲

ک من الفتاوی البزازیہ ص ۳۶۵ ج ۳ ۱۲

ھ رد المحتار ص ۳۳۴ ج ۱ ۱۲

ھ فقہ کی عام کتابوں میں ہبہ و تقسیم کی قید ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ امام محمد رح کے قول پر عمل کرتے ہوئے لکھا گیا ہے ۱۲ محشی

چاہے ناپاکی کا اثر بھی محسوس نہ ہو۔ مسئلہ نجاست[۱] اگر جلائی جائے تو اس کا دھواں پاک ہے۔ وہ اگر جم جائے اور اس سے کوئی چیز بنائی جائے تو وہ پاک ہے جیسے نوشادر کو کہتے ہیں کہ نجاست کے دھوئیں سے بنتا ہے۔ مسئلہ[۶] نجاست[۲] کے اوپر جو گرد و غبار ہو وہ پاک ہے بشرطیکہ نجاست کی تری نے اس میں اثر کر کے اس کو تر نہ کر دیا ہو۔ مسئلہ[۷] نجاستوں[۳] سے جو بخارات اٹھیں وہ پاک ہیں پھل وغیرہ کے کیڑے پاک ہیں لیکن ان کا کھانا درست نہیں اگر ان میں جان پڑ گئی ہو۔ اور گولر وغیرہ سب پھلوں کے کیڑوں کا یہی حکم ہے۔ مسئلہ[۸] کھانے[۴] کی چیزیں اگر سڑ جائیں اور بو کرنے لگیں تو ناپاک نہیں ہوتیں جیسے گوشت حلوہ وغیرہ مگر نقصان کے خیال سے اُن کا کھانا درست نہیں۔ مسئلہ[۹] مشک[۵] اور اس کا نافہ پاک ہے اور اسی طرح عنبر وغیرہ مسئلہ[۱۰] سوتے[۶] میں آدمی کے منھ سے جو پانی نکلتا ہے وہ پاک ہے۔ مسئلہ[۱۱] گندہ[۷] انڈا حلال جانور کا پاک ہے بشرطیکہ ٹوٹا نہ ہو۔ مسئلہ[۱۲] سانپ[۸] کی کینچلی پاک ہے مسئلہ[۱۳] جس[۹] پانی سے کوئی نجس چیز دھوئی جاوے وہ نجس ہے خواہ وہ پانی پہلی دفعہ کا ہو یا دوسری دفعہ کا یا تیسری دفعہ کا لیکن ان پانیوں میں اتنا فرق ہے۔ کہ اگر پہلی دفعہ کا پانی کسی کپڑے میں لگ جاوے تو یہ کپڑا تین دفعہ دھونے سے پاک ہوگا اور اگر دوسری دفعہ کا پانی لگجاوے تو صرف دو دفعہ دھونے سے پاک ہوگا اور اگر تیسری دفعہ کا لگ جاوے تو ایک ہی دفعہ دھونے سے پاک ہو جاوے گا مسئلہ[۱۴] مردہ[۱۰] انسان جس پانی سے نہلایا جاوے وہ پانی نجس ہے۔ مسئلہ[۱۵] سانپ[۱۱] کی کھال نجس ہے یعنی وہ جو اس کے بدن سے لگی ہوئی ہے۔ کیونکہ کینچلی پاک ہے۔ مسئلہ[۱۶] مردہ[۱۲] انسان کے منھ کا لعاب نجس ہے۔ مسئلہ[۱۷] اگر[۱۳] کپڑے میں ایک طرف مقدار معافی سے کم نجاست لگے اور دوسری طرف سرایت کر جائے اور ہر طرف مقدار سے کم ہو۔ لیکن دونوں کا مجموعہ اُس مقدار سے بڑھ جاوے تو وہ کم ہی سمجھی جائے گی اور معاف ہوگی ہاں اگر کپڑا دوہرا ہو یا دو کپڑوں کو ملا کر اس مقدار سے بڑھ جائے تو وہ زیادہ سمجھی جائے گی اور معاف نہ ہوگی۔ مسئلہ[۱۸] دودھ[۱۴] دوہتے وقت دو ایک مینگنی دودھ میں پڑ جائیں یا تھوڑا سا گوبر بقدر دو ایک مینگنی کے گر جائے تو معاف ہے۔ بشرطیکہ گرتے ہی نکال ڈالا جائے۔ مسئلہ[۱۹] چار[۱۵] پانچ سال کا ایسا لڑکا جو وضو کو نہیں سمجھتا وہ اگر وضو کرے یا دیوانہ وضو کرے تو یہ پانی مستعمل نہیں۔ مسئلہ[۲۰] پاک[۱۶] کپڑا برتن اور نیز دوسری پاک چیز میں جس پانی

---

[۱] دخان النجاسة اذا اصاب الثوب او البدن لا الصحیح انہ لا ینجسہ ۱۲ عالمگیری ج۱ ص۴۷
[۲] السرقین الجاف والتراب النجس اذا ہبت بہ الریح فاصاب ثوبا لا ینجسہ ما لم یر فیہ اثر النجاسة ۱۲ قاضیخان ص۱۳
[۳] قاضیخان ص۱۳ و در مختار ج۱ ص۳۶
[۴] عالمگیری ج۵ ص۳۳۹
[۵] قاضیخان ص۱۲
[۶] الماء الذی یسیل من فم النائم طاہر ہو الصحیح انہ متولد من البلغم ۱۲ قاضیخان ص۲۴
[۷] اذا صلی و فی کمہ بیضة مذرة قد حال محہا دما جازت صلاتہ ۱۲ قاضیخان ج۱ ص۱۱
[۸] واما قمیص الحیة ذکر شمس الائمة الحلوانی الصحیح انہ طاہر ۱۲ قاضیخان ج۱ ص۱۱
[۹] عالمگیری ج۱ ص۲۴
[۱۰] غسالة المیت من الماء الاول والثانی والثالث فاسدة وما یصیب ثوب الغاسل من ذلک قدر ما لا یمکن الاحتراز عن ذلک عفو ۱۲ قاضیخان ص۱۲
[۱۱] قاضیخان ص۳۱
[۱۲] واما لعاب المیت فقد قیل انہ نجس ۱۲ عالمگیری ج۱ ص۲۶
[۱۳] قاضیخان ج۱ ص۲۶
[۱۴] البعر اذا وقع فی الحلب عند الحلب فرمی من ساعة لا باس بہ ان تفتت البعر فی اللبن لصیر نجسا لا یطہر بعد ذلک ۱۲ قاضیخان ص۱۱
[۱۵] قاضیخان ص۱۱
[۱۶] ولو توضأ الطاہر ازالة الستین او العجین او السدرین او اغتسل الطاہر للتبرد لا یصیر الماء مستعملا ۱۲ عالمگیری ص۲۳

[۱۷] اگر دودھ دوہنے کے وقت کے علاوہ گر جائیگی تو دودھ ناپاک ہو جائے گا ۱۲

سے دھوئی جاویں اس سے وضو اور غسل درست ہے بشرطیکہ پانی گاڑھا نہ ہو جاوے اور محاورے میں اس کو مطلق یعنی صرف پانی کہتے ہوں اور اگر برتن وغیرہ میں کھانے پینے کی چیز لگی ہو تو اس کے دھوون سے وضو اور غسل کے جواز کی شرط یہ ہے کہ پانی کے تین وصفوں سے دو وصف باقی ہوں گو ایک وصف بدل گیا ہو اور اگر دو وصف بدل جائیں تو پھر درست نہیں۔ **مسئلہ ۲۱** مستعمل[۱] پانی کا پینا اور کھانے اور کھانے کی چیزوں میں استعمال کرنا مکروہ ہے اور وضو غسل اس سے درست نہیں ہاں ایسے پانی سے نجاست[۲] دھونا درست ہے **مسئلہ ۲۲** زمزم[۳] کے پانی سے بے وضو کو وضو کرنا نہ چاہئے اور اسی طرح وہ شخص جس کو نہانے کی حاجت ہو اس سے غسل نہ کرے اور اس سے ناپاک چیزوں کا دھونا اور استنجا کرنا مکروہ ہے ہاں اگر مجبوری ہو کہ پانی ایک میل سے درے نہ مل سکے اور ضروری طہارت کسی اور طرح بھی حاصل نہ ہو سکتی ہو تو یہ سب باتیں زمزم کے پانی سے جائز ہیں **مسئلہ ۲۳** عورت[۳] کے وضو اور غسل کے بچے ہوئے پانی سے مرد کو وضو اور غسل نہ کرنا چاہئے گو ہمارے نزدیک اس سے وضو وغیرہ جائز ہے مگر امام احمد کے نزدیک جائز نہیں اور اختلاف سے بچنا اولیٰ ہے **مسئلہ ۲۴** جن[۴] مقاموں پر خدائے تعالیٰ کا غذاب کسی قوم پر آیا ہو جیسے ثمود اور عاد کی قوم اُس مقام کے پانی سے وضو اور غسل نہ چاہئے مثل مسئلہ بالا اس میں بھی اختلاف ہے مگر یہاں بھی اختلاف سے بچنا اولیٰ ہے اور مجبوری کو اس کا بھی وہی حکم ہے جو زمزم کے پانی کا ہے۔ **مسئلہ ۲۵** تنور[۵] اگر ناپاک ہو جائے تو اس میں آگ جلانے سے پاک ہو جائے گا۔ بشرطیکہ بعد گرم ہونے کے نجاست کا اثر نہ رہے۔ **مسئلہ ۲۶** ناپاک[۶] زمین پر مٹی وغیرہ ڈال کر نجاست چھپا دی جائے اس طرح کہ نجاست کی بو نہ آئے تو مٹی کے اوپر کا حصہ پاک ہے۔ **مسئلہ ۲۷** ناپاک[۷] تیل یا چربی کا صابون بنا لیا جائے تو پاک ہو جائے گا۔ **مسئلہ ۲۸** فصد[۸] کے مقام یا اور کسی عضو کو جو خون پیپ کے نکلنے سے نجس ہو گیا ہو اور دھونا نقصان کرتا ہو تو صرف تر کپڑے سے پونچھ دینا کافی ہے اور بعد آرام ہونے کے بھی اُس جگہ کا دھونا ضروری نہیں۔ **مسئلہ ۲۹** ناپاک[۹] رنگ اگر جسم میں یا کپڑے میں لگ جاوے یا بال اس ناپاک رنگ سے رنگین ہو جائیں تو صرف اس قدر دھونا کہ پانی صاف نکلنے لگے کافی ہے اگرچہ رنگ دور نہ ہو **مسئلہ ۳۰** اگر[۱۰] ٹوٹے ہوئے دانت کو جو ٹوٹ کر علیحدہ ہو گیا ہے اسکی جگہ پر رکھ کر جما دیا جائے خواہ پاک چیز سے یا ناپاک چیز سے اور اسی طرح اگر کوئی ہڈی ٹوٹ جائے اور اس کے بدلے کوئی ناپاک ہڈی رکھ دی جائے یا کسی زخم میں کوئی ناپاک چیز

[۱] ویکرہ شرب الماء المستعمل والمحدث، اذا توضأ فی ارض المسجد لا یجوز فی قول الشیخین رح لان عندہما الماء المستعمل ۱۲ قاضیخان ص۱۶

[۲] طحطاوی ص۱۷

[۳] ولا یجوز للرجل ان یتوضأ ویغتسل بفضل المرأۃ ۱۲ ارد المحتار ص۱۳۱ ج۱

[۴] ینبغی کراہۃ التطہیر ایضا ہذا ما ذکرناہ وان لم ارہ لاحد من الکتاب ما رواہ وتراب من کل ارض غضب علیہ الاکبر الناقۃ بارض ثمود فقد صرح الشافعیۃ بکراہۃ ولا یباح عند احمد ۱۲ ارد المحتار ص۱۳۳ ج۱

[۵] الصبی اذا بال فی التنور او مسحت المرأۃ بخرقۃ مبلولۃ بنجاسۃ ثم خبزت ان کانت النجاسۃ قد یبست ولم یبق بللہا قبل السعاق الخبز بالتنور لا یتنجس الخبز لان النار لما اکلت البلۃ فصارت کالارض اذا یبست بالشمس وان الصقت الخبز بالتنور حال قیام البلۃ فالخبز نجس ۱۲ قاضیخان ص۲۴

[۶] قاضیخان ص۲۳ ج۱

[۷] جعل الدہن النجس فی الصابون یفتیٰ بطہارتہ لانہ تغیر ۱۲ عالمگیری ص۴۵

[۸] ولو مسح موضع الحجامۃ ثلاث مرات بثلاث خرق مبلولۃ قدر قیل ہذا انہ یجوز اذا کان الماء متقاطرا ۱۲ قاضیخان ص۲۵ ج۱

[۹] اذا وقعت النجاسۃ فی صبغ فانہ یصبغ بہ الثوب ثم یغتسل ثلاثا فیطہر کالمرأۃ اذا اختضبت بحناء نجس ۱۲ قاضیخان ص۲۳ ج۱

[۱۰] قاضیخان ج۱

بھر دی جائے اور وہ اچھا ہو جائے تو اس کو نکالنا نہ چاہئے بلکہ وہ خود بخود پاک ہو جاوے گا۔
مسئلہ ۳۱ ایسی[۵۱] ناپاک چیز کو جو چکنی ہو جیسے تیل۔ گھی۔ مردار کی چربی اگر کسی چیز میں لگ جاوے
اور اس قدر دھوئی جاوے کہ پانی صاف نکلنے لگے تو پاک ہو جائے گی اگرچہ اس ناپاک چیز
کی چکناہٹ باقی ہو۔ **مسئلہ ۳۲** ناپاک[۵۲] چیز پانی میں گرے اور اس کے گرنے سے چھینٹیں
اڑ کر کسی پر جا پڑیں تو وہ پاک ہیں بشرطیکہ اس نجاست کا اثر ان چھینٹوں میں نہ ہو۔ **مسئلہ ۳۳**
دوہرا[۵۳] کپڑا یا روئی کا کپڑا اگر ایک جانب نجس ہو جائے اور ایک جانب پاک ہو تو کل ناپاک سمجھا
جائے گا نماز اس پر درست نہیں۔ بشرطیکہ ناپاک جانب کا ناپاک حصہ نمازی کے کھڑے ہونے
یا سجدہ کرنے کی جگہ ہو اور دونوں کپڑے باہم سلے ہوئے ہوں اور اگر سلے ہوئے نہ ہوں
تو پھر ایک کے ناپاک ہونے سے دوسرا ناپاک نہ ہوگا بلکہ دوسرے پر نماز درست ہے۔ بشرطیکہ
اوپر کا کپڑا اس قدر موٹا ہو کہ اس میں سے نیچے کی نجاست کا رنگ اور بو ظاہر نہ ہوتی ہو۔ **مسئلہ ۳۴**
مرغی[۵۴] یا اور کوئی پرند پیٹ چاک کرنے اور اس کی آلائش نکالنے سے پہلے پانی میں جوش دیا جائے
جیسا کہ آج کل انگریزوں اور اُن کے ہم منش ہندوستانیوں کا دستور ہے تو وہ کسی طرح
پاک نہیں ہو سکتی۔ **مسئلہ ۳۵** چاند[۵۵] یا سورج کی طرف پاخانہ یا پیشاب کے وقت منھ یا پیٹھ کرنا
مکروہ ہے نہر اور تالاب وغیرہ کے کنارے پاخانہ پیشاب کرنا مکروہ ہے اگرچہ نجاست اس میں
نہ گرے اور اسی طرح ایسے درخت کے نیچے جس کے سایہ میں لوگ بیٹھتے ہوں اور اسی طرح
پھل پھول والے درخت کے نیچے جاڑوں میں جس جگہ دھوپ لینے کو لوگ بیٹھتے ہوں۔
جانوروں کے درمیان میں مسجد اور عیدگاہ کے اس قدر قریب جس کی بدبو سے نمازیوں کو تکلیف
ہو۔ قبرستان میں یا ایسی جگہ جہاں لوگ وضو یا غسل کرتے ہوں راستے میں اور ہوا کے رخ پر۔
سوراخ میں راستے کے قریب اور قافلہ یا کسی مجمع کے قریب مکروہ تحریمی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ
ایسی جگہ جہاں لوگ اٹھتے بیٹھتے ہوں اور اُن کو تکلیف ہو اور ایسی جگہ جہاں سے نجاست بہہ کر
اپنی طرف آئے مکروہ ہے۔

پیشاب پاخانہ کے وقت جن امور سے بچنا چاہئے

باتیں[۵۶] کرنا۔ بلا ضرورت کھانسنا۔ کسی آیت یا حدیث اور متبرک چیز کا پڑھنا۔ ایسی چیز جس پر خدا یا
نبی یا کسی فرشتے یا کسی معظم کا نام یا کوئی آیت یا حدیث یا دعا لکھی ہوئی ہو اپنے ساتھ رکھنا البتہ اگر

[۵۱] اذا تنجست الید بدہن نجس فغسلہا ثلاثا من غیر حرض وبقی اثر الدہن فی الید علی قیاس ابی یوسف یطہر ۱۲ قاضی خان ص ۲۶ ج ۱

[۵۲] قاضی خان ص ۲۱ ج ۱

[۵۳] ولو صلی ثوب ذی طاقین فاصابت النجاسۃ احد الطاقین ونفذت الی الآخر علی قول ابی یوسف رح ہو کثوب واحد لایمنع جواز الصلوۃ وعلی قول محمد رح یمنع وقیل ان کان مضربا یمنع عندہم ۱۲ قاضی خان ص ۲۳

[۵۴] الطائر اذا وقع فی قدر مات فیہا ان وقع حال الغلیان فالکل فاسد یہرق جمیع ما فیہ وان وقع بعد ما سکن عن الغلیان ذھب المرقۃ ویغسل اللحم الذی کان فیہ ویؤکل ۱۲ قاضیخان ص ۲۷

[۵۵] ومنحرفا عن القبلۃ والریح والشمس والقمر ویکرہ البول والغائط فی الماء جاریا کان او راکدا ویکرہ علی طرف نہر او حوض او بئر او عین او تحت شجرۃ مثمرۃ او فی زرع او فی ظل ینتفع بالجلوس فیہ ویکرہ بجنب المسجد ومصلی العید وفی المقابر وبین الدواب وفی طریق المسلمین ویکرہ ان یقعد فی اسفل الارض ویبول الی اعلاہا وان یبول فی جحر فارۃ او حیۃ او نمل وثقب ۱۲ عالمگیری ص ۵۰ ج ۱

[۵۶] عالمگیری ص ۵۰ ج ۱ ۱۲

ایسی چیز جیب میں ہو یا تعویذ کپڑے وغیرہ میں لپٹا ہوا ہو تو کراہت نہیں۔ بلا ضرورت لیٹ کر یا کھڑے ہو کر پائخانہ پیشاب کرنا۔ تمام کپڑے اتار کر برہنہ ہو کر پائخانہ پیشاب کرنا داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا۔

جن چیزوں سے استنجا درست نہیں

ہڈی[۱] ۔کھانے کی چیزیں۔ لید اور کل ناپاک چیز۔ وہ ڈھیلا یا پتھر جس سے ایک مرتبہ استنجا ہو چکا ہو۔ پختہ اینٹ۔ ٹھیکری۔ شیشہ۔ کوئلہ۔ چونا۔ لوہا۔ چاندی۔ سونا وغیرہ (دق) اور ایسی چیزوں سے استنجا کرنا جو نجاست کو صاف نہ کرے جیسے سرکہ وغیرہ وہ چیزیں جن کو جانور وغیرہ کھاتے ہوں جیسے بُھس اور گھاس وغیرہ اور ایسی چیزیں جو قیمت دار ہوں خواہ تھوڑی قیمت ہو یا بہت جیسے کپڑا۔ عرق وغیرہ آدمی کے اجزا جیسے بال۔ ہڈی۔ گوشت وغیرہ۔ مسجد کی چٹائی یا کوڑا یا جھاڑو وغیرہ۔ درختوں کے پتّے۔ کاغذ خواہ لکھا ہوا ہو یا سادہ۔ زمزم کا پانی۔ دوسرے کے مال سے بلا اسکی اجازت ورضامندی کے خواہ وہ پانی ہو یا کپڑا یا اور کوئی چیز۔ روئی اور تمام ایسی چیزیں جن سے انسان یا اُن کے جانور نفع اٹھائیں۔ اُن تمام چیزوں سے استنجا کرنا مکروہ ہے۔

جن چیزوں سے استنجا بلا کراہت درست ہے

پانی۔ مٹی[۲] کا ڈھیلہ۔ پتھر۔ بے قیمت کپڑا۔ اور کل وہ چیزیں جو پاک ہوں اور نجاست کو دور کر دیں بشرطیکہ مال اور محترم نہ ہوں۔

وضو کا بیان

مسئلہ[۱] داڑھی[۳] کا خلال کرے اور تین بار منھ دھونے کے بعد خلال کرے اور تین بار سے زیادہ خلال نہ کرے۔ **مسئلہ[۲]** جو سطح[۴] رخسارہ اور کان کے درمیان میں ہے اس کا دھونا فرض ہے خواہ داڑھی نکلی ہو یا نہیں۔ **مسئلہ[۳]** ٹھوڑی[۵] کا دھونا فرض ہے بشرطیکہ داڑھی کے بال اس پر نہ ہوں یا ہوں تو اس قدر کم ہو کہ کھال نظر آئے۔ **مسئلہ[۴]** ہونٹ[۶] کا جو حصہ کہ ہونٹ بند ہونے کے بعد دکھائی دیتا ہے اُس کا دھونا فرض ہے۔ **مسئلہ[۵]** داڑھی[۷] یا مونچھ یا بھوں اگر اس قدر گھنی

---

[۱] ویکرہ الاستنجاء بالعظم والروث والرجیع والطعام واللحم والزجاج والخزف وورق الشجر والشعر وکذا بالیمین ولذا کان بالیسرٰی عذر یمنع الاستنجاء بہا جاز ان یستنجی بیمینہ من غیر کراہۃ ولا یستنجی بالاشیاء النجسۃ وکذا لا یستنجی بحجر استنجی بہ مرۃ ہو او غیرہ الا اذا کان حجرا لہ احرف لہ ان یستنجی کل مرۃ بطرف لم یستنج بہ فیجوز من غیر کراہۃ ولا یستنجی بکاغذ وان کانت بیضاء ویکرہ الاستنجاء بالآجر والفحم وشیء لہ قیمۃ کخرقۃ الدیباج ۱۲ عالمگیری ص۵ ج۱

[۲] یجوز الاستنجاء بنحو حجر منق کالمدر والتراب والعود بخرقۃ والجلود وما اشبہہا ۱۲ عالمگیری ص۴ ج۱

[۳] ذکر قاضیخان فی شرح جامع الصغیر تخلیل اللحیۃ بعد التثلیث سنۃ فی قول ابی یوسف وبہ اخذ ۱۲ عالمگیری ص۷ ج۱

[۴] ویغسل موضع المنکشف بین العذار والاذن ۱۲ قاضیخان ص۳۴ ج۱ والبیاض الذی بین العذار وبین شحمۃ الاذن یجب غسلہ عند الوضوء ۱۲ عالمگیری ص۴ ج۱

[۵] ویغسل شعر الشارب والحاجبین وما کان من شعر اللحیۃ علی اصل الذقن ولا یجب ایصال الماء الی منابت الشعر الا ان یکون الشعر قلیلا تبدو منہ المنابت ۱۲

[۶] وما انشفۃ فما یظہر منہا عند الانضمام فہو من الوجہ وما یکتتم عند الانضمام فہو تابع الفم ہو الصحیح ۱۲ عالمگیری ص۳ ج۱

[۷] دیکھو حاشیہ مسئلہ ۳ باب ہذا ۱۲

ہوں کہ کھال نظر نہ آئے تو اس کھال کا دھونا جو اس سے چھپی ہوئی ہے فرض نہیں ہے بلکہ وہ بال ہی قائم مقام کھال کے ہیں اُن پر سے پانی بہا دینا کافی ہے۔ **مسئلہ ۶** بھوئیں[1] یا ڈاڑھی یا مونچھ اگر اس قدر گھنی ہوں کہ اس کے نیچے کی جلد چھپ جائے اور نظر نہ آئے تو ایسی صورت میں اس قدر بالوں کا دھونا واجب ہے جو حد چہرہ کے اندر ہیں باقی بال جو حد مذکورہ سے آگے بڑھ گئے ہوں اُن کا دھونا واجب نہیں۔ **مسئلہ ۷** اگر کسی شخص کے مشترک[2] حصہ کا کوئی جزو باہر نکل آئے جس کو ہمارے عرف میں کانچ نکلنا کہتے ہیں تو اس سے وضو جاتا رہے گا خواہ وہ اندر خود بخود چلا جائے یا کسی لکڑی کپڑے ہاتھ وغیرہ کے ذریعہ سے اندر پہنچایا جائے۔ **مسئلہ ۸** منی[3] اگر بغیر شہوت خارج ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ مثلاً کسی نے کوئی بوجھ اٹھایا یا کسی اونچے مقام سے گر پڑا اور اس صدمہ سے منی بغیر شہوت خارج ہو گئی۔ **مسئلہ ۹** اگر کسی[4] کی حواس میں خلل ہو جائے لیکن یہ خلل جنون اور مدہوشی کی حد کو نہ پہنچا ہو تو وضو نہ جائے گا۔ **مسئلہ ۱۰** نماز میں[5] اگر کوئی شخص سو جائے اور سونے کی حالت میں قہقہہ لگائے تو وضو نہ جائے گا۔ **مسئلہ ۱۱** جنازے[6] کی نماز اور تلاوت کے سجدے میں قہقہہ لگانے سے وضو نہیں جاتا بالغ ہو یا نابالغ۔

موزوں پر مسح کرنے کا بیان

مسئلہ ۱ بوٹ[7] پر مسح جائز ہے بشرطیکہ پورے پیر کو مع ٹخنوں کے چھپائے اور اس کا چاک تسموں سے اس طرح بندھا ہو کہ پیر کی اس قدر کھال نظر نہ آئے جو مسح کو مانع ہو۔ **مسئلہ ۲** کسی[8] نے تیمم کی حالت میں موزے پہنے ہوں تو جب وضو کرے تو اُن موزوں پر مسح نہیں کر سکتا اسلئے کہ تیمم طہارت کاملہ نہیں خواہ وہ تیمم صرف غسل کا ہو یا وضو و غسل دونوں کا ہو یا صرف وضو کا۔ **مسئلہ ۳** غسل[9] کرنے والے کو مسح جائز نہیں خواہ غسل فرض ہو یا سنت مثلاً پیروں کو کسی اونچے مقام پر رکھ کر خود بیٹھ جائے اور سوا پیروں کے باقی جسم کو دھوئے اُس کے بعد پیروں پر مسح کرے تو یہ درست نہیں۔ **مسئلہ** معذور[10] کا وضو جیسے نماز کا وقت جانے سے ٹوٹ جاتا ہے ویسے ہی اس کا مسح بھی باطل ہو جاتا ہے اور اُس کو موزے اتار کر پیروں کا دھونا واجب ہے۔ ہاں اگر اس کا مرض وضو کرنے اور موزے پہننے کی حالت میں نہ پایا جائے تو وہ بھی مثل اور صحیح آدمیوں کے سمجھا جائیگا

[1] واذا کان شارب المتوضی طویلاً ولا یصل الماء تحتہ عند الوضوء جاز والشعر المسترسل من الذقن لا یجب غسلہا ۱۲ عالمگیری ص۴

[2] اذا خرج دبرہ ان عالجہ بیدہ او بخرقۃ حتی ادخلہ ینتقض طہارتہ لانہ یلتزق بیدہ شیء من النجاسۃ وذکر شمس الائمۃ الحلوانی ان نفس خروج الدبر ینتقض وضوءہ ۱۲ عالمگیری ص۱۰

[3] المذی ینتقض الوضوء وکذا الودی والمنی اذا خرج من غیر شہوۃ بان حمل شیئاً فسبقہ المنی او سقط من مکان مرتفع لوجب الوضوء ۱۲ عالمگیری ص۱۰

[4] واما العتہ فلم ہو من ذکرہ من النواقض ۱۲ بحر الرائق ج۱ ص۴۱

[5] وذکر فی الذخیرۃ ان قہقہۃ النائم لا تنقض لعدم الجنایۃ ۱۲ عینی ج۱ ص۱۴۰

[6] ولو قہقہ فی سجدۃ التلاوۃ او فی صلاۃ الجنازۃ یبطل ما کان فیہا ولا تنتقض الطہارۃ ۱۲ قاضیخان ص۳۸

[7] در مختار ج۱ ص۲۷

[8] المحدث اذا تیمم عند عدم الماء ولبس الخف ثم وجد ماء فلہ ینزع خفیہ ویغسل رجلیہ لان التیمم عند وجود الماء یصیر محدثا بالحدث السابق

 [9] ولا یجوز المسح لمن اجنب بعد لبس الخف او قبلہ ۱۲ عالمگیری ص۳۳ [10] عینی ج۱ ص۳۴۴ ۱۲ رد المحتار ج۱ ص۲۷۹ ۱۲

مسئلہ [۵۱] پیر کا اکثر حصہ کسی طرح دھل گیا اس صورت میں موزوں کو اتار کر پیروں کو دھونا چاہئے۔

حدث اصغر یعنی بے وضو ہونیکی حالت کے احکام

مسئلہ ۱ [۵۲] قرآن مجید اور پاروں کے پورے کاغذ کا چھونا مکروہ تحریمی ہے خواہ اس موقع کو چھوئے جس میں آیت لکھی ہے یا اس موقع کو جو سادہ ہے اور اگر پورا قرآن نہ ہو بلکہ کسی کاغذ یا کپڑے یا جھلّی وغیرہ پر قرآن کی ایک پوری آیت لکھی ہوئی ہو۔ باقی حصہ سادہ ہو تو سادہ جگہ کا چھونا جائز ہے جب کہ آیت پر ہاتھ نہ لگے۔ مسئلہ ۲ قرآن [۵۳] مجید کا لکھنا مکروہ نہیں، بشرطیکہ لکھے ہوئے کو ہاتھ نہ لگے گو خالی مقام کو چھوئے مگر محمد رح کے نزدیک خالی مقام کو بھی چھونا جائز نہیں اور یہی احوط ہے۔ پہلا قول امام ابو یوسف رح کا ہے اور یہی اختلاف مسئلہ سابق میں بھی ہے۔ اور یہ حکم جب ہے کہ قرآن شریف اور سیپاروں کے علاوہ کسی کاغذ یا کپڑے وغیرہ میں کوئی آیت لکھی ہو اور اس کا کچھ حصہ سادہ بھی ہو۔ مسئلہ ۳ ایک [۵۴] آیت سے کم کا لکھنا مکروہ نہیں اگر کتاب وغیرہ میں لکھے اور قرآن شریف میں ایک آیت سے کم کا لکھنا بھی جائز نہیں۔ مسئلہ نابالغ [۵۵] بچوں کو حدث اصغر کی حالت میں بھی قرآن مجید کا دینا اور چھونے دینا مکروہ نہیں۔ مسئلہ ۵ قرآن [۵۶] مجید کے سوا اور آسمانی کتابوں میں مثل توریت و انجیل و زبور وغیرہ کے صرف اسی مقام کا چھونا مکروہ ہے جہاں لکھا ہو سادے مقام کا چھونا مکروہ نہیں اور یہی حکم قرآن مجید کی منسوخ التلاوۃ آیتوں کا ہے۔ مسئلہ ۶ وضو [۵۷] کے بعد اگر کسی عضو کی نسبت نہ دھونے کا شبہ ہو لیکن وہ عضو متعین نہ ہو تو ایسی صورت میں شک دفع کرنے کے لئے بائیں پیر کو دھوئے۔ اسی طرح اگر وضو کے درمیان کسی عضو کی نسبت یہ شبہ ہو تو ایسی حالت میں اخیر عضو کو دھوئے مثلاً کہنیوں تک ہاتھ دھونے کے بعد یہ شبہ ہو تو منھ دھو ڈالے اور اگر پیر دھوتے وقت یہ شبہ ہو تو کہنیوں تک ہاتھ دھو ڈالے یہ اس وقت ہے کہ اگر کبھی کبھی شبہ ہوتا ہو اور اگر کسی کو اکثر اس قسم کا شبہ ہوتا ہو تو اس کو چاہئے کہ اُس شبہے کی طرف خیال نہ کرے اور اپنے وضو کو کامل سمجھے۔ مسئلہ ۷ مسجد [۵۸] کے فرش پر وضو کرنا درست نہیں ہاں اگر اس طرح وضو کرے کہ وضو کا پانی مسجد میں نہ گرنے پائے تو خیر۔ اس میں اکثر جگہ بے احتیاطی ہوتی ہے کہ وضو ایسے موقع پر کیا جاتا ہے کہ پانی وضو کا فرشِ مسجد

---

[۵۱] ولو لبس خفیہ علی طہارۃ کاملۃ و مسح علیہما ثم دخل الماء فی احد خفیہ ان بلغ الکعب حتی صار جمیع الرجل مغسولا یجب علیہ غسل الرجل الاخری ۱۲ عالمگیری ص ۳۵ ج ۱

[۵۲] لا یجوز لہما ای للجنب و المحدث مس المصحف الا بغلاف متجاف عنہ کالخریطۃ و الجلد الغیر المشرز لا بما ہو متصل بہ ہو الصحیح ہکذا فی الہدایہ و علیہ الفتوی و الصحیح منع مس حواشی المصحف و البیاض الذی لا کتابۃ علیہ و لا یجوز مس شئی مکتوب فیہ شئی من القرآن من لوح او دراہم او غیر ذلک اذا کان آیۃ تامۃ ۱۲ عالمگیری ص ۳۹ ج ۱

[۵۳] لا باس للجنب ان یکتب القرآن فی الصحیفۃ او اللوح علی الارض او الوسادۃ عند ابی یوسف رح خلافا لمحمد رح لانہ لیس فیہ مس القرآن ۱۲ کبیری ص ۵

[۵۴] عالمگیری ص ۳۹ ج ۱ ۱۲

[۵۵] و لا باس بدفع المصحف الی الصبیان لان فی المنع تضییع حفظ القرآن و الامر بالتطہیر حرجا بہم و ہذا ہو الصحیح ۱۲ ہدایہ ص ۳۹ ج ۱

[۵۶] و اما غیرہ فلا یحرم منہ الا المکتوب ۱۲ طحطاوی ص ۹۹ ج ۱

[۵۷] عالمگیری ص ۱۳ ج ۱ ۱۲

[۵۸] تکرہ المضمضۃ و الوضوء فیہ الا ان یکون ثمہ موضع اتخذ لذالک لا یصلی فیہ ۱۲ قاضی خاں ص ۶۴ ج ۱ - ۱۲

بھی گرتا ہے۔

غسل کا بیان

مسئلہ [۱] حدث اکبر سے پاک ہونے کے لئے غسل فرض ہے اور حدث اکبر کے پیدا ہونے کے چار سبب ہیں۔ پہلا سبب خروج منی یعنی منی کا اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہو کر جسم سے باہر نکلنا خواہ سوتے میں یا جاگتے میں بیہوشی میں یا ہوش میں جماع سے یا بغیر جماع کے کسی خیال و تصور سے یا خاص حصہ کو حرکت دینے سے یا اور کسی طرح سے۔ **مسئلہ** [۲] اگر منی اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہوئی مگر خاص حصہ سے باہر نکلتے وقت شہوت نہ تھی تب بھی غسل فرض ہو جائے گا۔ مثلاً منی اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہوئی۔ مگر اس نے خاص حصہ کے سوراخ کو ہاتھ سے بند کر لیا یا روئی وغیرہ رکھ لی تھوڑی دیر کے بعد جب شہوت جاتی رہی تو اس نے خاص حصہ کے سوراخ سے ہاتھ یا روئی ہٹالی اور منی بغیر شہوت خارج ہو گئی تب بھی غسل فرض ہو جائے گا۔ **مسئلہ** [۳] اگر کسی کے خاص حصے سے کچھ منی نکلی اور اس نے غسل کر لیا بعد غسل کے دوبارہ کچھ بغیر شہوت کے نکلی تو اس صورت میں پہلا غسل باطل ہو جائے گا دوبارہ پھر غسل فرض ہے۔ بشرطیکہ یہ باقی منی قبل سونے کے اور قبل پیشاب کرنے کے اور قبل چالیس قدم یا اس سے زیادہ چلنے کے نکلے۔ مگر اس باقی منی کے نکلنے سے پہلے اگر نماز پڑھ لی ہو تو وہ نماز صحیح رہے گی۔ اُس کا اعادہ لازم نہیں۔ **مسئلہ** [۴] کسی کے خاص حصے سے بعد پیشاب کے منی نکلے تو اس پر بھی غسل فرض ہو گا بشرطیکہ شہوت کے ساتھ ہو۔ **مسئلہ** [۵] اگر کسی مرد یا عورت کو اپنے جسم یا کپڑے پر سو اٹھنے کے بعد تری معلوم ہو تو اس میں بہت سی صورتیں ہیں منجملہ اُن کے آٹھ صورتوں میں غسل فرض ہے (۱) یقین یا گمان غالب ہو جائے کہ یہ منی ہے اور احتلام یاد ہو۔ (۲) یقین ہو جائے کہ یہ منی ہے اور احتلام یاد نہ ہو (۳) یقین ہو جائے کہ یہ مذی ہے اور احتلام یاد ہو۔ (۴) شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی ہے اور احتلام یاد ہو۔ (۵) شک ہو کہ یہ منی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد ہو (۶) شک ہو کہ یہ مذی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد ہو (۷) شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد ہو (۸) شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی اور احتلام یاد نہ ہو۔ **مسئلہ** [۶] اگر کسی شخص کا ختنہ نہ ہوا ہو اور اسکی منی خاص حصہ کے سوراخ سے باہر نکل کر اس کھال کے اندر رہ جائے جو ختنہ میں کاٹ ڈالی جاتی ہے تو اس پر غسل فرض ہو جائیگا اگرچہ

---

[۱] والمعانی الموجبۃ للغسل انزال المنی علی وجہ الدفق والشہوۃ من الرجل والمرأۃ حالۃ النوم والیقظۃ ۱۲ ہدایہ ج۱ ص۱۲

[۲] ثم المعتبر عند ابی حنیفۃ رح ومحمد رح انفصالہ عن مکانہ علی وجہ الشہوۃ وعند ابی یوسف رح ظہورہ ایضاً اعتبارا للخروج بالمزایلۃ اذ الغسل یتعلق بہما ولہما انہ متی وجب من وجہ فالاحتیاط فی الایجاب ۱۲ ہدایہ ج۱ ص۱۲

[۳] الجنب اذا اغتسل قبل ان یبول وصلی جازت صلاتہ فان خرج منہ المنی بعد ذلک کان علیہ الغسل فی قول ابی حنیفۃ رح ومحمد رح خلافاً لابی یوسف رح ولا یعید ما صلی ولو اغتسل بعد ما بال ثم خرج منہ منی او مذی لاغسل علیہ فی قولہم ۱۲ فتاویٰ قاضی خان ص۲۲

[۴] وان بال الرجل فخرج منہ منی ان کان ذکرہ منتشرا کان علیہ الغسل والا فلا ۱۲ فتاویٰ قاضیخان ص۲۶

[۵] حاشیہ بحر الرائق ج۱ ص۵۸

[۶] والثانی ان یخرج عن العضو الی خارج البدن اوما لہ حکمہ کالفرج الخارج والقلفۃ علی قول ۱۲ کبیری ص۴۲

منی اس کھال سے باہر نہ نکلی ہو۔ دوسرا سبب۔ ایلاج یعنی کسی باشہوت مرد کے خاص حصہ کے سر کا کسی زندہ عورت کے خاص حصہ میں یا کسی دوسرے زندہ آدمی کے مشترک حصہ میں داخل ہونا خواہ وہ مرد ہو یا عورت یا خنثیٰ اور خواہ منی گرے یا نہ گرے اس صورت میں اگر دونوں میں غسل کے صحیح ہونے کی شرطیں پائی جاتی ہیں یعنی دونوں بالغ ہیں تو دونوں پر ورنہ جس میں پائی جاتی ہیں اُس پر غسل فرض ہو جائیگا۔ مسئلہ اگر عورت کم سن ہو مگر ایسی کم سن نہ ہو کہ اُس کے ساتھ جماع کرنے سے اُس کے خاص حصے اور مشترک حصے کے مل جانے کا خوف ہو تو اس کے خاص حصے میں مرد کے خاص حصے کا سر داخل ہونے سے مرد پر غسل فرض ہو جائیگا اگر وہ مرد بالغ ہے۔ مسئلہ جس مرد کے خصیے کٹ گئے ہوں اُس کے خاص حصے کا سر اگر کسی کے مشترک حصہ یا عورت کے خاص حصے میں داخل ہو تب بھی غسل دونوں پر فرض ہو جائے گا اگر دونوں بالغ ہوں ورنہ اس پر جو بالغ ہو۔ مسئلہ اگر کسی مرد کے خاص حصے کا سر کٹ گیا ہو تو اُسکے باقی جسم سے اُس مقدار کا اعتبار کیا جائے گا۔ یعنی اگر بقیہ عضو میں سے بقدر حشفہ داخل ہو گیا تو غسل واجب ہو گا ورنہ نہیں۔ مسئلہ اگر کوئی مرد اپنے خاص حصے کو کپڑے وغیرہ سے لپیٹ کر داخل کرے تو اگر جسم کی حرارت محسوس ہو تو غسل فرض ہو جائے گا۔ مگر احتیاط یہ ہے کہ جسم کی حرارت محسوس ہو یا نہ ہو غسل فرض ہو جائے گا۔ مسئلہ اگر کوئی عورت شہوت کے غلبہ میں اپنے خاص حصہ میں کسی بے شہوت مرد یا جانور کے خاص حصہ کو یا کسی لکڑی وغیرہ کو یا اپنی انگلی کو داخل کرے تب بھی اس پر غسل فرض ہو جائیگا۔ منی گرے یا نہ گرے مگر یہ شارح منیہ کی رائے ہے اور اصل مذہب میں بدون انزال غسل واجب نہیں۔ تیسرا سبب۔ حیض سے پاک ہونا۔ چوتھا سبب نفاس سے پاک ہونا اُن کے مسائل بہشتی زیور میں گذر چکے۔

جن صورتوں میں غسل فرض نہیں

مسئلہ منی اگر اپنی جگہ سے بشہوت جُدا نہ ہو تو اگرچہ خاص حصہ سے باہر نکل آئے غسل فرض نہ ہوگا مثلاً کسی شخص نے کوئی بوجھ اٹھایا یا اونچے سے گر پڑا یا کسی نے اس کو مارا اور اس صدمہ سے اس کی منی بغیر شہوت کے نکل آئی تو غسل فرض نہ ہوگا۔ مسئلہ اگر کوئی مرد کسی کم سن عورت کے ساتھ جماع کرے تو غسل فرض نہ ہوگا۔ بشرطیکہ منی نہ گرے اور وہ عورت اس قدر کم سن ہو کہ اُس کے ساتھ جماع کرنے میں خاص حصے اور مشترک حصے کے مل جانے کا خوف ہو۔

ف۱ والسبب الثانی الایلاج الایلاج فی احد السبیلین اذا توارت الحشفة یوجب الغسل علی الفاعل والمفعول به انزل اولم ینزل ۱۲ عالمگیری ص۱۵ ج۱
ف۲ ولو کان الرجل بالغاً والمرأة صغیرة یجامع مثلها فعلی الرجل الغسل ولا غسل علیها ۱۲ عالمگیری ص۱۵ ج۱
ف۳ وجماع الخصی یوجب الغسل علی الفاعل والمفعول ۱۲ عالمگیری ص۱۵ ج۱
ف۴ ولو کان المقطوع الحشفة یجب الغسل بایلاج مقدارها من الذکر ۱۲ عالمگیری ص۱۵ ج۱
ف۵ ولو لف علی ذکره خرقة وادخل ولم ینزل قال بعضهم یجب الغسل وقال بعضهم لا یجب والاصح ان کانت الخرقة رقیقة بحیث یجد حرارة الفرج واللذة وجب الغسل والا فلا والاحوط وجوب الغسل فی الوجهین ۱۲ عالمگیری ص۱۵ ج۱
ف۶ اذکر صبی السنتهی لنزبة الاصح وفی وجوب الغسل بادخال الاصبع فی القبل والدبر خلاف والاولی ان یوجب الغسل اذا قصد الاستمتاع لغلبة الشهوة لان الشهوة فیهن غالبة فیقام السبب مقام المسبب وهو الانزال دون الدبر لعدمها علی هذا ذکر غیر الآدمی وذکر المیت وما یصنع من خشب وغیره ۱۲ کبیری ص۴۶ ف۷ و ف۸ ومنها الحیض والنفاس یجب الغسل ۱۲ عالمگیری ص۱۶ ج۱ ف۹ کبیری ص۴۲ ج۱ ف۱۰ عالمگیری ص۱۵ ج۱

مسئلہ ۳ اگر[۱] کوئی مرد اپنے خاص حصے میں کپڑا لپیٹ کر جماع کرے تو غسل فرض نہ ہوگا بشرطیکہ کپڑا اس قدر موٹا ہو کہ جسم کی حرارت اور جماع کی لذت اس کی وجہ سے نہ محسوس ہو مگر احوط یہ ہے کہ غیبت حشفہ سے غسل واجب ہو جائیگا۔ **مسئلہ ۴** اگر[۲] کوئی مرد اپنے خاص حصہ کا جزو مقدار سر حشفہ سے کم داخل کرے تب بھی غسل نہ ہوگا۔ **مسئلہ ۵** مذی[۳] اور ودی کے نکلنے سے غسل فرض نہیں ہوتا۔ **مسئلہ ۶** استحاضہ[۴] سے غسل فرض نہیں ہوتا۔ **مسئلہ ۷** اگر کسی شخص[۵] کو منی جاری رہنے کا مرض ہو تو اس کے اوپر اس منی کے نکلنے سے غسل فرض نہ ہوگا۔ **مسئلہ ۸** سو[۶] کر اٹھنے کے بعد کپڑوں پر تری دیکھے تو ان صورتوں میں غسل فرض نہیں ہوتا۔ (۱) یقین ہو جائے کہ یہ مذی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔ (۲) شک ہو کہ یہ منی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔ (۳) شک ہو کہ یہ مذی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔ (۴) و (۵) یقین ہو جائے کہ یہ ودی ہے اور احتلام یاد ہو یا نہ ہو۔ (۶) شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔ ہاں پہلی دوسری اور چھٹی صورت میں احتیاطاً غسل کر لینا واجب ہے اگر غسل نہ کرے گا تو نماز نہ ہوگی اور سخت گناہ ہوگا کیونکہ اس میں امام ابو یوسف اور طرفین کا اختلاف ہے۔ امام ابو یوسف نے غسل واجب نہیں کہا اور طرفین نے واجب کہا ہے اور فتویٰ قول طرفین پر ہے۔ **مسئلہ ۹** حقنہ[۷] دُبُر کے مشترک حصے میں داخل ہونے سے غسل فرض نہیں ہوتا۔ **مسئلہ ۱۰** اگر[۸] کوئی مرد اپنا خاص حصہ کسی عورت یا مرد کی ناف میں داخل کرے اور منی نہ نکلے تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا۔ **مسئلہ ۱۱** اگر کوئی[۹] شخص خواب میں اپنی منی گرتے ہوئے دیکھے اور منی گرنے کی لذت بھی اس کو محسوس ہو مگر کپڑوں پر تری یا کوئی اور اثر معلوم نہ ہو تو غسل فرض نہ ہوگا۔

جن صورتوں میں غسل واجب ہے

(۱) اگر[۱۰] کوئی کافر اسلام لائے اور حالت کفر میں اس کو حدث اکبر ہوا ہو اور وہ نہ نہایا ہو یا نہایا ہو مگر شرعاً وہ غسل صحیح نہ ہوا ہو۔ تو اس پر بعد اسلام لانے کے نہانا واجب ہے۔ (۲) اگر[۱۱] کوئی شخص پندرہ برس کی عمر سے پہلے بالغ ہو جائے اور اسے پہلا احتلام ہو تو اس پر احتیاطاً غسل واجب ہے اور اس کے بعد جو احتلام ہو یا پندرہ برس کی عمر کے بعد محتلم ہو تو اس پر غسل فرض ہے۔ (۳) مسلمان[۱۲] مردہ کی لاش کو نہلانا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے۔

---

[۱] دیکھو حاشیہ مسئلہ ۱۰ باب غسل کا بیان ۱۲

[۲] دیکھو حاشیہ مسئلہ ۹ باب غسل کا بیان ۱۲

[۳] ولیس فی المذی و الودی غسل و فیہما الوضوء ۱۲ ہدایہ ص ۱۶ ج ۱

[۴] والمستحاضۃ ومن بہ سلس البول والرعاف الدائم والجرح الذی لا یرقا یتوضؤن لوقت کل صلوٰۃ ۱۲ ہدایہ ص ۵

[۵] اذا امنی الرجل من غیر شہوۃ وانتشار لا غسل علیہ ۱۲ قاضیخاں ص ۴۵ ج ۱

[۶] دیکھو حاشیہ مسئلہ ۵ باب غسل کا بیان

[۷] ولو احتقن ثم سال نہ یعید الوضوء ۱۲ عالمگیری ص ۱۰

[۸] اولج حشفۃ او قدرہا ملفوفۃ بخرقۃ ان وجد لذۃ الجماع وجب الغسل والا لا علی الاصح والاحوط الوجوب ۱۲ شرح تنویر الابصار ص ۳۱ ج ۱

[۹] ولو تذکر الاحتلام ولذۃ الشہوۃ ولم یر بللاً لا یجب اتفاقاً ۱۲ فتح القدیر ص ۵۵ ج ۱

[۱۰] الکافر اذا اجنب ثم اسلم یجب علیہ الغسل ۱۲ عالمگیری ص ۱۶ ج ۱

[۱۱] والثالث الصبی اذا بلغ بالاحتلام والرابع المرأۃ اذا بلغت بالحیض بعضہم قالوا فی المرأۃ اذا بلغت یجب الغسل وفی الصبی لا یجب والاحوط وجوب الغسل فی الفصول کلہا ۱۲ قاضیخاں ص ۴۵ ج ۱

[۱۲] غسل المیت حق واجب علی الاحیاء بالسنۃ واجماع الامۃ ۱۲ عالمگیری ص ۱۵۸ ج ۱۔

جن صورتوں میں غسل سنّت ہے

(۱) جمعے کے دن نماز فجر کے بعد سے جمعہ تک ان لوگوں کو غسل کرنا سنّت ہے جن پر نماز جمعہ واجب ہو۔ (۲) عید کے دن بعد فجر اُن لوگوں کو غسل کرنا سنت ہے جن پر عیدین کی نماز واجب ہے۔ (۳) حج یا عمرے کے احرام کے لئے غسل کرنا سنّت ہے۔ (۴) حج کرنے والے کو عرفہ کے دن بعد زوال کے غسل کرنا سنت ہے۔

جن صورتوں میں غسل کرنا مستحب ہے

(۱) اسلام لانے کے لئے غسل کرنا مستحب ہے اگر حدث اکبر سے پاک ہو۔ (۲) کوئی مرد یا عورت جب پندرہ برس کی عمر کو پہنچے اور اس وقت تک کوئی علامت جوانی کی اس میں نہ پائی جاوے تو اس کو غسل کرنا مستحب ہے۔ (۳) پچھنے لگوانے کے بعد اور جنون اور مستی اور بے ہوشی دفع ہو جانے کے بعد غسل کرنا مستحب ہے۔ (۴) مردے کو نہلانے کے بعد نہلانیوالوں کو غسل کرنا مستحب ہے۔ (۵) شب برات یعنی شعبان کی پندرہویں رات کو غسل کرنا مستحب ہے (۶) لیلۃ القدر کی راتوں میں اس شخص کو غسل کرنا مستحب ہے جس کو لیلۃ القدر معلوم ہوئی ہو۔ (۷) مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے لئے غسل کرنا مستحب ہے (۸) مزدلفہ میں ٹھیرنے کے لئے دسویں تاریخ کی صبح کو بعد طلوع فجر کے غسل کرنا مستحب ہے۔ (۹) طواف زیارت کے لئے غسل مستحب ہے۔ (۱۰) کنکری پھینکنے کے وقت غسل مستحب ہے (۱۱) کسوف اور خسوف اور استسقاء کی نمازوں کے لئے غسل مستحب ہے۔ (۱۲) خوف اور مصیبت کی نماز کے لئے غسل مستحب ہے (۱۳) کسی گناہ سے توبہ کرنے کے لئے غسل مستحب ہے۔ (۱۴) سفر سے واپس آنے والے کو غسل مستحب ہے جب وہ اپنے وطن پہنچ جائے۔ (۱۵) مجلس عامہ میں جانے کے لئے اور نئے کپڑے پہننے کے لئے غسل مستحب ہے۔ (۱۶) جس کو قتل کیا جاتا ہے اس کو غسل کرنا مستحب ہے۔

حدث اکبر کے احکام

مسئلہ ۱ مسجد میں داخل ہونا حرام ہے ہاں اگر کوئی سخت ضرورت ہو تو جائز ہے۔ مثلاً کسی کے گھر کا دروازہ مسجد میں ہو اور دوسرا کوئی راستہ اُس کے نکلنے کا سوا اس کے نہ ہو اور نہ

---

۱ ۲ ۳ ۴ و اربعۃ سنۃ وہی غسل یوم الجمعۃ ویوم العیدین و یوم عرفۃ وعند الاحرام ۱۲ عالمگیری ج۱ ص۱۶ وہدایہ

۵ تا ۲۰ ویندب الاغتسال فی ستۃ عشر شیئاً من اسلم طاہرا ولمن بلغ بالسن ولمن افاق من جنون وعند حجامۃ وغسل میت فی لیلۃ براءۃ ولیلۃ القدر اذا رآہا ولدخول مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وللوقوف بمزدلفۃ غداۃ یوم النحر وعند دخول مکۃ ولطواف الزیارۃ ولصلوۃ کسوف استسقاء وفزع وظلمۃ وریح شدیدۃ ۱۲ نور الایضاح ص۳۹

۲۱ ودخول مسجد الخ یمنع الحیض دخول المسجد وکذا الجنابۃ وخرج بالمسجد غیرہ کمصلی العید والجنائز والمدرسۃ والرباط فلا یمنعان من دخولہا وحرم علی الجنب دخول المسجد ولو للعبور الا لضرورۃ کان یکون باب بیتہ الی المسجد لایمکنہ تحویل بابہ الی غیر المسجد ولیس قادراً علی السکنی فی غیرہ ۱۲ بحر ج۱ ص۲۰۵ وجنب ہو فی المسجد فیہ عین ماء لایجد ماء غیرہ لایباح لہ ان یدخل المسجد عندنا عن غیر تیمم ۱۲ انالسی فان ص۲۳

وہاں کے سوا دوسری جگہ رہ سکتا ہو تو اس کو مسجد میں تیمم کر کے جانا جائز ہے یا کسی مسجد میں پانی کا چشمہ یا کنواں یا حوض ہو اور اس کے سوا کہیں پانی نہ ہو تو اس مسجد میں تیمم کر کے جانا جائز ہے

مسئلہ ۲ عیدگاہ[1] میں اور مدرسے اور خانقاہ وغیرہ میں جانا جائز ہے **مسئلہ ۳** حیض[2] و نفاس کی حالت میں عورت کی ناف اور زانو کے درمیان کے جسم کو دیکھنا اس سے اپنے جسم کو ملانا جب کوئی کپڑا درمیان میں نہ ہو اور جماع کرنا حرام ہے۔ **مسئلہ ۴** حیض[3] و نفاس کی حالت میں عورت کا بوسہ لینا اور جھوٹا پانی وغیرہ پینا اور اس سے لپٹ کر سونا اور اس کے ناف اور ناف کے اوپر اور زانو اور زانو کے نیچے کے جسم سے اپنے جسم کو ملانا اگرچہ کپڑا درمیان میں نہ ہو اور ناف اور زانو کے درمیان میں کپڑے کے ساتھ ملانا جائز ہے۔ بلکہ حیض کی وجہ سے عورت سے علیحدہ ہو کر سونا یا اس کے اختلاط سے بچنا مکروہ ہے۔ **مسئلہ ۵** اگر[4] کوئی مرد سو اٹھنے کے بعد اپنے خاص عضو پر تری دیکھے اور قبل سونے کے اس کے خاص حصے کو استادگی ہو تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا۔ اور وہ تری مذی سمجھی جاوے گی بشرطیکہ احتلام یاد نہ ہو اور اس تری کے منی ہونے کا غالب گمان نہ ہو اور اگر ران وغیرہ یا کپڑوں پر بھی تری ہو تو غسل بہرحال واجب ہے۔ **مسئلہ ۶** اگر[5] دو مرد یا دو عورتیں یا ایک مرد اور ایک عورت ایک ہی بستر پر لیٹیں اور سو اٹھنے کے بعد اس بستر پر منی کا نشان پایا جائے۔ اور کسی طریقہ سے یہ نہ معلوم ہو کہ یہ کس کی منی ہے اور نہ اس بستر پر اُن سے پہلے کوئی اور سویا ہو تو اس صورت میں دونوں پر غسل فرض ہوگا اور اگر اُس سے پہلے کوئی اور شخص اس بستر پر سوچکا ہے اور منی خشک ہے تو ان دونوں صورتوں میں کسی پر غسل فرض نہ ہوگا **مسئلہ ۷** کسی[6] پر غسل فرض ہو اور پردہ کی جگہ نہیں تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ مرد کو مردوں کے سامنے برہنہ ہو کر نہانا واجب ہے اسی طرح عورت کو عورتوں کے سامنے بھی نہانا واجب ہے اور مرد کو عورتوں کے سامنے اور عورتوں کو مردوں کے سامنے نہانا حرام ہے۔ بلکہ تیمم کرے۔

تیمم کا بیان

مسئلہ ۱ کنوئیں[7] سے پانی نکالنے کی کوئی چیز نہ ہو اور نہ کوئی کپڑا ہو جس کو کنوئیں میں ڈال کر تر کرے اور اس سے نچوڑ کر طہارت کرے یا پانی مٹکے وغیرہ میں ہو اور کوئی چیز پانی نکالنے کی نہ ہو اور مٹکا جھکا کر بھی پانی نہ لے سکتا ہو اور ہاتھ نجس ہوں اور کوئی دوسرا شخص ایسا نہ ہو

[1] دیکھو حاشیہ ۲ صفحہ ۱۶
[2] و[3] ویمنع الحیض قربان زوجہا ما تحت ازارہا وقد علم من عبارتہم انہ یجوز الاستمتاع بالسرۃ وما فوقہا والرکبۃ وما تحتہا والمحرم الاستمتاع بما بینہما فیجوز لہ الاستمتاع فیما عدا ما ذکر بوطی وغیرہ ولو بلا حائل وکذا بما بینہما بحائل بغیر الوطی ولو تلطخ دما ۱۲ بحر الرائق صفحہ ۲۰۹ جلد ۱
[4] اذا استیقظ الرجل من منامہ فوجد علی طرف احلیلہ بلۃ لا یدری انہا منی او مذی فانہ یغتسل الا ان یکون قد انتشر ذکرہ قبل النوم فلما استیقظ وجد البلۃ فہا ہنا لا غسل علیہ لانہ اذا کان منتشرا قبل النوم فما وجد من البلۃ بعد الانتباہ یکون من آثار ذلک الانتشار فلا یلزمہ الغسل الا ان یکون اکثر رایہ انہ منی فحینئذ یجب الغسل اما اذا کان ذکرہ ساکنا حین نام یجب تلک البلۃ منیا ویلزمہ الغسل ۱۲ قاضیخاں صفحہ ۱۴ جلد ۱
[5] اذا نام الرجل والمرأۃ فی فراش واحد فلما استیقظا وجدا بہ منیا وکل واحد منہما ینکر الاحتلام والا یکون منہ قال الشیخ الامام ابو بکر محمد بن الفضل الغسل علیہما احتیاطا ۱۲ قاضیخاں صفحہ ۱۴ جلد ۱
[6] بحر الرائق صفحہ ۱۴۳ جلد ۱
[7] او بخوف عدو او سبع او عطش او فقد الۃ متنفی

یجوز تیمم لہذہ الاعذار لان الماء معدوم معنی ۱۲ بحر الرائق

جو پانی نکالدے یا اس کے ہاتھ دُھلادے ایسی حالت میں تیمم درست ہے۔ **مسئلہ**[۲] اگر وہ عذر جس کی وجہ سے تیمم کیا گیا ہے آدمیوں کی طرف سے ہو تو جب وہ عذر جاتا رہے تو جس قدر نمازیں اس تیمم سے پڑھی ہیں سب دوبارہ پڑھنا چاہئے مثلاً کوئی شخص جیلخانہ میں ہو اور جیل کے ملازم اسکو پانی نہ دیں یا کوئی شخص اُس سے کہے کہ اگر تو وضو کرے گا تو میں تجھ کو مار ڈالوں گا اس تیمم سے جو نماز پڑھی ہے اس کو پھر دوہرانا پڑے گا۔ **مسئلہ**[۳] ایک مقام سے اور ایک ڈھیلے سے چند آدمی یکے بعد دیگرے تیمم کریں درست ہے۔ **مسئلہ**[۴] جو شخص پانی اور مٹی دونوں کے استعمال پر قادر نہ ہو خواہ پانی اور مٹی نہ ہونے کی وجہ سے یا بیماری سے تو اُس کو چاہئے کہ نماز بلا طہارت پڑھ لے پھر اُس کو طہارت سے لوٹالے۔ مثلاً کوئی شخص ریل میں ہو اور اتفاق سے نماز کا وقت آجائے اور پانی اور وہ چیز جس سے تیمم درست ہے جیسے مٹی اور مٹی کے برتن یا گرد و غبار نہ ہو اور نماز کا وقت جاتا ہو تو ایسی حالت میں بلا طہارت نماز پڑھ لے اسی طرح جیل میں جو شخص ہو اور وہ پاک پانی اور مٹی پر قادر نہ ہو تو بے وضو اور بے تیمم کے نماز پڑھ لے اور دونوں صورتوں میں نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا۔ **مسئلہ**[۵] جس شخص کو اخیر وقت تک پانی ملنے کا یقین یا گمان غالب ہو اس کو نماز کے اخیر وقت مستحب تک پانی کا انتظار کرنا مستحب ہے۔ مثلاً کنوئیں سے پانی نکالنے کی کوئی چیز نہ ہو اور یہ یقین یا گمان غالب ہو کہ اخیر وقت مستحب تک رسّی ڈول مل جائے گا یا کوئی شخص ریل پر سوار ہو اور یقیناً یا ظناً معلوم ہو کہ اخیر وقت تک ریل ایسے اسٹیشن پر پہنچ جائے گی۔ جہاں پانی مل سکتا ہے تو آخر وقت مستحب تک انتظار مستحب ہے **مسئلہ**[۶] اگر کوئی شخص ریل پر سوار ہو اور اس نے پانی نہ ملنے سے تیمم کیا ہو اور اثناء راہ میں چلتی ہوئی ریل سے اُسے پانی کے چشمے تالاب وغیرہ دکھلائی دیں تو اس کا تیمم نہ جائے گا اس لئے کہ اس صورت میں وہ پانی استعمال پر قادر نہیں ریل نہیں ٹھیر سکتی اور چلتی ہوئی ریل سے اُتر نہیں سکتا۔

تتمہ حصہ اوّل بہشتی زیور کا تمام ہوا

آگے تتمہ حصہ دوم کا شروع ہوتا ہے۔

---

[۱] وفی الخلاصۃ وفتاویٰ قاضی خاں وغیرہما الاسیر فی ید العدو واذا منعہ الکافر عن الوضوء والصلوٰۃ تیمم ویصلی بالایماء ثم یعید اذا خرج وکذا لو قال لعبدہ ان توضأت حبستک او قتلتک فانہ یصلی بالتیمم ثم یعید و فی التجنیس ثم یعید الصلوٰۃ بعد ما زال عنہ لان ہذا عذر جاء من قبل العباد فلا یسقط فرض الوضوء عنہ ۱۲ بحر الرائق ص۱۴۹ ج۱

[۲] واذا تیمم الرجل عن موضع تیمم عنہ غیرہ جاز ۱۲ قاضیخاں ص۶۳ ج۱

[۳] والمحبوس الذی لا یجد طہوراً لا یصلی عندہما وعند ابی یوسف یصلی بالایماء ثم یعید تشبہاً بالمصلین قضاء لحق الوقت کما فی الصوم ولہما انہ لیس باہل للاداء لمکان الحدث فلا یلزمہ التشبیہ کالحائض ۱۲ بحر ص۱۵۱ ج۱

[۴] وندب لراجیہ ای الراجی الماء ان یؤخر صلاۃ اخر الوقت فلو صلی بالتیمم فی اول الوقت ثم وجد الماء والوقت باق لا یعید الصلوٰۃ ویجب طلبہ قدر غلوۃ لو ظنہ قریباً والا فلا ۱۲ شرح وقایہ ص۱۰ ج۱

[۵] وکذا لا ینقض تیممہ لو مر بالماء لکن لم یقدر علی النزول للوضوء اما لخوف عدو او لخوف سبع او نحو ذلک مما یکنہ الوضوء الا یلزم ضرر ۱۲ غنیہ ص۵۰

تتمہ حصہ دوم بہشتی زیور

نماز کے وقتوں کا بیان

مُدرِک [۱] وہ شخص جس کو شروع سے اخیر تک کسی کے پیچھے جماعت سے نماز ملے اور اس کو مقتدی اور مؤتم بھی کہتے ہیں **مسبوق** وہ شخص جو ایک رکعت یا اس سے زیادہ ہو جانے کے بعد جماعت میں آکر شریک ہوا ہو۔ **لاحق** وہ شخص جو کسی امام کے پیچھے نماز میں شریک ہوا ہو اور بعد شریک ہونے کے اس کی سب رکعتیں یا کچھ رکعتیں جاتی رہیں خواہ اس وجہ سے کہ وہ سو گیا ہو یا اس کو کوئی حدث ہو جائے اصغر یا اکبر **مسئلہ ۱** مردوں کے لئے [۲] مستحب ہے کہ فجر کی نماز ایسے وقت شروع کریں کہ روشنی خوب پھیل جائے اور اس قدر وقت باقی ہو کہ اگر نماز پڑھی جائے اور اس میں چالیس پچاس آیتوں کی تلاوت اچھی طرح کی جاوے اور بعد نماز کے اگر کسی وجہ سے نماز کا اعادہ کرنا چاہیں تو اسی طرح چالیس پچاس آیتیں اس میں پڑھ سکیں اور عورتوں کو ہمیشہ اور مردوں کو حالت حج میں مزدلفہ میں فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنا مستحب ہے۔ **مسئلہ ۲** جمعہ [۳] کی نماز کا وقت بھی وہی ہے جو ظہر کی نماز کا ہے صرف اسقدر فرق ہے کہ ظہر کی نماز گرمیوں میں کچھ تاخیر کرکے پڑھنا بہتر ہے خواہ گرمی کی شدت ہو یا نہیں اور جاڑوں کے زمانہ میں جلد پڑھنا مستحب ہے۔ اور جمعہ کی نماز ہمیشہ اول وقت پڑھنا سنت ہے جمہور کا یہی قول ہے۔ **مسئلہ ۳** عیدین [۴] کی نماز کا وقت آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے کے بعد شروع ہوتا ہے دوپہر سے پہلے تک رہتا ہے۔ آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے سے یہ مقصود ہے کہ آفتاب کی زردی جاتی رہے اور روشنی ایسی تیز ہو جائے کہ نظر نہ ٹھیرے اس کی تعیین کے لئے فقہا نے لکھا ہے کہ بقدر ایک نیزے کے بلند ہو جائے عیدین کی نماز کا جلد پڑھنا مستحب ہے مگر عید الفطر کی نماز اول وقت سے کچھ دیر میں پڑھنا چاہیئے۔ **مسئلہ** جب [۵] امام خطبے کے لئے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہو اور خطبہ جمعہ کا ہو یا عیدین کا یا حج وغیرہ کا تو ان وقتوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اور خطبۂ نکاح اور ختم قرآن میں بعد شروع خطبہ کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ **مسئلہ** جب [۶] فرض نماز کی تکبیر کہی جاتی ہو اس وقت بھی نماز مکروہ ہے ہاں اگر فجر کی سنت نہ پڑھی ہو اور کسی طرح یہ یقین یا ظن غالب ہو جائے کہ ایک رکعت جماعت سے

---

[۱] واعلم ان المدرک من صلاها کاملة مع الامام والمسبوق من لم یدرک الرکعة الاولی مع الامام واللاحق وہو الذی ادرک اولہا وفاتہ الباقی لنوم او حدث او بقی قائما للزحام او الطائفة الاولی فی صلوٰة الخوف ۱۲ عالمگیری ص ۴۷ ج ۱ در المختار ص ۴۲۱ ج ۱

[۲] اجمعوا علی ان المستحب فی صلوٰة الفجر بالمزدلفة ہو التغلیس وعند التنویر انہ یبدء بالصلوٰة بعد انتشار البیاض فی وقت لو صلی الفجر بقراءة مسنونة ما بین اربعین ایة الی ستین ایة او اکثر ویرتل القراءة فاذا فرغ من الصلوٰة لو ظہر لہ سہو فی طہارة یمکنہ ان یتوضأ ویعید الصلوٰة قبل طلوع کما فعل ابو بکر وعمر رضی ۱۲ قاضیخان ص ۳۲ ج ۱

[۳] در المختار ص ۲۶۰ ج ۱

[۴] وقت صلوٰة العیدین من حین تبیض الشمس الی ان تزول والافضل ان یعجل الاضحیٰ ویؤخر الفطر ۱۲ عالمگیری ص ۱۵۰

[۵] عالمگیری ص ۵۳ ج ۱

[۶] ویکرہ التنفل اذا اقیمت الصلوٰة الا سنة الفجر ان لم یخف فوت الجماعة ویصلی سنة العید بعد ہا فی المسجد لا فی البیت ۱۲ عالمگیری ص ۴۴ ج ۱

مل جائے گی یا بقول بعض علماء تشہد ہی مل جانے کی امید ہو تو فجر کی سنتوں کا پڑھ لینا مکروہ نہیں۔ یا جو سنت مؤکدہ شروع کر دی ہو اس کو پورا کرے۔ **مسئلہ**[۱] نماز عیدین کے قبل خواہ گھر میں خواہ عیدگاہ میں نماز نفل مکروہ ہے اور نماز عیدین کے بعد فقط عیدگاہ میں مکروہ ہے۔

اذان کا بیان

مسئلہ[۲] اگر کسی ادا نماز کے لئے اذان کہی جائے تو اُس کے لئے اس نماز کا وقت ہونا ضرور ہے اگر وقت آنے سے پہلے اذان دی جائے تو صحیح نہ ہوگی بعد وقت آنے کے پھر اس کا اعادہ کرنا ہوگا خواہ وہ اذان فجر کی ہو یا کسی اور وقت کی۔ **مسئلہ**[۳] اذان اور اقامت کا عربی زبان میں انھیں خاص الفاظ کے ساتھ ہونا ضرور ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں اگر کسی اور زبان میں یا عربی زبان میں کسی اور الفاظ سے اذان یا اقامت کہی جائے تو صحیح نہ ہوگی اگرچہ لوگ اُس کو سن کر اذان سمجھ لیں اور اذان کا مقصود اس سے حاصل ہو جائے۔ **مسئلہ**[۴] مؤذن کا مرد ہونا ضروری ہے عورت کی اذان درست نہیں اگر کوئی عورت اذان دے تو اُس کا اعادہ کرنا چاہئے۔ اور اگر بغیر اعادہ کئے ہوئے نماز پڑھ لی جائے گی تو گویا بے اذان کے پڑھی گئی۔ **مسئلہ**[۵] مؤذن کا صاحب عقل ہونا بھی ضرور ہے۔ اگر کوئی ناسمجھ بچہ یا مجنون یا مست اذان دے تو معتبر نہ ہوگی۔ **مسئلہ**[۶] اذان کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اذان دینے والا دونوں حدثوں سے پاک ہو کر کسی اونچے مقام پر مسجد سے علیحدہ قبلہ رو کھڑا ہو اور اپنی دونوں کانوں کے سوراخوں کو کلمہ کی انگلی سے بند کر کے اپنی طاقت کے موافق بلند آواز سے نہ اس قدر کہ جس سے تکلیف ہو ان کلمات کو کہے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ چار بار پھر اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دو مرتبہ پھر اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ دو بار پھر حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ دو مرتبہ پھر حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ دو مرتبہ پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ دو مرتبہ پھر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ایک مرتبہ اور حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کہتے وقت اپنے منھ کو داہنی طرف پھیر لیا کرے اس طرح کہ سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائے اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہتے وقت بائیں طرف منھ پھیر لیا کرے اس طرح کہ سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائے اور فجر کی اذان میں بعد حی علی الفلاح کے اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ بھی دو مرتبہ کہے۔ پس کل الفاظ اذان کے پندرہ ہوئے اور فجر کی اذان میں سترہ

---

[۱] دیکھو حاشیہ ۲ صفحہ ۱۹

[۲] اذا اذن قبل الوقت یکرہ ویعاد فی الوقت وقال ابو یوسف رحمہ اللہ لا یکرہ فی الفجر فی المنصف الاخیر من اللیل و للعیا ۱۲ قاضیخان صفحہ ۴۰ ج ۱

[۳] ولا یؤذن بالفارسیۃ ولا بلسان آخر غیر العربیۃ ۱۲ عالمگیری صفحہ ۵۵

[۴][۵] خمسۃ یکرہ اذانہم واذا اذنوا یعاد الصبی الذی لا یعقل والمرأۃ والمجنون والسکران والجنب ۱۲ قاضیخان صفحہ ۴۷

[۶] ومن السنۃ ان یاتی بالاذان والاقامۃ جہرا رافعا بہما صوتہ الا ان الاقامۃ اخفض منہ وینبغی ان یؤذن علی المأذنۃ او خارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد والسنۃ ان یؤذن فی موضع عال یکون اسمع لجیرانہ ویرفع صوتہ ولا یجہد نفسہ ویکرہ للمؤذن ان یرفع صوتہ فوق الطاقۃ ویقیم علی الارض وفی المسجد ولا ترجیع فی الاذان ویستقبل بہما القبلۃ ولو ترک الاستقبال جاز ویکرہ واذا انتہی الی الصلاۃ والفلاح حول وجہہ یمینا وشمالا وقدماہ مکانہما وکیفیۃ ان یکون الصلاۃ فی الیمین والفلاح فی الشمال ویجعل اصبعیہ فی اذنیہ ویزید بعد الفلاح اذان الفجر الصلاۃ خیر من النوم مرتین ویترسل فی الاذان ویحدر فی الاقامۃ وفی الاقامۃ سبع عشرۃ کلمۃ خمس عشر منہا کلمات الاذان وکلمتان قولہ قد قامت الصلاۃ مرتین ۱۲ عالمگیری صفحہ ۵۵ ج ۱

اور اذان کے الفاظ کو گانے کے طور پر نہ ادا کرے اور نہ اس طرح کہ کچھ پست آواز سے اور کچھ بلند آواز سے۔ اور دو مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر اس قدر سکوت[۱] کرے کہ سننے والا اس کا جواب دے سکے اور اللہ اکبر کے سوا دوسرے الفاظ میں بھی ہر لفظ کے بعد اسی قدر سکوت کر کے دوسرا لفظ کہے۔ مسئلہ[۶] اقامت کا طریقہ بھی یہی ہے صرف فرق اس قدر ہے کہ اذان مسجد سے باہر کہی جاتی ہے یعنی یہ بہتر ہے اور اقامت مسجد کے اندر۔ اور اذان بلند آواز سے کہی جاتی ہے اور اقامت پست آواز سے۔ اور اقامت میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم نہیں بلکہ بجائے اس کے پانچوں وقت میں قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ دو مرتبہ اور اقامت کہتے وقت کانوں کے سوراخوں کا بند کرنا بھی نہیں اس لئے کہ کان کے سوراخ آواز بلند ہونے کے لئے بند کئے جاتے ہیں اور وہ یہاں مقصود نہیں۔ اور اقامت میں حی علی الصَّلٰوۃ اور حی علی الفلاح کہتے وقت داہنے بائیں جانب[۱] منہ پھیرنا بھی نہیں ہے یعنی ضرور نہیں ورنہ بعض فقہاء نے لکھا ہے۔

اذان و اقامت کے احکام

مسئلہ[۱] سب فرض عین نمازوں کے لئے ایک بار اذان کہنا مردوں پر سنت مؤکدہ ہے مسافر ہو یا مقیم جماعت کی نماز ہو یا تنہا ادا نماز ہو یا قضا۔ اور نماز جمعہ کے لئے دو بار اذان کہنا۔ مسئلہ[۲] اگر نماز کسی ایسے سبب سے قضا ہوئی ہو جس میں عام لوگ مبتلا ہوں تو اُس کی اذان اعلان کے ساتھ دی جائے اور اگر کسی خاص سبب سے قضا ہوئی ہو تو اذان پوشیدہ طور پر آہستہ کہی جاوے تاکہ لوگوں کو اذان سنکر نماز قضا ہونے کا علم نہ ہو اس لئے کہ نماز کا قضا ہو جانا غفلت اور سستی پر دلالت کرتا ہے اور دین کے کاموں میں غفلت اور سستی گناہ ہے اور گناہ کا ظاہر کرنا اچھا نہیں اور اگر کئی نمازیں قضا ہوئی ہوں اور سب ایک ہی وقت پڑھی جائیں تو صرف پہلی نماز کی اذان دینا سنت ہے اور باقی نمازوں کے لئے صرف اقامت ہاں یہ مستحب ہے کہ ہر ایک کے واسطے اذان بھی علیحدہ دی جائے۔ مسئلہ[۳] مسافر کے لئے اگر اس کے تمام ساتھی موجود ہوں اذان مستحب ہے سنت مؤکدہ نہیں مسئلہ[۴] جو شخص اپنے گھر میں نماز پڑھے تنہا یا جماعت سے اُس کے لئے اذان اور اقامت دونوں مستحب ہیں بشرطیکہ محلہ کی مسجد یا گاؤں کی مسجد میں اذان اور اقامت ہو چکی ہو۔ اس لئے کہ محلہ کی اذان اور اقامت

سلہ دیکھو حاشیہ ۲ صفحہ ۲

سلہ الاذان سنۃ للصلوٰۃ الخمس والجمعۃ لاسواہا للنقل المتواتر ویؤذن للفائتۃ ۱۲ ہدایہ صفحہ ۷۱

سلہ ویؤذن للفائتۃ ویقیم لانہ علیہ السلام قضی الفجر غداۃ لیلۃ التعریس باذان و اقامۃ فان فاتت صلوات اذن للاولی واقام لما روینا وکان مخیرا فی الباقی ان شاء اذن واقام لیکون القضاء علی حسب الاداء وان شاء اقتصر علی الاقامۃ ۱۲ ہدایہ صفحہ ۷۴ ج ۱

سلہ والمسافر یؤذن ویقیم لقولہ علیہ السلام لابنی ابی ملیکۃ اذا سافرتما فاذنا واقیما فان ترکہما جمیعا یکرہ ولو اکتفی بالاقامۃ جاز لان الاذان لاستحضار الغائبین والرفقۃ حاضرون والاقامۃ لاعلام الافتتاح وہم الیہ محتاجون ۱۲ ہدایہ صفحہ ۷۶ ج ۱

سلہ فان صلی فی بیتہ فی المصر یصلی باذان و اقامۃ لیکون الاداء علی ہیأۃ الجماعۃ وان ترکہما جاز لقول ابن مسعود اذان الحی یکفینا ۱۲ ہدایہ صفحہ ۷۶ وہذا اذا اذن واقیم فی مسجد جمعۃ واما فی القری فان کان فیہا مسجد فیہ اذان و اقامۃ فالحکم المصلی فیہا کما مر والمصلی فی بیتہ یکفیہ اذان المسجد واقامۃ وان لم یکن فیہا مسجد کذا من یصلی فی بیتہ فحکمہ حکم المسافر ۱۲ شرح وقایہ صفحہ ۱۵۵ ج ۱

تمام محلہ والوں کو کافی ہے۔ **مسئلہ**[۵] جس مسجد میں اذان اور اقامت کے ساتھ نماز ہو چکی ہو اس میں اگر نماز پڑھی جائے تو اذان اور اقامت کا کہنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر اس مسجد میں کوئی مؤذن اور امام مقرر نہ ہو تو مکروہ نہیں بلکہ افضل ہے۔ **مسئلہ**[۶] اگر کوئی شخص ایسے مقام پر جہاں جمعہ کی نماز کے شرائط پائے جاتے ہوں اور جمعہ ہوتا ہو ظہر کی نماز پڑھے تو اس کو اذان اور اقامت کہنا مکروہ ہے خواہ وہ ظہر کی نماز کسی عذر سے پڑھتا ہو یا بلا عذر اور خواہ قبل نماز جمعہ کے ختم ہونے کے پڑھے یا بعد ختم ہونے کے۔ **مسئلہ**[۷] عورتوں کو اذان اور اقامت کہنا مکروہ ہے خواہ جماعت سے نماز پڑھیں یا تنہا۔ **مسئلہ**[۸] فرض عین نمازوں کے سوا اور کسی نماز کیلئے اذان و اقامت مسنون نہیں خواہ فرض کفایہ ہو جیسے جنازے کی نماز یا واجب ہو جیسے وتر اور عیدین یا نفل ہو جیسے اور نمازیں۔ **مسئلہ**[۹] جو شخص اذان سنے مرد ہو یا عورت طاہر ہو یا جنب اس پر اذان کا جواب دینا مستحب ہے اور بعض نے واجب بھی کہا ہے مگر معتمد اور ظاہر مذہب استحباب ہی ہے۔ یعنی جو لفظ مؤذن کی زبان سے سنے وہی کہے مگر حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے جواب میں لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ بھی کہے اور اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے جواب میں صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ اور بعد اذان کے درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ سَیِّدَنَا مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔ **مسئلہ**[۱۰] جمعہ کی پہلی اذان سنکر تمام کاموں کو چھوڑ کر جمعہ کی نماز کے لئے جامع مسجد جانا واجب ہے خرید و فروخت یا کسی اور کام میں مشغول ہونا حرام ہے۔ **مسئلہ**[۱۱] اقامت کا جواب دینا بھی مستحب ہے۔ واجب نہیں اور قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے جواب میں اَقَامَھَا اللّٰہُ وَاَدَامَھَا کہے۔ **مسئلہ**[۱۲] آٹھ صورتوں میں اذان کا جواب نہ دینا چاہئے۔ (۱) نماز کی حالت میں۔ (۲) خطبہ سننے کی حالت میں خواہ وہ خطبہ جمعہ کا ہو یا اور کسی چیز کا (۳ و ۴) حیض و نفاس میں یعنی ضرور نہیں۔ (۵) علم دین پڑھنے پڑھانے کی حالت میں۔ (۶) جماع کی حالت میں۔ (۷) پیشاب یا پاخانہ کی حالت میں۔ (۸) کھانا کھانے کی حالت میں یعنی ضرور نہیں ہاں بعد ان چیزوں کی فراغت کے اگر اذان ہوئے زیادہ زمانہ نہ گذرا ہو تو جواب دینا چاہئے ورنہ نہیں۔

[۵] ویجیب من سمع الاذان ولو جنبا لا حائضا ونفساء وسامع خطبة وفی صلاة جنازة وجماع ومستراح واکل وتعلیم علم وتعلمه بل یجیب بعد الفراغ من هذه المذکورات ام لا ینبغی انه ان لم یطل الفصل نعم وان طال فلا ۱۲ در المختار ورد المحتار صفحہ ۲۹۱ ج ۱

[۱] اما لو کان له امام ومؤذن معلوم فیکره تکرار الجماعة فیه باذان واقامة عندنا ۱۲ غنیه صفحہ ۶۱۴ مسجد لیس له مؤذن وامام معلوم یصلی فیه الناس فوجا فوجا بجماعة الافضل ان یصلی فیه کل فریق باذان واقامة علی حدة ۱۲ قاضیخان صفحہ ۷۶

[۲] والضابطة عندنا ان کل فرض اداء کان او قضاء یؤذن له ویقام سواء اداه منفردا او بجماعة الا الظهر یوم الجمعة فی المصر فان اداه باذان واقامة یکره ۱۲ عالمگیری صفحہ ۵۵ ج ۱ ذکره جماعة الظهر لاهل المصر اذا لم یجمع المانع واما اهل القری فلهم ذلک بالاذان والاقامة من غیر کراهة ۱۲ عالمگیری صفحہ ۱۴۷ ج ۱

[۳] ولیس علی النساء اذان ولا اقامة فان صلین بجماعة یصلین بغیر اذان واقامة وان صلین بهما جازت صلاتهن مع الاساءة ۱۲ عالمگیری صفحہ ۵۳ ج ۱

[۴] ولیس لغیر المکتوبة نحو الوتر وصلاة العید وصلاة الجنازة وجماعة النساء اذان واقامة ۱۲ قاضیخان صفحہ ۶۵ ج ۱

[۵] عالمگیری صفحہ ۵۵ ج ۱ و غنیه صفحہ ۳۸۰ ۱۲

[۶] ویجب السعی وترک البیع بالاذان الاول ۱۲ عالمگیری صفحہ ۱۴۹ ج ۱

[۷] واجابة الاقامة مستحبة واذا بلغ قوله قد قامت الصلوة یقول السامع اقامها الله وادامها ما دامت السموات والارض وفی سائر الکلمات یجیب کما یجیب فی الاذان ۱۲ عالمگیری صفحہ ۵۷ ج ۱

اذان اور اقامت کے سنن اور مستحبات

اذان اور اقامت کے سنن دو قسم کے ہیں۔ بعض مؤذن کے متعلق ہیں اور بعض اذان اور اقامت کے متعلق۔ لہذا ہم پہلے نمبر پانچ تک مؤذن کی سنتوں کا ذکر کرتے ہیں۔ اُس کے بعد اذان کی سنتیں بیان کریں گے۔ (۱)[۱] مؤذن مرد ہونا چاہئے عورت کی اذان و اقامت مکروہ تحریمی ہے اگر عورت اذان کہے تو اس کا اعادہ کرلینا چاہئے، اقامت کا اعادہ نہیں اسلئے کہ تکرار اقامت مشروع نہیں بخلاف تکرار اذان کے۔ (۲)[۲] مؤذن کا عاقل ہونا مجنون اور مست اور ناسمجھ بچّے کی اذان اور اقامت مکروہ ہے اور اُن کی اذانوں کا اعادہ کرلینا چاہئے نہ اقامت کا۔ (۳)[۳] مؤذن کا مسائل ضروریہ اور نماز کے اوقات سے واقف ہونا۔ اگر جاہل آدمی اذان دے تو اس کو مؤذن کے برابر ثواب نہ ملے گا۔ (۴)[۴] مؤذن کا پرہیز گار اور دیندار ہونا اور لوگوں کے حال سے خبردار رہنا۔ جو لوگ جماعت میں نہ آتے ہوں اُن کو تنبیہ کرنا۔ یعنی اگر یہ خوف نہ ہو کہ مجھ کو کوئی ستادے گا۔ (۵)[۵] مؤذن کا بلند آواز ہونا۔ (۶) اذان کا کسی اونچے مقام پر مسجد سے علیحدہ کہنا اور اقامت کا مسجد کے اندر کہنا۔ مسجد کے اندر اذان کہنا مکروہ تنزیہی ہے ہاں جمعہ کی دوسری اذان کا مسجد کے اندر منبر کے سامنے کہنا مکروہ نہیں بلکہ تمام اسلامی شہروں میں معمول ہے۔ (۷)[۶] اذان کا کھڑے ہو کر کہنا اگر کوئی شخص بیٹھے بیٹھے اذان کہے تو مکروہ ہے اور اس کا اعادہ کرنا چاہئے۔ ہاں اگر مسافر سوار ہو یا مقیم اذان صرف اپنی نماز کے لئے کہے تو پھر اعادہ کی ضرورت نہیں۔ (۸)[۸] اذان کا بلند آواز سے کہنا۔ ہاں اگر صرف اپنی نماز کے لئے کہے تو اختیار ہے مگر پھر بھی زیادہ ثواب بلند آواز میں ہوگا۔ (۹)[۹] اذان کہتے وقت کانوں کے سوراخوں کو انگلیوں سے بند کرنا مستحب ہے۔ (۱۰)[۱۰] اذان کے الفاظ کا ٹھیر ٹھیر کر ادا کرنا اور اقامت کا جلد جلد سنّت ہے یعنی اذان کی تکبیروں میں ہر دو تکبیر کے بعد اس قدر سکوت کرے کہ سننے والا اس کا جواب دے سکے اور تکبیر کے علاوہ اور الفاظ میں ہر ایک لفظ کے بعد اسی قدر سکوت کرکے دوسرا لفظ کہے اور اگر کسی وجہ سے اذان بغیر اس قدر ٹھیرے ہوئے کہدے تو اس کا اعادہ مستحب ہے اور اگر اقامت کے الفاظ ٹھیر ٹھیر کر کہے تو اس کا اعادہ مستحب نہیں۔ (۱۱)[۱۱] اذان میں حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کہتے وقت داہنی طرف کو منھ پھیرنا اور حَیَّ عَلَی الفَلَاح کہتے وقت بائیں طرف منھ کو پھیرنا سنت ہے خواہ وہ اذان نماز کی ہو یا کسی اور چیز کی مگر سینہ اور قدم قبلہ سے نہ

---

[۱] و [۲] وکرہ اذان المرأۃ فیعاد ندباً و اذان الصبی الذی لا یعقل لا یجوز و یعاد و کذا المجنون ۱۲ عالمگیری ص۵۴ ج۱ وجاز اذان المحدث وکرہ اقامۃ ولم یعاد او کرہ اذان الجنب و اقامۃ ولا تعاد ہی بل ہو لانہ لم یشرع تکرار الاقامۃ کاذان المرأۃ والمجنون والسکران ۱۲ شرح وقایہ ص۱۵۴ ج۱

[۳] المؤذن اذا لم یکن عالماً باوقات الصلوۃ قالوا لا یستحق ثواب المؤذنین ۱۲ قاضیخان ص۴ ج۱

[۴] فہو ان یکون ذکراً بالغاً عاقلاً صحیحاً تقیاً عالماً بالسنۃ و مواقیت الصلاۃ جہراً بصوت مواظباً علی الاذان فی الصلاۃ الخمس ۱۲ عینی ص۵۴۷ ج۱ و ینبغی ان یکون مہیباً و یتفقد احوال الناس و یزجر المتخلفین عن الجماعات ۱۲ عالمگیری ج۱

[۵] و فی حدیث عبد اللہ ابن زید القہ الی بلال فانہ اندی صوتاً منک ۱۲ عینی ۱۲ ص۵۴۵ ج۱

[۶] عالمگیری ص۱۴۹ ج۱

[۷] و یکرہ الاذان قاعداً وان اذن لنفسہ قاعداً فلا باس بہ والمسافر اذا اذن راکباً لا یکرہ ۱۲ عالمگیری ص۵۴ ج۱

[۸] ان ابا سعید الخدری رضی قال لہ انی اراک تحب الغنم والبادیۃ فاذا کنت فی غنمک و بادیتک فاذنت للصلوۃ فارفع صوتک بالنداء ۱۲ بخاری ص۸۶ ج۱

[۹] در مختار ص۲۰۴ ج۱

[۱۰] در مختار ص۲۰۴ ج۱

[۱۱] عالمگیری ص۵۶ ج۱

پھرنے پائے (۱۲)[ل] اذان اور اقامت کا قبلہ رو ہو کر کہنا بشرطیکہ سوار نہ ہو۔ بغیر قبلہ رو ہونے کے اذان واقامت کہنا مکروہ تنزیہی ہے۔ (۱۳) اذان[ل] کہتے وقت حدث اکبر سے پاک ہونا سنت ہے۔ اور دونوں حدثوں سے پاک ہونا مستحب ہے اور اقامت کہتے وقت دونوں حدثوں سے پاک ہونا سنت ہے اگر حدث اکبر کی حالت میں کوئی شخص اذان کہے تو مکروہ تحریمی ہے اور اس اذان کا اعادہ مستحب ہے اسی طرح اگر کوئی حدث اکبر یا اصغر کی حالت میں اقامت کہے تو مکروہ تحریمی ہے مگر اقامت کا اعادہ مستحب نہیں (۱۴)[ل] اذان اور اقامت کے الفاظ کا ترتیب وار کہنا سنت ہے اگر کوئی شخص مؤخر لفظ کو پہلے کہہ جائے مثلاً اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سے پہلے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہہ جائے یا حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ سے پہلے حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہہ جائے تو اس صورت میں صرف اسی مؤخر لفظ کا اعادہ ضروری ہے جس کو اُس نے مقدم کہہ دیا ہے پہلی صورت میں اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ کر اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پھر کہے اور دوسری صورت میں حی علی الصلوٰۃ کہکر حی علی الفلاح پھر کہے پوری اذان کا اعادہ کرنا ضروری نہیں۔ (۱۵)[ل] اذان اور اقامت کی حالت میں کوئی دوسرا کلام نہ کرنا۔ خواہ وہ سلام یا سلام کا جواب ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی شخص اثنائے اذان واقامت میں کلام کرے تو اگر بہت کلام کیا ہو تو اذان کا تو اعادہ کرے اقامت کا نہیں۔

متفرق مسائل

مسئلہ ۱[ش] اگر کوئی شخص اذان کا جواب دینا بھول جائے یا قصداً نہ دے اور بعد اذان ختم ہونے کے خیال آوے یا دینے کا ارادہ کرے تو اگر زیادہ زمانہ نہ گذرا ہو تو جواب دیدے ورنہ نہیں **مسئلہ ۲**[ل] اقامت کہنے کے بعد اگر زیادہ زمانہ گذر جائے اور جماعت قائم نہ ہو تو اقامت کا اعادہ کرنا چاہئے۔ ہاں اگر کچھ تھوڑی سی دیر ہو جائے تو کچھ ضرورت نہیں اگر اقامت ہو جائے اور امام نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں اور پڑھنے میں مشغول ہو جائے تو یہ زمانہ زیادہ فاصل نہ سمجھا جائے گا اور اقامت کا اعادہ نہ کیا جائے گا اور اگر اقامت کے بعد دوسرا کام شروع کر دیا جائے جو نماز کی قسم سے نہیں جیسے کھانا پینا وغیرہ تو اس صورت میں اقامت کا اعادہ کر لینا چاہئے۔ **مسئلہ ۳** اگر مؤذن اذان دینے کی حالت میں مرجائے یا بیہوش ہو جائے یا اسکی آواز بند ہو جائے

ل۱ ویستقبل بہما القبلۃ ولو ترک الاستقبال جاز ویکرہ ۱۲ عالمگیری ص۵۳ ج۱

ل۲ وکرہ اذان الجنب واقامتہ باتفاق الروایات والاشبہ ان یعاد الاذان ولا تعاد الاقامۃ ولا یکرہ اذان المحدث وہو الصحیح وکرہ اقامتہ ولا تعاد ۱۲ عالمگیری ص۵۴ ج۱

ل۳ اذا قدم فی اذانہ و اقامتہ شیئاً بان قال اولاً اشہد ان محمدا رسول اللہ ثم قال اشہد ان لا الہ الا اللہ فعلیہ ان یقول بعد کلمۃ الشہادۃ اشہد ان محمدا رسول اللہ مراعاۃ للنظم ۱۲ قاضیخان ص۴۷ ج۱

ل۴ ولا ینبغی للمؤذن ان یتکلم فی الاذان او فی الاقامۃ او یمشی لانہ شبیہ بالصلاۃ فان تکلم بکلام یسیر لا یلزمہ الاستقبال ۱۲ قاضی خان ص۴۷ ج۱

ل۵ دیکھو حاشیہ ۵ ص۲۲

ل۶ واجمعوا ان الاقامۃ قبل الوقت لا تجوز حضر الامام بعد اقامۃ المؤذن بساعۃ او صلی سنۃ الفجر بعدہا لا یجب اعادتہا ۱۲ عالمگیری ص۵۳ ج۱

ل۷ خمس خصال لو وجدت فی الاذان او فی الاقامۃ توجب الاستقبال اذا غشی علی المؤذن فی الاذان او فی الاقامۃ یستقبل غیرہ وکذا اذا مات المؤذن او سبقہ الحدث فذہب لیتوضأ یستقبل غیرہ او یستقبل ہو اذا رجع اذا حصر المؤذن فی خلال الاذان او فی الاقامۃ وعجز عن الاتمام ولم یکن ہناک من یلقنہ یجب الاستقبال وکذا فا خرس یستقبل غیرہ ۱۲ بحذف قاضیخان ص۴۷ ج۱

یا بھول جائے اور کوئی بتلانے والا نہ ہو یا اس کو حدث ہو جائے اور وہ اس کے دور کرنے کیلئے چلا جائے تو اس اذان کا نئے سرے سے اعادہ کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ **مسئلہ** اگر کسی[۱] کو اذان یا اقامت کہنے کی حالت میں حدث اصغر ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ اذان یا اقامت پوری کر کے اس حدث کے دور کرنے کو جائے۔ **مسئلہ** ایک[۲] مؤذن کا دو مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے جس مسجد میں فرض پڑھے وہیں اذان دے۔ **مسئلہ** جو[۳] شخص اذان دے اقامت بھی اسی کا حق ہے ہاں اگر وہ اذان دیکر کہیں چلا جائے یا کسی دوسرے کو اجازت دے تو دوسرا بھی کہہ سکتا ہے۔ **مسئلہ** کئی[۴] مؤذنوں کو ایک ساتھ اذان کہنا جائز ہے۔ **مسئلہ** مؤذن[۵] کو چاہئے کہ اقامت جس جگہ کہنا شروع کرے۔ وہیں ختم کر دے۔ **مسئلہ** اذان[۶] اور اقامت کے لئے نیت شرط نہیں ہاں ثواب بغیر نیت کے نہیں ملتا اور نیت یہ ہے کہ دل میں یہ ارادہ کرے کہ میں یہ اذان محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور ثواب کے لئے کہتا ہوں اور کچھ مقصود نہیں۔

نماز کی شرطوں کا بیان

مسائل طہارت

مسئلہ اگر کوئی[۷] چادر اس قدر بڑی ہو کہ اس کا نجس حصہ نماز پڑھنے والے کے اٹھنے بیٹھنے سے جنبش نہ کرے تو کچھ حرج نہیں اور اسی طرح اس چیز کا بھی پاک ہونا چاہئے جس کو نماز پڑھنے والا اٹھائے ہو بشرطیکہ وہ چیز خود اپنی قوت سے رکی ہوئی نہ ہو۔ مثلاً نماز پڑھنے والا کسی بچہ کو اٹھائے ہوئے ہو اور اس بچہ کا جسم یا کپڑا نجس ہو اور وہ بچہ خود اپنی قوت سے رکا ہوا نہ ہو تب تو اس کا پاک ہونا نماز کی صحت کے لئے شرط ہے۔ پس جب اس بچّہ کا بدن اور کپڑا اس قدر نجس ہو جو مانع نماز ہے تو اس صورت میں اس شخص کی نماز درست نہ ہو گی۔ اور اگر خود اپنی طاقت سے رکا ہوا بیٹھا ہو تو کچھ حرج نہیں اس لئے کہ وہ اپنی قوت اور سہارے سے بیٹھا ہے پس یہ نجاست اسی کی طرف منسوب ہو گی اور نماز پڑھنے والے سے کچھ اس کا تعلق نہ سمجھا جائیگا اسی طرح اگر نماز پڑھنے والے کے جسم[۸] پر کوئی ایسی نجس چیز ہو جو اپنی جائے پیدائش میں ہو اور خارج میں اس کا کچھ اثر موجود نہ ہو تو کچھ حرج نہیں۔ مثلاً نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی کتا[۹] بیٹھ جائے اور اس کے منھ سے لعاب نہ نکلتا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں اس لئے کہ اس کا لعاب

---

[۱] ولو سبقه الحدث في احدهما فذهب ليتوضأ استقبل غيره ولو اذا رجع اولاولى ان يتم الاذان ان احدث فيه واتم الاقامة ان احدث فيها ثم يذهب ليتوضأ ۱۲ عالمگیری

[۲] ويكره ان يؤذن في مسجدين ۱۲ عینی ص۲۴۵ ج۱

[۳] اذن رجل واقام آخر ان غاب الاول لايكره وان كان حاضراً ويلحقه الوحشة بذلك يكره ۱۲ عینی ص۲۴۵ ج۱

[۴] (قوله واذن المؤذنون) ذكر المؤذن بلفظ الجمع اخراجا للكلام مخرج العادة فان المتوارث في اذان الجمعة اجتماع المؤذنين لتبليغ اصواتهم الى اطراف المصر الجامع ۱۲ کفایہ ص۳۰ ج۱

[۵] ثم المؤذن يختم الاقامة على مكانه ۱۲ عینی ص۲۴۶ ج۱

[۶] رد المحتار ص۲۸۴ ج۱

[۷] بخلاف ما اذا صلى في ثوب فطرفه طاهر وطرف منه نجس فليس الطرف الطاهر والقى الطرف النجس على الارض ان كان ما على الارض يتحرك بتحركه وتجوز صلاته ۱۲ قاضیخان ص۲۳ ج۱

[۸] غنیہ ص۱۹۱ ج۱

[۹] ولما اذا جلس الكلب عليه بنفسه فعلى رواية انه نجس العين كذلك لا لعدم مماسته وهو نجاسته واما على الرواية الصحيح فينبغي الا تجوز صلاته لانه غير حامل للنجاسة كما في البحر ونحوه ۱۲ ماسبق ۱۲ غنیہ ص۱۹۱ ج۱

اس کے جسم کے اندر ہے اور وہی اُس کے پیدا ہونے کی جگہ ہے۔ پس مثل اُس نجاست کے ہوگا جو انسان کے پیٹ میں رہتی ہے جس سے طہارت شرط نہیں اسی طرح اگر کوئی ایسا انڈا[1] جس کی زردی خون ہوگئی ہو نماز پڑھنے والے کے پاس ہو تب بھی کچھ نہیں اس لئے کہ اس کا خون اسی جگہ ہے جہاں پیدا ہوا ہے خارج میں اس کا کچھ اثر نہیں بخلاف اس کے کہ اگر شیشی میں پیشاب بھرا ہو اور وہ نماز پڑھنے والے کے پاس ہو اگرچہ منہ اس کا بند ہو۔ اس لئے کہ اُس کا پیشاب ایسی جگہ نہیں ہے جہاں پیشاب پیدا ہوتا ہے۔ مسئلہ[2] نماز پڑھنے کی جگہ نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا چاہئے۔ ہاں اگر نجاست بقدر معافی ہو تو کچھ حرج نہیں۔ نماز پڑھنے کی جگہ سے وہ مقام مراد ہے جہاں نماز پڑھنے والے کے پیر رہتے ہیں اور اسی طرح سجدہ کرنے کی حالت میں جہاں اس کے گھٹنے اور ہاتھ اور پیشانی اور ناک رہتی ہو۔ مسئلہ[3] اگر صرف ایک پیر کی جگہ پاک ہو اور دوسرے پیر کو اٹھائے رہے تب بھی کافی ہے۔ مسئلہ[4] اگر کسی کپڑے پر نماز پڑھی جائے۔ تب بھی اس کا اُسی قدر پاک ہونا ضروری ہے۔ پورے کپڑے کا پاک ہونا ضروری نہیں۔ خواہ کپڑا چھوٹا ہو یا بڑا۔ مسئلہ[5] اگر کسی نجس مقام پر کوئی پاک کپڑا بچھا کر نماز پڑھی جائے تو اُس میں یہ بھی شرط ہے کہ وہ کپڑا اس قدر باریک نہ ہو کہ اُسکے نیچے کی چیز صاف طور پر اس سے نظر آئے۔ مسئلہ[6] اگر نماز پڑھنے کی حالت میں نماز پڑھنے والے کا کپڑا کسی نجس مقام پر پڑتا ہو تو کچھ حرج نہیں۔ مسئلہ[7] اگر کپڑے کے استعمال سے معذوری بوجہ آدمیوں کے فعل کے ہو تو جب معذوری جاتی رہے گی نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا مثلاً کوئی شخص جیل میں ہو اور جیل کے ملازموں نے اس کے کپڑے اتار لئے ہوں یا کسی دشمن نے اُس کے کپڑے اتار لئے ہوں یا کوئی دشمن کہتا ہو کہ اگر تو کپڑے پہنے گا تو میں تجھے مار ڈالوں گا اور اگر آدمیوں کی طرف سے نہ ہو تو پھر نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں مثلاً کسی کے پاس کپڑے ہی نہ ہوں۔ مسئلہ[8] اگر کسی کے پاس ایک کپڑا ہو کہ چاہے اُس سے اپنے جسم کو چھپالے چاہے اُس کو بچھا کر نماز پڑھے تو اس کو چاہئے کہ اپنے جسم کو چھپالے اور نماز اسی نجس مقام میں پڑھ لے اگر پاک جگہ میسر نہ ہو۔ (ق)

قبلے کے مسائل

مسئلہ[1] اگر قبلہ نہ معلوم ہونے کی صورت میں جماعت سے نماز پڑھی جائے تو امام اور مقتدی

---

[1] اذا صلی وفی کمہ بیضۃ مذرۃ قد صار محہا دما جازت صلوتہ رجل صلی وفی کمہ قارورۃ فیہا بول لاتجوز الصلاۃ سواء کانت ممتلئۃ اولم تکن لان ہذا لیس فی مظانہ ومعدنہ بخلاف البیضۃ المذرۃ لانہ فی معدنہ ومظانہ وعلیہ الفتوی ۱۲ عالمگیری ص ۶۲ ج ۱

[2] الطہارۃ عن الحدث وطہارۃ الجسد والثوب والمکان من نجس یعفو عنہ حتی موضع القدمین والیدین والرکبتین والجبہۃ علی الاصح ۱۲ نور الایضاح

[3] وان کان موضع احدی قدمیہ نجسا لایجوز صلاتہ اذا کان قدمہ اعنی اذا لم یعفہا فانہ تجوز صلاتہ ۱۲ غنیہ ص ۲۰

[4] ولو صلی علی لبا طلاقی ناحیۃ منہ نجاسۃ ان لم تکن فی موضع قدمیہ لا فی موضع سجودہ لاتمنع اداء الصلاۃ سواء کان البساط کبیرا او صغیرا بحیث لو حرک احد طرفیہ یتحرک الطرف الآخر ہو المختار وکذا الثوب والحصیر ۱۲ عالمگیری ص ۶۲ ج ۱

[5] وان کانت النجاسۃ یابسۃ جازت اذا کان یصلح ساترا ۱۲ عالمگیری ص ۶۲ ج ۱

[6] وہو اذا صلی علی مکان طاہر وسجد علیہ لانہ اذا سجد تقع ثیابہ علی ارض نجسۃ او ثوب نجس جازت صلاتہ ۱۲ عالمگیری ص ۶۱ ج ۱

[7] انہ اختلاف بین المسلمین انہ لاتجب فیہ الاعادۃ اذا صلی عاریا للعجز عن السترۃ وینبغی ان تلزمہ الاعادۃ عندنا اذا کان العجز لمنع من العباد کما اذا غصب ثوبہ ۱۲ بحر الرائق ص ۲۹۰ ج ۱

[8] ہدایہ ص ۸۲ ج ۱ ۱۲

سب کو اپنے غالب گمان پر عمل کرنا چاہئیے۔ لیکن اگر کسی مقتدی کا غالب گمان امام کے خلاف ہو گا تو اس کی نماز اس امام کے پیچھے نہ ہوگی۔ اس لئے کہ وہ امام اُس کے نزدیک غلطی پر ہے اور کسی کو غلطی پر سمجھ کر اس کی اقتدا جائز نہیں۔

نیّت کے مسائل

مسئلہ ۱[1] مقتدی کو اپنے امام کی اقتدا کی نیت کرنا بھی شرط ہے۔ **مسئلہ ۲** امام کو صرف اپنی نماز کی نیت کرنا شرط ہے امامت کی نیت کرنا شرط نہیں ہاں اگر کوئی عورت اس کے پیچھے نماز پڑھتا چاہے اور مردوں کے برابر کھڑی ہو اور نماز جنازہ اور جمعہ اور عیدین کی نہ ہو تو اسکی اقتداء صحیح ہونے کے لئے اس کی امامت کی نیت کرنا شرط ہے[2] اور اگر مردوں کے برابر نہ کھڑی ہو یا نماز جنازہ یا جمعے یا عیدین کی ہو تو یہ شرط نہیں۔ **مسئلہ ۳**[3] مقتدی کو امام کی تعیین شرط نہیں کہ وہ زید ہے یا عمر بلکہ صرف اسی قدر نیت کافی ہے کہ میں اس امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں ہاں اگر نام لیکر تعیین کریگا اور پھر اُس کے خلاف ظاہر ہوگا تو اس کی نماز نہ ہوگی۔ مثلاً کسی شخص نے یہ نیت کی کہ میں زید کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں حالانکہ جس کے پیچھے نماز پڑھتا ہے وہ خالد ہے تو اُس کی نماز نہ ہوگی۔ **مسئلہ ۴**[4] جنازے کی نماز میں یہ نیت کرنا چاہئے کہ میں یہ نماز اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس میت کی دعا کے لئے پڑھتا ہوں اور اگر مقتدی کو یہ نہ معلوم ہو کہ یہ میت مرد ہے یا عورت تو اس کو یہ نیت کر لینا کافی ہے کہ میرا امام جس کی نماز پڑھتا ہے اُسکی میں بھی پڑھتا ہوں بعض علمار کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ فرض اور واجب نمازوں کے سوا اور نمازوں میں صرف نماز کی نیت کر لینا کافی ہے[5]۔ اس تخصیص کی کوئی ضرورت نہیں کہ یہ نماز سنت ہے یا مستحب اور سنت فجر کے وقت کی ہے یا ظہر کے وقت کی یا یہ سنت تہجد ہے یا تراویح یا کسوف ہے یا خسوف مگر راجح یہ ہو کہ تخصیص کے ساتھ نیت کرے۔

تکبیر تحریمہ کا بیان

مسئلہ ۱ بعض ناواقف[6] جب مسجد میں آکر امام کو رکوع میں پاتے ہیں تو جلدی کے خیال سے آتے ہی جھک جاتے ہیں اور اسی حالت میں تکبیر تحریمہ کہتے ہیں اُن کی نماز نہیں ہوتی اس لئے کہ تکبیر تحریمہ نماز کی صحت کی شرط ہے اور تکبیر تحریمہ کے لئے قیام شرط ہے جب قیام

---

[1] ولو کان مقتدیا ینوی ماینوی المنفرد وینوی الاقتداء ایضاً لان الاقتداء لا یجوز بدون النیۃ ۱۲ عالمگیری ج۱ ص۶۶

[2] والامام ینوی ما ینوی المنفرد ولا یحتاج الی نیۃ الامامۃ ۱۲ عالمگیری ج۱ ص۶۶ والمنفی حق النساء فانہ لا یصح اقتداءھن اذا لم ینوہا فتعین یصح اقتداء النساء وان لم ینو الامام امامتھن فی صلاۃ الجمعۃ والعیدین واما صلاۃ الجنازۃ فلا یشترط فی صحۃ اقتداءہا بہ فیہا نیتہ امامتہا بالاجماع ۱۲ بحر الرائق ج۱ ص۲۹۹ بحذف

[3] ینبغی ان لا یعین الامام ۱۲ کفایہ ج۱ ص۲۳۴ ولو نوی الاقتداء بالامام وھو یری انہ زید فاذا ھو عمرو صح اقتداؤہ ولو قال اقتدیت بزید فاذا ھو عمرو لا یصح اقتداؤہ ۱۲ قاضیخان ج۱ ص۳ بحذف

[4] وللجنازۃ ینوی الصلاۃ للہ تعالیٰ والدعاء للمیت لانہ الواجب علیہ ۱۲ بحر الرائق ج۱ ص۲۹۹ فیقول اصلی للہ داعیاً للمیت وان اشتبہ علیہ المیت ذکر ام انثی یقول نویت اصلی مع الامام علی من یصلی علیہ الامام ۱۲ در مختار ج۱ ص۳۴۴

[5] ویکفیہ مطلق النیۃ للنفل والسنۃ والتراویح ھو الصحیح والاحتیاط فی التراویح ان ینوی التراویح والاحتیاط فی السنن ان ینوی الصلاۃ متابعاً لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والواجبات والفرائض لا تتأدی بمطلق النیۃ اجماعاً فلا بد من التعیین ۱۲ عالمگیری ج۱ ص۶۵

[6] تفسیر ص۲۶ عالمگیری ج۱ ص۶۹

نہ کیا وہ صحیح نہ ہوئی اور جب وہ صحیح نہ ہوئی تو نماز کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔

فرض نماز کے بعض مسائل

مسئلہ ۱ ؎۱ آمین کے الف کو بڑھا کر پڑھنا چاہئے اس کے بعد کوئی سورت قرآن مجید کی پڑھے۔ **مسئلہ ۲** ؎۲ اگر سفر کی حالت ہو یا کوئی ضرورت درپیش ہو تو اختیار ہے کہ سورۂ فاتحہ کے بعد جو سورت چاہے پڑھے اگر سفر اور ضرورت کی حالت نہ ہو تو فجر اور ظہر کی نماز میں سورۂ حجرات اور سورۂ بروج اور ان کے درمیان کی سورتوں میں سے جس سورت کو چاہے پڑھے فجر کی پہلی رکعت میں بہ نسبت دوسری رکعت کے بڑی سورت ہونا چاہئے۔ باقی اوقات میں دونوں رکعتوں کی سورتیں برابر ہونی چاہئیں ایک دو آیت کی کمی زیادتی کا اعتبار نہیں۔ عصر اور عشاء کی نماز میں وَ السَّمَآءِ وَ الطَّارِقِ اور لَمْ یَکُنْ اور ان کے درمیان کی سورتوں میں سے کوئی سورت پڑھنی چاہئے۔ مغرب کی نماز میں اِذَا زُلْزِلَتْ سے آخر تک **مسئلہ ۳** ؎۳ جب رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہو تو امام صرف سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اور مقتدی صرف رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ اور منفرد دونوں کہے پھر تکبیر کہتا ہوا دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے ہوئے سجدے میں جائے۔ تکبیر کی انتہا اور سجدہ کی ابتدا ساتھ ہی ہو یعنی سجدے میں پہنچتے ہی تکبیر ختم ہو جائے۔ **مسئلہ ۴** ؎۴ سجدے میں پہلے گھٹنوں کو زمین پر رکھنا چاہئے پھر ہاتھوں کو پھر ناک کو پھر پیشانی کو منہ دونوں ہاتھوں کے درمیان میں ہونا چاہئے اور انگلیاں ملی ہوئی قبلہ رو ہونی چاہئیں اور دونوں پیر انگلیوں کے بل کھڑے ہوئے اور انگلیوں کا رُخ قبلے کی طرف اور پیٹ زانو سے علیحدہ اور بازو بغل سے جدا ہوں۔ پیٹ زمین سے اس قدر اونچا ہو کہ بکری کا بہت چھوٹا بچہ درمیان سے نکل سکے۔ **مسئلہ ۵** ؎۵ فجر مغرب عشا کے وقت پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور دوسری سورت اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اور سب تکبیریں امام بلند آواز سے کہے اور منفرد کو قرات میں تو اختیار ہے مگر سمع اللہ لمن حمدہ اور تکبیریں آہستہ کہے اور ظہر اور عصر کے وقت امام صرف سمع اللہ لمن حمدہ اور سب تکبیریں بلند آواز سے کہے اور منفرد آہستہ اور مقتدی ہر وقت تکبیریں وغیرہ آہستہ کہے۔ **مسئلہ ۶** ؎۶ بعد نماز ختم کر چکنے کے دونوں ہاتھ سینہ تک اٹھا کر پھیلائے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے دعا مانگے اور امام ہو تو تمام مقتدیوں کے لئے بھی اور بعد دعا مانگ چکنے کے دونوں ہاتھ منہ پر پھیر لے۔ مقتدی خواہ اپنی اپنی دعا مانگیں یا امام کی دعا سنائی دے تو خواہ سب آمین آمین

؎۱ اذا فرغ من الفاتحۃ قال آمین والسنۃ خیر الاخفاء المنفرد والامام سواء وکذا المأموم اذا سمع وفی آمین لغتان المد والقصر ۱۲ عالمگیری ص ۸ ج ۱

؎۲ غنیہ ص ۳۱۲

؎۳ ثم یرفع رأسہ ویقول سمع اللہ لمن حمدہ ویقول المؤتم ربنا لک الحمد ولا یقولہا الامام عند ابی حنیفۃ رح وقالا یقولہا فی نفسہ والمنفرد یجمع بینہما فی الاصح ۱۲ ہدایہ ص ۸۹ ج ۱

؎۴ ثم قیل فی کیفیۃ السجود والقیام منہ ان الشیخ اولاً ما کان اقربہ الی الارض عند السجود وان یرفع ما کان اقرب الی السماء فیضع اولاً رکبتیہ ثم یدیہ ثم وجہہ وقیل انفہ ثم جبہتہ ویرفع اولاً وجہہ ثم یدیہ ثم رکبتیہ ۱۲ عنایہ ص ۲۶۶ ج ۱ ووضع وجہہ بین کفیہ ویدیہ حذاء اذنیہ ویبدی ضبعیہ ویجافی بطنہ عن فخذیہ ویوجہ اصابع رجلیہ نحو القبلۃ ۱۲ ہدایہ ص ۹۱ ج ۱

؎۵ ویجہر بالقراءۃ فی الفجر والرکعتین الاولیین من المغرب والعشاء ان کان اماماً ویخفی فی الاخریین ہذا ہو المتوارث وان کان منفرداً فہو مخیر ان شاء جہر واسمع نفسہ لانہ امام فی حق نفسہ وان شاء خافت لانہ لیس خلفہ من یسمع والافضل ہو الجہر ویخفیہا الامام فی الظہر والعصر ۱۲ ہدایہ ص ۹۶ ج ۱ ولیس جہر الامام بالتکبیر والتسمیع لحاجۃ الی الاعلام بالشروع والانتقال ولا حاجۃ للمنفرد کذا فی ۱۲ مراقی الفلاح ص ۱۶۲

؎۶ طحطاوی ص ۱۷۳

کہتے رہیں۔ **مسئلہ**[۱] جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں جیسے ظہر۔ مغرب۔ عشا، اُن کے بعد بہت دیر تک دعا نہ مانگے بلکہ مختصر دعا مانگ کر اُن سنتوں کے پڑھنے میں مشغول ہو جاوے اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر۔ عصر اُن کے بعد جتنی دیر تک چاہے دعا مانگے اور امام ہو تو مقتدیوں کی طرف داہنی یا بائیں طرف کو منھ پھیر کر بیٹھ جائے اس کے بعد دعا مانگے بشرطیکہ کوئی مسبوق اس کے مقابلہ میں نماز نہ پڑھ رہا ہو۔ **مسئلہ**[۲] بعد فرض نمازوں کے بشرطیکہ ان کے بعد سنتیں نہ ہوں ورنہ سنت کے بعد مستحب ہے کہ اَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ تین مرتبہ آیۃ الکرسی۔ قل ہو اللہ احد۔ قل اعوذ برب الناس ایک ایک مرتبہ پڑھ کر تینتیس ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللهِ اور اسی قدر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور چونتیس ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھے۔ **مسئلہ**[۳] عورتیں بھی اسی طرح نماز پڑھیں صرف چند مقامات پر اُن کو اس کے خلاف کرنا چاہئے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ (۱) تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو چادر وغیرہ سے ہاتھ نکال کر کانوں تک اٹھانا چاہئے اگر کوئی ضرورت مثل سردی وغیرہ کے اندر ہاتھ رکھنے کی نہ ہو اور عورتوں کو ہر حال میں بغیر ہاتھ نکالے ہوئے کندھوں تک اٹھانا چاہئے (۲) بعد تکبیر تحریمہ کے مردوں کو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا چاہئے اور عورتوں کو سینہ پر (۳) مردوں کو چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر بائیں کلائی کو پکڑنا چاہئے اور داہنی تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھانا چاہئے اور عورتوں کو داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھ دینا چاہئے۔ حلقہ بنانا اور بائیں کلائی کو پکڑنا نہ چاہئے۔ (۴) مردوں کو رکوع میں اچھی طرح جھک جانا چاہئے کہ سر اور سرین اور پشت برابر ہو جائیں اور عورتوں کو اس قدر نہ جھکنا چاہئے بلکہ صرف اسی قدر جس میں انکے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔ (۵) مردوں کو رکوع میں انگلیاں کشادہ کر کے گھٹنوں پر رکھنا چاہئے اور عورتوں کو بغیر کشادہ کئے ہوئے بلکہ ملا کر۔ (۶) مردوں کو حالت رکوع میں کہنیاں پہلو سے علیحدہ رکھنا چاہئے اور عورتوں کو ملی ہوئی (۷) مردوں کو سجدے میں پیٹ رانوں سے اور بازو بغل سے جدا رکھنا چاہئے اور عورتوں کو ملا ہوا (۸) مردوں کو سجدے میں کہنیاں زمین سے اٹھی ہوئی رکھنا چاہئے اور عورتوں کو زمین پر بچھی ہوئی (۹) مردوں کو سجدے میں دونوں پیر انگلیوں کے بل کھڑے رکھنا چاہئے اور عورتوں کو نہیں۔ (۱۰) مردوں کو بیٹھنے کی حالت میں بائیں پیر پر بیٹھنا چاہئے اور داہنے پیر کو انگلیوں کے بل کھڑا رکھنا چاہئے اور عورتوں کو بائیں سرین کے بل بیٹھنا چاہئے اور دونوں پیر داہنی طرف نکال دینا چاہئے اس طرح کہ داہنی ران بائیں ران پر آجائے اور داہنی پنڈلی بائیں پنڈلی پر (۱۱) عورتوں کو کسی وقت بلند آواز سے قرارت کرنے کا اختیار نہیں بلکہ ان کو ہر وقت آہستہ آواز سے قرارت کرنا چاہئے۔

[۱] طحطاوی ص۱۷۰

[۲] ویستحب ان یستغفر ثلاثا و یقرأ آیۃ الکرسی والمعوذات و یسبح و یحمد و یکبر ثلاثا و ثلاثین و یہلل تمام المأتہ ۱۲ در مختار ص۲۳۳ ج۱

[۳] تا [۱۲] ذکر الزیلعی انہا تخالف الرجل فی عشر وقد زدت اکثر من ضعفہا ترفع یدیہا حذاء منکبیہا ولا تخرج یدیہا من کمیہا وتضع الکف علی الکف تحت ثدیہا وتنحنی فی الرکوع قلیلا ۱۲ در المختار ص۵۲۶ ج۱ ووضع المرأۃ یدیہا علی صدرہا من غیر تحلیق ۱۲ نور الایضاح ص۶۵ ووضع یدہ الیمنی علی الیسری تحت السرۃ وذلک بان یضع باطن کفہ الیمنی علی ظاہر کفہ الیسری ویأخذ الرسغ بالخنصر والابہام ویرسل الباقی علی الذراع والمرأۃ تضعہما علی ثدیہا و یعتمد علی رکبتیہا ویفرج بین اصابعہ ویبسط ظہرہ ولا ینکس راسہ ولا یرفع والمرأۃ تنحنی فی الرکوع یسیرا ولا تعتمد ولا تفرج اصابعہا ولکن تضم یدیہا وتضع علی رکبتیہا وضعا و تحنی رکبتیہا ولا تجافی عضدیہا ولا یعتمد علی راحتیہ ویبدی ضبعیہ عن جنبیہ ولا یفترش ذراعیہ ویجافی بطنہ عن فخذیہ المرأۃ لا تجافی فی رکوعہا وسجودہا وتقعد علی رجلیہا وفی السجدۃ تفترش ذراعیہا وتلصق بطنہا علی فخذیہا۔ افترش رجلہ الیسری وجلس علیہا ونصب الیمنی نصبا ووجہ اصابعہ نحو القبلۃ ووضع یدیہ علی فخذیہ وبسط اصابعہ وان کانت امرأۃ جلست علی الیتہا الیسرٰی اخرجت رجلیہا من الجانب الایمن ۱۲ عالمگیری ص۷۳ ج۱، ۷۴، ۷۵، ۷۶ [۱۳] ولا یجہر فی الجہریۃ ۱۲ در المختار ص۵۲۷ ج۱

تحیۃ المسجد

مسئلہ ۱ یہ نماز اس شخص کے لئے سنت ہے جو مسجد میں داخل ہو۔ **مسئلہ ۲** اس نماز سے مقصود مسجد کی تعظیم ہے جو درحقیقت خدا ہی کی تعظیم ہے اس لئے کہ مکان کی تعظیم صاحب مکان کے خیال سے ہوتی ہے پس غیر خدا کی تعظیم کسی طرح اس سے مقصود نہیں۔ مسجد میں آنے کے بعد بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے بشرطیکہ کوئی مکروہ وقت نہ ہو۔ **مسئلہ ۳** اگر مکروہ وقت ہو تو صرف چار مرتبہ ان کلمات کو کہہ لے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اور اس کے بعد کوئی درود شریف پڑھ لے اس نماز کی نیت یہ ہے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیْ تَحِیَّۃِ الْمَسْجِدِ یا اردو میں اس طرح کہہ لے خواہ دل ہی دل میں سمجھ لے کہ میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت نماز تحیۃ المسجد پڑھوں۔ **مسئلہ ۴** دو رکعت کی کچھ تخصیص نہیں اگر چار رکعت پڑھی جائیں تب بھی کچھ مضائقہ نہیں اگر مسجد میں آتے ہی کوئی فرض نماز پڑھی جائے یا اور کوئی سنت ادا کی جائے تو وہی فرض یا سنت تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہو جائے گی یعنی اس کے پڑھنے سے تحیۃ المسجد کا ثواب بھی مل جائے گا اگرچہ اس میں تحیۃ المسجد کی نیت نہیں کی گئی۔ **مسئلہ ۵** اگر مسجد میں جا کر کوئی شخص بیٹھ جائے اور اس کے بعد تحیۃ المسجد پڑھے تب بھی کچھ حرج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے پڑھ لے۔ **حدیث** نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد جایا کرے تو جب تک دو رکعت نماز نہ پڑھ لے نہ بیٹھے۔ **مسئلہ ۶** اگر مسجد میں کئی مرتبہ جانے کا اتفاق ہو تو صرف ایک مرتبہ تحیۃ المسجد پڑھ لینا کافی ہے خواہ پہلی مرتبہ پڑھ لے یا آخیر میں۔

نوافل سفر

مسئلہ ۱ جب کوئی شخص اپنے وطن سے سفر کرنے لگے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ دو رکعت نماز گھر میں پڑھ کر سفر کرے اور جب سفر سے آئے تو مستحب ہے کہ پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ لے اس کے بعد اپنے گھر جائے۔ **حدیث** نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی اپنے گھر میں اُن دو رکعتوں سے بہتر کوئی چیز نہیں چھوڑ جاتا جو سفر کرتے وقت پڑھی جاتی ہیں۔ **حدیث** نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت

له در ۲ والحاصل ان المطلوب من داخل المسجد ان یصلی فیہ لیکون ذلک تحیۃ لربہ تعالیٰ ۱۲ ردالمحتار صفحہ ۱ ج ۱ سن تحیۃ المسجد برکعتین یصلیھما فی غیر وقت مکروہ قبل الجلوس ۱۲ مراقی الفلاح ص ۹

ته وقال بعضھم من دخل المسجد ولم یتمکن من تحیۃ المسجد اما لحدث او شغل او نحوہ یستحب له ان یقول سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ۱۲ رد المحتار ص ۱ ج ۱

ته تا که واداء الفرض ینوب عنھا وکذا کل صلاۃ اداھا ای فعلھا عند الدخول بلا نیۃ التحیۃ لانھا لتعظیمه وحرمته وقد حصل ذلک بما صلاہ۔ ولا تفوت بالجلوس عندنا وان کان الافضل فعلھا قبله لقوله صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل احدکم المسجد فلا یجلس حتی یرکع رکعتین۔ واذا تکرر دخوله یکفیه رکعتان فی الیوم ۱۲ مراقی الفلاح ص ۶۵

شه ومن المندوبات رکعتا السفر والقدوم منه ۱۲ ردالمختار ص ۴۶ ج ۱

ته ومنھا رکعتا السفر عن مقطعم ابن المقداد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما خلف احد عند اھله افضل من رکعتین یرکعھما عندھم حین یرید سفرا رواہ الطبرانی ۱۲ غنیہ ص ۱۳۱ ۱۲ کبیری ص ۱۳۱

نماز پڑھ لیتے تھے مسئلہ۲ مسافر کو یہ بھی مستحب ہے کہ اثنائے سفر میں جب کسی منزل پر پہنچے اور وہاں قیام کا ارادہ ہو تو قبل بیٹھنے کے دو رکعت نماز پڑھ لے۔

نمازِ قتل

مسئلہ۱ جب کوئی مسلمان قتل کیا جاتا ہو تو اسکو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر اپنے گناہوں کی مغفرت کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تاکہ یہی نماز و استغفار دنیا میں اس کا آخر عمل رہے **حدیث** ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے چند قاریوں کو قرآن مجید کی تعلیم کے لئے کہیں بھیجا تھا اثنائے راہ میں کفار مکہ نے انھیں گرفتار کیا۔ سوا حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے اور سب کو وہیں قتل کر دیا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو مکہ میں لے جا کر بڑی دھوم اور بڑی اہتمام سے شہید کیا جب یہ شہید ہونے لگے تو ان لوگوں سے اجازت لیکر دو رکعت نماز پڑھی اسی وقت سے یہ نماز مستحب ہو گئی۔

تراویح کا بیان

مسئلہ۱ وتر کی بعد تراویح کے پڑھنا بہتر ہے۔ اگر پہلے پڑھ لے تب بھی درست ہے۔ مسئلہ۲ نماز تراویح میں چار رکعت کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی گئی ہیں مستحب ہے ہاں اگر اتنی دیر تک بیٹھنے میں لوگوں کو تکلیف ہو اور جماعت کے کم ہو جانے کا خوف ہو تو اس سے کم بیٹھے۔ اس بیٹھنے میں اختیار ہے چاہے تنہا نوافل پڑھے چاہے تسبیح وغیرہ پڑھے چاہے چپ بیٹھا رہے مسئلہ۳ اگر کوئی شخص عشاء کی نماز کے بعد تراویح پڑھ چکا ہو اور بعد پڑھ چکنے کے معلوم ہو کہ عشاء کی نماز میں کوئی بات ایسی ہو گئی تھی جس کی وجہ سے عشاء کی نماز نہیں ہوئی تو اس کو عشاء کی نماز کے اعادہ کے بعد تراویح کا بھی اعادہ کرنا چاہئے۔ مسئلہ۴ اگر عشاء کی نماز جماعت سے نہ پڑھی گئی ہو تو تراویح بھی جماعت سے نہ پڑھی جائے اسلئے کہ تراویح عشاء کے تابع ہے۔ ہاں جو لوگ جماعت سے عشاء کی نماز پڑھ کر تراویح جماعت سے پڑھ رہے ہوں ان کے ساتھ شریک ہو کر اس شخص کو بھی تراویح کا جماعت سے پڑھنا درست ہو جائیگا جس نے عشاء کی نماز بغیر جماعت کے پڑھی ہے اس لئے کہ وہ اُن لوگوں کا تابع سمجھا جائے گا جن کی جماعت درست ہے۔ مسئلہ۵ اگر کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت پہنچے کہ عشاء کی نماز

(حاشیہ)

۱۵ و ینبغی اذا نزل منزلا ان یصلی فیہ رکعتین لیکون قدومہ و وداعہ مقترنًا بالصلاۃ ۱۲ غنیۃ الناسک ص۱۹

۲۵ قال البخاری رحمہ اللہ فی آخر حدیثہ فخرجوا بہ ای بخبیب من الحرم لیقتلوہ فقال دعونی اصلی رکعتین ثم انصرف الیہم فقال لولا ان تروا ان ما بی جزع من الموت لزدت فکان اول من سن رکعتین عند القتل ہو ۱۲ بخاری ج۲ ص۵۸۴

۳۵ و لصحیح ان وقتہا بعد العشاء الی طلوع الفجر قبل الوتر و بعدہ ۱۲ عالمگیری ج۱ ص۱۱۵

۴۵ و یستحب الجلوس بین الترویحتین قدر ترویحۃ ای اربع رکعات و کذا بین الخامسۃ و الوتر و لو علم ان الجلوس بین الخامسۃ و الوتر یثقل علی القوم لا یجلس ثم ہم مخیرون فی حالۃ الجلوس ان شاءوا سبحوا و ان شاءوا قعدوا ساکتین ۱۲ عالمگیری ص۱۱۵

۵۵ لو تبین ان العشاء صلاہا بلا طہارۃ دون التراویح و الوتر اعادوا التراویح مع العشاء ۱۲ عالمگیری ص۱۱۵ و کذا فی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح ص۸۰

۶۵ و من صلی العشاء وحدہ فلہ ان یصلی التراویح مع الامام و لو ترکوا الجماعۃ لیس لہم ان یصلوا التراویح بجماعۃ ۱۲ عالمگیری ص۱۱۶

۷۵ حتی لو دخل بعد ما صلی الامام الفرض و شرع فی التراویح فانہ یصلی الفرض اولا وحدہ ثم یتابع فی التراویح ۱۲ غنیۃ ص۴۱۰

ہو چکی ہو تو اسے چاہئے کہ پہلے عشاء کی نماز پڑھ لے پھر تراویح میں شریک ہو اور اگر اس درمیان میں تراویح کی کچھ رکعتیں ہو جائیں تو ان کو بعد وتر پڑھنے کے پڑھے اور یہ شخص وتر جماعت سے پڑھے۔ **مسئلہ ۶** مہینے[۵۱] میں ایک مرتبہ قرآن مجید کا ترتیب وار تراویح میں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ لوگوں کی کاہلی یا سستی سے اس کو ترک نہ کرنا چاہئے۔ ہاں اگر یہ اندیشہ ہو کہ اگر پورا قرآن مجید پڑھا جائیگا تو لوگ نماز میں نہ آئیں گے اور جماعت ٹوٹ جائے گی یا ان کو بہت ناگوار ہوگا تو بہتر ہے کہ جس قدر لوگوں کو گراں نہ گذرے اسی قدر پڑھا جائے الم تر کیف سے اخیر تک کی دس سورتیں پڑھ دی جائیں ہر رکعت میں ایک سورت پھر جب دس رکعتیں ہو جائیں تو انہیں سورتوں کو دوبارہ پڑھ دے یا اور جو سورتیں چاہے پڑھے۔ **مسئلہ ۷** ایک[۵۲] قرآن مجید سے زیادہ نہ پڑھے تاوقتیکہ لوگوں کا شوق نہ معلوم ہو جائے۔ **مسئلہ ۸** ایک[۵۳] رات میں پورے قرآن مجید کا پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ لوگ نہایت شوقین ہوں کہ ان کو گراں نہ گذرے اگر گراں گذرے اور ناگوار ہو تو مکروہ ہے۔ **مسئلہ ۹** تراویح[۵۴] میں کسی سورت کے شروع پر ایک مرتبہ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ بلند آواز سے پڑھ دینا چاہئے اس لئے کہ بسم اللہ بھی قرآن مجید کی ایک آیت ہے اگرچہ کسی سورت کا جزو نہیں پس اگر بسم اللہ بالکل نہ پڑھی جائے گی تو قرآن مجید کے پورے ہونے میں ایک آیت کی کمی رہ جاویگی۔ اور اگر آہستہ آواز سے پڑھی جائیگی تو مقتدیوں کا قرآن مجید پورا نہ ہوگا۔ **مسئلہ ۱۰** تراویح[۵۵] کا رمضان کے پورے مہینہ میں پڑھنا سنت ہے اگرچہ قرآن مجید قبل مہینہ تمام ہونے کے ختم ہو جائے۔ مثلاً پندرہ روز میں پورا قرآن شریف پڑھ دیا جائے تو باقی زمانہ میں بھی تراویح کا پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ **مسئلہ ۱۱** صحیح[۵۶] یہ ہے کہ قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ کا تراویح میں تین مرتبہ پڑھنا جیسا کہ آج کل دستور ہے مکروہ ہے۔

نماز کسوف و خسوف

مسئلہ ۱ کسوف[۵۷] (سورج گرہن) کے وقت دو رکعت نماز مسنون ہے۔ **مسئلہ ۲** نماز کسوف جماعت سے ادا کی جائے بشرطیکہ امام جمعہ یا حاکم وقت یا اس کا نائب امامت کرے اور ایک روایت میں ہے کہ ہر امام مسجد اپنی مسجد میں نماز کسوف پڑھا سکتا ہے۔ **مسئلہ ۳** نماز کسوف[۵۸] کے لئے اذان یا اقامت نہیں بلکہ لوگوں کا جمع کرنا مقصود ہو تو اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ پکار دیا جائے۔ **مسئلہ ۴** نماز[۵۹] کسوف میں بڑی بڑی سورتوں کا مثل سورۂ بقرہ وغیرہ کے پڑھنا اور رکوع اور سجدوں کا

---

۵۱ و ۵۲ السنة فی التراویح انما ہو الختم مرة فلا یترک لکسل القوم والافضل فی زماننا ان یقرا بما لا یؤدی الی تنفیر القوم عن الجماعة لکسلہم لان تکثیر الجمع افضل من تطویل القراءة والمتاخرون کانوا یفتون فی زماننا بثلاث آیات قصار او آیة طویلة حتی لا یمل القوم و لا یلزم تعطیل المسجد ثم بعضہم اختار قل ہو اللہ احد فی کل رکعة وبعضہم اختار قراءة سورة الفیل اخر القرآن ۱۲ عالمگیری ص۱۱۸ ج۱

۵۳ وعن ابی حنیفة رح انہ کان یختم فی شہر رمضان احدی وستین ختمة ثلثین فی اللیالی وثلثین فی الایام وواحدة فی التراویح ۱۲ غنیہ ص۳۸۲

۵۴ احکام القنطرة ص۳۰

۵۵ لو حصل الختم لیلة التاسع عشر او الحادی والعشرین لا تترک التراویح فی بقیة الشہر لانہا سنة ۱۲ الاصح انہ یکرہ ہذا الترک ۱۲ عالمگیری ص۱۱۸ ج۱

۵۶ قراءة قل ہو اللہ احد ثلاث مرات عقیب الختم استحسنہا بعض المشائخ واستحسنہا اکثر المشائخ لجبر نقصان دخل فی قراءة البعض ۱۲ عالمگیری ص۳۲۹ ج

۵۷ صلوة الکسوف سنة یصلی بالناس من یملک اقامة الجمعة عند الکسوف رکعتین کالنفل ۱۲ در المختار ص۸۸۱ ج۱

۵۸ عالمگیری ص۱۵۳ ۵۹ بلا اذان ولا اقامة ولا جہر ولا خطبة وینادی الصلاة جامعة لیجتمعوا ۱۲ در مختار ص۱۸۸ ج۱ ۶۰ ویطیل فیہا الرکوع والسجود والقراءة ۱۲ عالمگیری ص۱۵۲ ج۱

بہت دیر دیر تک ادا کرنا مسنون ہے اور قرأت آہستہ[1] پڑھے۔ **مسئلہ** نماز[2] کے بعد امام کو چاہیئے کہ دعا میں مصروف ہو جائے اور سب مقتدی آمین آمین کہیں جب تک گرہن موقوف نہ ہو جائے دعا میں مشغول رہنا چاہیئے ہاں اگر ایسی حالت میں آفتاب غروب ہو جائے یا کسی نماز کا وقت آجائے تو البتہ دعا کو موقوف کر کے نماز میں مشغول ہو جانا چاہیئے۔ **مسئلہ** خسوف[3] (چاند گرہن) کے وقت بھی دو رکعت نماز مسنون ہے مگر اس میں جماعت مسنون نہیں سب لوگ تنہا علیحدہ علیحدہ نمازیں پڑھیں اور اپنے اپنے گھروں میں پڑھیں مسجد میں جانا بھی مسنون نہیں۔ **مسئلہ** اسی[4] طرح جب کوئی خوف یا مصیبت پیش آئے تو نماز پڑھنا مسنون ہے مثلاً سخت آندھی چلے یا زلزلہ آئے یا بجلی گرے یا ستارے بہت ٹوٹیں یا برف بہت گرے یا پانی بہت برسے یا کوئی مرض عام مثل ہیضے وغیرہ کے پھیل جائے یا کسی دشمن وغیرہ کا خوف ہو مگر ان اوقات میں جو نمازیں پڑھی جائیں ان میں جماعت نہ کی جائے ہر شخص اپنے اپنے گھر میں تنہا پڑھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کوئی مصیبت یا رنج ہوتا تو نماز میں مشغول ہو جاتے۔ **مسئلہ** جس قدر نمازیں یہاں بیان ہو چکیں انکے علاوہ بھی جس قدر کثرت نوافل کی کیجائے باعث ثواب و ترقی درجات ہے خصوصاً ان اوقات میں جن کی فضیلت احادیث میں وارد ہوئی ہے اور ان میں عبادت کرنے کی ترغیب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہے مثل[5] رمضان کے اخیر عشرہ کی راتوں اور شعبان کی پندرھویں تاریخ کے ان اوقات کی بہت فضیلتیں اور اُن میں عبادت کا بہت ثواب۔ احادیث میں وارد ہوا ہے ہم نے اختصار کے خیال سے اُن کی تفصیل نہیں کی۔

استسقاء کی نماز کا بیان

جب[6] پانی کی ضرورت ہو اور پانی نہ برستا ہو اسوقت اللہ تعالیٰ سے پانی برسنے کی دعا کرنا مسنون ہے استسقاء کیلئے دعا کرنا اس طریقہ سے مستحب ہے کہ تمام مسلمان مل کر مع اپنے لڑکوں اور بوڑھوں اور جانوروں کے پاپیادہ خشوع و عاجزی کے ساتھ معمولی لباس میں جنگل کیطرف جائیں اور توبہ کی تجدید کریں اور اہل حقوق کے حقوق ادا کریں اور اپنے ہمراہ کسی کافر کو نہ لے جائیں پھر دو رکعت بلا اذان اور اقامت کے جماعت سے پڑھیں اور امام جہر سے قرأت پڑھے پھر دو خطبے پڑھے جس

---

[1] ویخفی عند ابی حنیفۃ رحمہ وقالا یجہر وعن محمد مثل قول ابی حنیفۃ رح ۱۲ ہدایہ جلد ۱ صفحہ ۱۳۲

[2] ویدعو بعد الصلاۃ حتی تنجلی الشمس کمال الانجلاء ثم الامام فی ہذا الدعاء بالخیار ان شاء جلس مستقبل القبلۃ ودعا وان شاء قام ودعا وان شاء استقبل الناس بوجہہ ودعا ویؤمن القوم وان غربت کاسفۃ امسک عن الدعاء و یشتغل بصلاۃ المغرب ۱۲ عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۵۳

[3] و ۴ وما یتصل بذلک الصلاۃ فی خسوف القمر یصلون رکعتین فی خسوف القمر وحدانا وکذا فی الظلمۃ ع اذا اشتدت الاہوال والافزاع کالریح اذا اشتدت والسماء اذا دامت مطرا و ثلجا او احمرت والنہار اذا اظلم وکذا اذا عم المرض وکذا فی الزلازل والصواعق وانتشار الکواکب والضوء الہائل باللیل و الخوف الغالب من العدو وغیر ذلک وذکر فی البدائع انہم یصلون فی منازلہم کذا فی البحر ۱۲ عالمگیری صفحہ ۱۵۳ جلد ۱

[5] ومن المندوبات احیاء لیلۃ العیدین و النصف من شعبان والعشر الاخیر من رمضان و الاول من ذی الحجۃ ۱۲ در مختار

[6] قال ابو حنیفۃ رضی اللہ عنہ لیس فی الاستسقاء صلوۃ مسنونۃ فی جماعۃ فان صلی الناس وحدانا جاز وانما الاستسقاء الدعاء والاستغفار وقالا یصلی الامام رکعتین و یجہر فیہما بالقرأۃ اعتبارا بصلوۃ العید ثم یخطب ولا خطبۃ عند ابی حنیفۃ رح ولا یحضر اہل الذمۃ الاستسقاء ۱۲ ہدایہ صفحہ ۱۵۶ جلد ۱ و عالمگیری صفحہ ۱۵۲ جلد ۱ واتفقوا علی ان السنۃ الخروج الی الاستسقاء ثلثۃ ایام متتابعات ان تاخرت السقیا مشاۃ فی ثیاب رثۃ متذللین متواضعین خاشعین للہ ناکسی رؤسہم و قد قدموا التوبۃ ورد المظالم و یقدمون الصدقۃ فی کل یوم قبل خروجہم وذکر انہم یصومون قبلہ ثلثۃ ایام ویخرجون الصبیان والبہائم لان منہم یرجی ادرار الرحمۃ ۱۲ غنیہ صفحہ ۳۰۳

طرح عیدؔ کے روز کیا جاتا ہے پھر امام قبلہ رو ہو کر کھڑا ہو جاوے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے پانی برسنے کی دعا کرے اور سب حاضرین بھی دعا کریں تین روز متواتر ایسا ہی کریں تین روز کے بعد نہیں کیونکہ اس سے زیادہ ثابت نہیں اور اگر نکلنے سے پہلے یا ایک دن نماز پڑھکر بارش ہو جائی تو جب بھی تین دن پورے کر دیں اور تینوں دنوں میں روزہ بھی رکھیں تو مستحب ہے اور جانے سے پہلے صدقہ خیرات کرنا بھی مستحب ہے۔

فرائض و واجبات صلوٰۃ کے متعلق بعض مسائل

مسئلہ مدرکؔ پر قرأت نہیں امام کی قرأت سب مقتدیوں کی طرف سے کافی ہے اور حنفیہ کے نزدیک مقتدی کو امام کے پیچھے قرأت کرنا مکروہ ہے۔ **مسئلہ ۲** مسبوقؔ کو اپنی گئی ہوئی رکعتوں سے ایک یا دو رکعت میں قرأت کرنا فرض ہے۔ **مسئلہ ۳** حاصلؔ یہ ہے کہ امام کے ہوتے ہوئے مقتدی کو قرأت نہ چاہئے ہاں مسبوق کیلئے چونکہ اُن گئی ہوئی رکعتوں میں امام نہیں ہوتا اسلئے اسکو قرأت چاہئے۔ **مسئلہ ۴** سجدےؔ کے مقام کو پیروں کی جگہ سے آدھ گز سے زیادہ اونچا نہ ہونا چاہئے اگر آدھ گز سے زیادہ اونچے مقام پر سجدہ کیا جائے تو درست نہیں ہاں اگر کوئی ایسی ہی ضرورت پیش آجائے تو جائز ہے مثلاً جماعت زیادہ ہو اور لوگ اس قدر ملکر کھڑے ہوں کہ زمین پر سجدہ ممکن نہ ہو تو نماز پڑھنے والوں کی پیٹھ پر سجدہ کرنا جائز ہے بشرطیکہ جس شخص کی پیٹھ پر سجدہ کیا جاوے وہ بھی وہی نماز پڑھتا ہو جو سجدہ کرنے والا پڑھ رہا ہے۔ **مسئلہ ۵** عیدینؔ کی نمازمیں علاوہ معمولی تکبیروں کے چھ تکبیریں کہنا واجب ہیں **مسئلہ ۶** امامؔ کو فجر کی دو رکعتوں میں اور مغرب کی اور عشار کی پہلی دو رکعتوں میں خواہ قضا ہوں یا ادا اور جمعہ اور عیدین اور تراویح کی نمازمیں اور رمضان کے وتر میں بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے۔ **مسئلہ ۷** منفردؔ کو فجر کی دونوں رکعتوں میں اور مغرب و عشار کی پہلی دو رکعتوں میں اختیار ہے چاہیے بلند آواز سے قرأت کرے یا آہستہ آواز سے۔ آواز بلند ہونے کی فقہاء نے یہ حد لکھی ہے کہ کوئی دوسرا شخص سُن سکے اور آہستہ آواز کی یہ حد لکھی ہے کہ خود سُن سکے دوسرا نہ سن سکے۔ **مسئلہ ۸** امامؔ اور منفرد کو ظہر عصر کی کل رکعتوں میں اور مغرب اور عشار کی اخیر رکعتوں میں آہستہ آواز سے قرأت کرنا واجب ہے۔ **مسئلہ ۹** جوؔ نفل نمازیں دن کو پڑھی جائیں ان میں آہستہ آواز سے قرأت کرنا چاہیے اور جو نفلیں رات کو پڑھی جائیں ان میں اختیار ہے۔ **مسئلہ ۱۰** منفردؔ اگر فجر مغرب عشار کی قضا دن میں پڑھے تو ان میں بھی اسکو آہستہ آواز سے قرأت کرنا واجب ہے اگر رات کو قضا پڑھے تو

ملہ ولا یقرأ المؤتم خلف الامام لقولہ علیہ السلام من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ وعلیہ اجماع الصحابۃ ویستحسن علی سبیل الاحتیاط فیما یروی عن محمدؒ ویکرہ عندہما (عند الشیخین) لما فیہ من الوعید ۱۲ ہدایہ ص ۱۰۱ ج ۱

ملہ وسلہ المسبوق برکعتین اذا ترک القرأۃ فی احدہما فسدت صلاتہ ۱۲ قاضیخان ص ۱۰۴ ج ۱

ملہ وحرم ارتفاع محل السجود عن موضع القدمین باکثر من نصف ذراع وان زاد علی نصف ذراع لم یجز السجود الا لزحمۃ سجدہ فیہا علی ظہر مصل صلوتہ ۱۲ نور الایضاح ص ۴۰ وکذا فی شرحہ مراقی الفلاح

ملہ فتکون لتکبیرات الزوائد ستا ثلاثا فی الاولی وثلاثا فی الاخری وتکبیرات العید واجبۃ ۱۲ عالمگیری ص ۱۵۰ ج ۱

ملہ وجہر الامام بقراءۃ الفجر واولی العشائین ولو قضاء والجمعۃ والعیدین والتراویح والوتر فی رمضان ۱۲ نور الایضاح ص ۱۱ وفی شرحہ مراقی ص ۱۰

ملہ وان کان منفردا فہو مخیران شاء جہر واسمع نفسہ لانہ امام فی حق نفسہ وان شاء خافت لانہ لیس خلفہ من یسمعہ والافضل ہو الجہر لیکون الاداء علی ہیأۃ الجماعۃ ثم المخافۃ ان یسمع نفسہ والجہران یسمع غیرہ ۱۲ ہدایہ ص ۹۰

ملہ وملہ والاسرار فی جمیع رکعات الظہر والعصر وفیما بعد اولی العشائین ونفل النہار ۱۲ نور الایضاح ص ۱۱ وفی شرحہ مراقی ص ۱۰

ملہ وملہ وفی التطوع بالنہار یخافت وفی اللیل یتخیر اعتبارا بالفرض فی حق المنفرد ہذا لانہ مکمل لہ فیکون تبعالہ ومن فاتتہ العشاء فصلاہا بعد طلوع الشمس ان ام فیہا جہر وان کان وحدہ خافت حتما ولا یتخیر ہو الصحیح لان الجہر یختص اما بالجماعۃ حتما او بالوقت فی حق المنفرد علی وجہ التخییر ولم یوجد احدہما ۱۲ ہدایہ ص ۹۶ ج ۱

اُسے اختیار ہے۔ **مسئلہ** اگر کوئی شخص مغرب کی یا عشاء کی پہلی دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سُورۃ مِلانا بھول جائے تو اُسے تیسری چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سُورت پڑھنا چاہیئے۔ اور ان رکعتوں میں بھی بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے اور اخیر میں سجدہ سہو کرنا۔

نماز کی بعض سُنتیں

مسئلہ ۱ تکبیر تحریمہ کہنے سے پہلے دونوں ہاتھوں کا اٹھانا مردوں کو کانوں تک اور عورتوں کو شانوں تک سنت ہے عذر کی حالت میں مردوں کو بھی شانوں تک ہاتھ اٹھانے میں کچھ حرج نہیں **مسئلہ ۲** تکبیر تحریمہ کے بعد فوراً ہاتھوں کو باندھ لینا مردوں کو ناف کے نیچے اور عورتوں کو سینہ پر سنت ہے۔ **مسئلہ ۳** مردوں کو اس طرح ہاتھ باندھنا کہ داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی پر رکھ لیں اور داہنے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں کلائی کو پکڑ لینا اور تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھانا سنت ہے۔ **مسئلہ ۴** امام اور منفرد کو بعد سورۂ فاتحہ کے ختم ہونے کے آہستہ آواز سے آمین کہنا اور قرأت بلند آواز سے ہو تو سب مقتدیوں کو بھی آہستہ آمین کہنا سنت ہے۔ **مسئلہ ۵** مردوں کو رکوع کی حالت میں اچھی طرح جھک جانا کہ پیٹھ اور سر اور سُرین سب برابر ہو جائیں سنت ہے۔ **مسئلہ ۶** رکوع میں مردوں کو دونوں ہاتھوں کا پہلو سے جُدا رکھنا سنت ہے قومے میں امام کو صرف سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہنا اور مقتدی کو صرف رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ، اور منفرد کو دونوں کہنا سنت ہے **مسئلہ** سجدے کی حالت میں مردوں کا اپنے پیٹ کا زانو سے اور کہنیوں کا پہلو سے علیحدہ رکھنا اور ہاتھوں کی باہوں کا زمین سے اٹھا ہوا رکھنا سنت ہے۔ **مسئلہ** قعدۂ اولیٰ اور اخری دونوں میں مردوں کو اس طرح بیٹھنا کہ داہنا پیر انگلیوں کے بل کھڑا ہو اور اس کی انگلیوں کا رُخ قبلہ کی طرف ہو اور بایاں پیر زمین پر بچھا ہو اور اسی پر بیٹھے ہوں اور دونوں ہاتھ زانوں پر ہوں انگلیوں کے سرے گھٹنوں کے قریب ہوں یہ سنت ہے۔ **مسئلہ ۹** امام کو سلام بلند آواز سے کہنا سنت ہے۔ **مسئلہ ۱۰** امام کو اپنے سلام میں تمام مقتدیوں کی نیت کرنا خواہ مرد ہوں یا عورت یا لڑکے ہوں اور ساتھ رہنے والے فرشتوں کی نیت کرنا اور مقتدیوں کو اپنے ساتھ نماز پڑھنے والوں کی اور ساتھ رہنے والے فرشتوں کی اور اگر امام داہنی طرف ہو تو داہنے سلام میں اور بائیں طرف ہو

---

۵۱ وان قرأ الفاتحة ولم یقرأ علیہا قرأ فی الأخریین الفاتحة والسورة ویجہر بہا ہو الصحیح ویجب علیہ سجود السہو ۱۲ عالمگیری ص ۱۱۵ ج ۱

۵۲ ویرفع یدیہ حتی یحاذی بابہامیہ شحمة اذنیہ وعند الشافعی یرفع الی منکبیہ لحدیث ابی حمید الساعدی قال کان النبی علیہ السلام اذا کبر رفع یدیہ الی منکبیہ ولنا روایة وائل بن حجر والبراء وانس ان النبی علیہ السلام کان اذا کبر رفع یدیہ حذاء اذنیہ وما رواہ یحمل علی حالة العذر والمرأة ترفع یدیہا حذاء منکبیہا ہو الصحیح لانہ استر لہا ۱۲ ہدایہ ص ۸۳ ج ۱

۵۳ ویضع یدہ الیمنی علی الیسری تحت السرة کما فرغ من التکبیر والمرأة تضعہا علی ثدییہا ۱۲ عالمگیری ص ۷۳ ج ۱

۵۴ وصفة الوضع ان یجعل باطن کف الیمنی علی ظاہر کف الیسری محلقا بالخنصر والابہام علی الرسغ ووضع المرأة یدیہا علی صدرہا من غیر تحلیق ۱۲ نور الایضاح ومراقی ص ۶۵

۵۵ اذا فرغ من الفاتحة قال آمین والسنة فیہ الاخفاء المنفرد والامام سواء وکذا المأموم اذا سمع ۱۲ عالمگیری ص ۷۴ ج ۱

۵۶ ویبسط ظہرہ ویسوی راسہ بعجزہ ولا یرفع راسہ ولا ینکسہ ولا یقول الامام حال الرفع سمع اللّٰہ لمن حمدہ وان کان المصلی مقتدیا یاتی بالتحمید ولا یاتی المقتدی بالتسمیع وان کان منفردا یاتی بہما ۱۲ غنیہ ص ۳۱۰ **۵۷** ویبدی ضبعیہ عن جنبیہ ولا یفترش ذراعیہ ویجافی بطنہ عن فخذیہ ۱۲ عالمگیری ص ۷۵ ج ۱ **۵۸** افترش رجلہ الیسری فجلس علیہا ونصب الیمنی نصبا ووجہ اصابعہ نحو القبلة ووضع یدیہ علی فخذیہ وبسط اصابعہ ۱۲ ہدایہ ص ۹۳ ج ۱

۵۹ وہذا بناء علی ان السنة فی حق الجہر اذکار الانتقالات حیث الاعلام بانتقالہ من حال الی حال فکذا یسن لہ الجہر بالتسلیم ۱۲ غنیہ ص ۳۲۰ **۶۰** وینوی ای الامام بالتسلیم الاولیٰ من علی یمینہ من الرجال والنساء والحفظة وکذلک فی الثانیة ولا بد للمقتدی من نیة امامہ فان کان الامام من الجانب الایمن او الایسر نواہ فیہم وان کان بحذائہ نواہ فیہما والمنفرد ینوی الحفظة ۱۲ ہدایہ ص ۹۵ ج ۱

تو بائیں سلام میں۔ اور اگر محاذی ہو تو دونوں سلاموں میں امام کی بھی نیت کرنا سنت ہے **مسئلہ** تکبیر تحریمہ کہتے وقت مردوں کو اپنے ہاتھوں کا آستین یا چادر وغیرہ سے باہر نکال لینا بشرطیکہ کوئی عذر مثل سردی وغیرہ کے نہ ہو سنت ہے۔

جماعت کا بیان

چونکہ جماعت سے نماز پڑھنا واجب یا سنت مؤکدہ ہے اسلئے اس کا ذکر بھی نماز کے واجبات وسنن کے بعد اور مکروہات وغیرہ سے پہلے مناسب معلوم ہوا اور مسائل سے زیادہ اور قابل اہتمام ہونے کے سبب سے اس کیلئے علیحدہ عنوان قائم کیا گیا۔ جماعت کم از کم دو آدمیوں کے مل کر نماز پڑھنے کو کہتے ہیں، اسطرح کہ ایک شخص ان میں تابع ہو، اور دوسرا متبوع۔ متبوع کو امام اور تابع کو مقتدی کہتے ہیں **مسئلہ** امام کے سوا ایک آدمی کے شریک نماز ہو جانیسے جماعت ہو جاتی ہے خواہ وہ آدمی مرد ہو یا عورت، غلام ہو یا آزاد، بالغ ہو یا سمجھدار نابالغ بچہ، ہاں جمعہ وعیدین کی نماز میں کم سے کم امام کے سوا تین آدمیوں کے بغیر جماعت نہیں ہوتی۔ **مسئلہ** جماعت کے ہونے میں یہ بھی ضروری نہیں کہ فرض نماز ہو بلکہ اگر نفل بھی دو آدمی اسیطرح ایک دوسرے کے تابع ہو کر پڑھیں تو جماعت ہو جائیگی خواہ امام اور مقتدی دونوں نفل پڑھتے ہوں یا مقتدی نفل پڑھتا ہو، البتہ جماعت کی نفل کا عادی ہونا یا تین مقتدیوں سے زیادہ ہونا مکروہ ہے۔

جماعت کی فضیلت اور تاکید

جماعت کی فضیلت اور تاکید میں صحیح احادیث اس کثرت سے وارد ہوئی ہیں کہ اگر سب ایک جگہ جمع کیجائیں تو ایک بہت کافی حجم کا رسالہ تیار ہو سکتا ہے ان کے دیکھنے سے قطعاً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جماعت نماز کی تکمیل میں ایک اعلیٰ درجہ کی شرط ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اسکو ترک نہیں فرمایا حتیٰ کہ حالت مرض میں جب آپ کو خود چلنے کی قوت نہ تھی دو آدمیوں کی سہارے سے مسجد میں تشریف لیگئے اور جماعت سے نماز پڑھی تارک جماعت پر سخت غصہ آتا تھا اور ترک جماعت پر سخت سے سخت سزا دینے کو آپ کا جی چاہتا تھا بے شبہ شریعت محمدیہ میں جماعت کا بہت بڑا اہتمام کیا گیا ہے اور ہونا بھی چاہیے تھا۔ نماز جیسی عبادت کی شان

---

۱ من آدابها اخراج الرجل كفيه من كميه عند التكبير للاحرام لقربه من التواضع الا لضرورة كبرد ۱۲ مراقی شرح نور الایضاح ص۱۴۱

۲ الجماعة سنة مؤكدة لقوله عليه السلام الجماعة من سنن الهدى لا يتخلف عنها الا المنافق ۱۲ ہدایہ ج۱ ص۱۰۱

۳ اذا زاد على الواحد في غير الجمعة فهو جماعة وان كان معه صبي عاقل ۱۲ عالمگیری ج۱ ص۸۳

۴ ومن شرائطها الجماعة واقلهم عند ابي حنيفة رح ثلثة سوى الامام ۱۲ ہدایہ ج۱ ص۱۴۹

۵ التطوع بالجماعة اذا كان على سبيل التداعي يكره ۱۲ عالمگیری ج۱ ص۸۳

بھی اسکو چاہتی تھی کہ جس چیز سے اس کی تکمیل ہو وہ بھی تاکید کے اعلیٰ درجہ پر پہنچادیجائے ہم اس مقام پر پہلے اس آیت کو لکھکر جس سے بعض مفسرین اور فقہاء نے جماعت کو ثابت کیا ہے چند حدیثیں بیان کرتے ہیں۔ **قولہ تعالیٰ** وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ نماز پڑھو نماز پڑھنے والوں کے ساتھ مل کر یعنے جماعت سے اس آیت میں حکم صریح جماعت سے نماز پڑھنے کا ہے مگر چونکہ رکوع کے معنی بعض مفسرین نے خضوع کے بھی لکھے ہیں لہذا فرضیت ثابت نہ ہوگی۔ **حدیث** (۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جماعت کی نماز میں تنہا نماز سے ستائیس درجہ زیادہ ثواب روایت کرتے ہیں **حدیث** (۲) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تنہا نماز پڑھنے سے ایک آدمی کے ساتھ نماز پڑھنا بہت بہتر ہے اور دو آدمیوں کے ساتھ اور بھی بہتر ہے اور جسقدر زیادہ جماعت ہو اسی قدر اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ **حدیث** (۳) انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ بنی سلمہ کے لوگوں نے ارادہ کیا کہ اپنے قدیمی مکانات سے (جو نکہ وہ مسجد نبوی سے دُور تھے) اُٹھ کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب آکر قیام کریں تب اُن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اپنے قدموں میں جو زمین پر پڑتے ہیں ثواب نہیں سمجھتے۔ **ف** اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص جتنی دُور سے چلکر مسجد میں آئیگا اسیقدر زیادہ ثواب ملیگا۔ **حدیث** (۴) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا وقت نماز کے انتظار میں گذرتا ہے وہ سب نماز میں شمار ہوتا ہے۔ **حدیث** (۵) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز عشاء کے وقت اپنے ان اصحاب سے جو جماعت میں شریک تھے فرمایا کہ لوگ نماز پڑھ پڑھ کر سو رہے اور تمہارا وہ وقت جو انتظار میں گذرا سب نماز میں محسوب ہوا۔ **حدیث** (۶) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا بشارت دو ان لوگوں کو جو اندھیری راتوں میں جماعت کیلئے مسجد جاتے ہیں اس بات کی کہ قیامت میں ان کیلئے پوری روشنی ہوگی۔ **حدیث** (۷) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص عشاء کی نماز جماعت سے پڑھے اسکو نصف شب کی عبادات کا ثواب ملیگا اور جو عشاء اور فجر کی نماز جماعت سے پڑھے گا اُسے پوری رات کی عبادت کا ثواب ملیگا۔ **حدیث** (۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہیں کہ ایک روز آپ نے فرمایا کہ بیشک میرے دل میں یہ ارادہ ہوا کہ کسی کو حکم دوں کہ لکڑیاں جمع کرے پھر اذان کا حکم دوں اور کسی شخص سے کہوں کہ وہ امامت کرے اور میں ان لوگوں کے گھروں پر جاؤں جو جماعت میں نہیں آتے اور ان کے گھروں کو جلادوں۔ **حدیث** (۹) ایک

(حاشیہ)

۱ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ ای فی جماعتہم فان صلوۃ الجماعۃ تفضل صلوۃ الفذ بسبع وعشرین درجۃ لما فیہا من تظاہر النفوس وعبر عن الصلوۃ بالرکوع احترازا عن صلوۃ الیہود وقیل الرکوع الخضوع والانقیاد لما یلزمہم الشارع ۱۲ بیضاوی صـ ۱

۲ عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال صلوۃ الجماعۃ تفضل صلوۃ الفذ بسبع وعشرین درجۃ ۱۲ بخاری صـ ۸۹

۳ عن ابی بن کعب فی حدیث طویل ولو علمتم ما فضیلتہ لابتدرتموہ وان صلوۃ الرجل مع الرجل ازکی من صلوتہ وحدہ وصلوتہ مع الرجلین ازکی من صلوتہ مع الرجل وما اکثر فہو احب الی اللہ عز وجل ۱۲ ابو داؤد جـ ۱ صـ ۸۹

۴ عن انس بن مالک قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا بنی سلمۃ الا تحتسبون آثارکم وزاد ابن ابی مریم قال اخبرنی یحیی بن ایوب قال حدثنی حمید قال حدثنی انس ان بنی سلمۃ ارادوا ان یتحولوا عن منازلہم فینزلوا قریبا من النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فکرہ النبی صلعم ان یعروا المدینۃ فقال الا تحتسبون آثارکم قال مجاہد خطاہم آثار المشی فی الارض بارجلہم ۱۲ بخاری جـ ۱ صـ ۹۰

۵ عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلعم قال والذی نفسی بیدہ لقد ہممت ان آمر بحطب لیحطب ثم آمر بالصلوۃ فیؤذن لہا ثم آمر رجلا فیؤم الناس ثم اخالف الی رجال فاحرق علیہم بیوتہم ۱۲ بخاری مختصرا صـ ۸۹ جـ ۱

روایت میں ہے کہ اگر مجھے چھوٹے بچوں اور عورتوں کا خیال نہ ہوتا تو میں عشاء کی نماز میں مشغول ہو جاتا اور خادموں کو حکم دیتا کہ ان کے گھروں کے مال و اسباب کو مع ان کے جلا دیویں (مسلم) عشاء کی تخصیص اس حدیث میں اس مصلحت سے معلوم ہوتی ہے کہ وہ سونیکا وقت ہوتا ہے اور غالباً تمام لوگ اسوقت گھروں میں ہوتے ہیں امام ترمذی اس حدیث کو لکھکر فرماتے ہیں کہ یہی مضمون ابن مسعود اور ابو درداء اور ابن عباس اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے یہ سب لوگ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معزز اصحاب میں ہیں۔ **حدیث** (۱۰) ابو درداء[۱] رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی آبادی یا جنگل میں تین مسلمان ہوں اور جماعت سے نماز نہ پڑھیں تو بیشک اُن پر شیطان غالب ہو جائیگا پس اے ابو درداء جماعت کو اپنے اوپر لازم سمجھ لو دیکھو بھیڑیا (شیطان) اُسی بکری (آدمی) کو کھاتا (بہکاتا) ہے جو اپنے گلہ (جماعت) سے الگ ہو گئی ہو۔ **حدیث** (۱۱) ابن عباس[۲] رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہیں کہ جو شخص اذان سنکر جماعت میں نہ آئے اور اُسے کوئی عذر بھی نہ ہو تو اُسکی وہ نماز جو تنہا پڑھی ہو قبول[۳] نہ ہوگی صحابہؓ نے پوچھا کہ وہ عذر کیا ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ خوف یا مرض، اس حدیث میں خوف اور مرض کی تفصیل نہیں کی گئی بعض احادیث میں کچھ تفصیل بھی ہے۔ **حدیث** (۱۲) حضرت محجن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ تھا کہ اتنے میں اذان ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے لگے اور میں اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ گیا حضرت نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کہ اے محجن تم نے جماعت سے نماز کیوں نہ پڑھی کیا تم مسلمان نہیں ہو، میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مسلمان تو ہوں مگر میں اپنے گھر میں نماز پڑھ چکا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسجد میں آؤ اور دیکھو کہ جماعت ہو رہی ہو تو لوگوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھ لیا کرو اگرچہ پڑھ[۴] چکے ہو۔ ذرا اس حدیث کو غور سے دیکھو کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے برگزیدہ صحابی محجن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جماعت سے نماز نہ پڑھنے پر کیسی سخت اور عتاب آمیز بات کہی کہ کیا تم مسلمان نہیں ہو۔ چند حدیثیں نمونے کے طور پر ذکر ہو چکیں اب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برگزیدہ اصحاب رضی اللہ عنہم کے اقوال سُنیئے کہ انھیں جماعت کا کسقدر اہتمام مدنظر تھا اور ترک جماعت کو وہ کیسا سمجھتے تھے اور کیوں نہ سمجھتے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور ان کی مرضی کا اُن سے زیادہ کسکو خیال ہو سکتا ہے۔ **اثر** (۱) اسود کہتے ہیں کہ ہم حضرت اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر تھے کہ نماز کی پابندی اور

[۱] عن ابی الدرداء قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من ثلثة فی قریة ولا بدو لا تقام فیہم الصلوة الا قد استحوذ علیہم الشیطان فعلیک بالجماعة فانما یاکل الذئب القاصیة ۱۲ ابو داؤد صہ۸۸ ج۱

[۲] عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سمع المنادی فلم یمنعہ من اتباعہ عذر قالوا وما العذر قال خوف او مرض لم یقبل منہ الصلوة التی صلی ۱۲ ابو داؤد صہ۸۸ ج۱

[۳] یعنے ذمہ سے فرض تو ساقط ہو جائیگا مگر قبول کامل کا درجہ اس نماز کو حاصل نہیں ہوگا یہ مطلب نہیں کہ فرض بھی نہیں ساقط ہوگا اور یہ سمجھتے ہوئے نماز بھی پڑھنا چھوڑ دے کہ جماعت سے نہیں پڑھا تو تنہا پڑھنے سے کیا فائدہ ۱۲ محشی

[۴] فجر عصر مغرب کی نماز اگر تنہا پڑھ لی ہو تو اسکو امام کے ساتھ شریک نہ ہونا چاہئے اسلئے کہ فجر عصر کے بعد نوافل نہ پڑھنا چاہئے اور مغرب میں تین رکعت نفل مشروع نہیں ہے اور اگر چار رکعت کرتا ہے تو امام کی مخالفت لازم آئیگی ۱۲ محشی

اس کی فضیلت وتاکید کا ذکر نکلا اس پر حضرت عائشہؓ نے تائید اًنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرض وفات کا قصہ بیان کیا کہ ایک دن نماز کا وقت آیا اور آذان ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہو نماز پڑھا دیں۔ عرض کیا گیا کہ ابوبکرؓ ایک نہایت رقیق القلب آدمی ہیں جب آپکی جگہ پر کھڑے ہونگے تو بے طاقت ہوجائیں گے اور نماز نہ پڑھا سکیں گے آپ نے پھر وہی فرمایا۔ پھر وہی جواب دیا گیا تب آپ نے فرمایا کہ تم ویسی باتیں کرتی ہو جیسے یوسف علیہ السلام سے مصر کی عورتیں کرتی تھیں ابوبکرؓ سے کہو کہ نماز پڑھا دیں۔ خیر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ نماز پڑھانیکو نکلے۔ اتنے میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مرض میں کچھ تخفیف معلوم ہوئی تو آپ دو آدمیوں کے سہارے سے نکلے میری آنکھوں میں ابتک وہ حالت موجود ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک زمین پر گھسٹتے ہوئے جاتے تھے یعنی اتنی قوت بھی نہ تھی کہ زمین سے پیر اٹھا سکیں۔ وہاں حضرت ابوبکرؓ نماز شروع کرچکے تھے چاہا کہ پیچھے ہٹ جائیں مگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا اور انھیں سے نماز پڑھوائی

اثر (۲) ایک دن حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے سلیمان بن ابی حشمہ کو صبح کی نماز میں نہ پایا تو ان کے گھر گئے اور ان کی ماں سے پوچھا کہ آج میں نے سلیمان کو فجر کی نماز میں نہیں دیکھا انھوں نے کہا کہ وہ رات بھر نماز پڑھتے رہے اسوجہ سے اسوقت اُن کو نیند آگئی تب حضرت فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ مجھے فجر کی نماز جماعت سے پڑھنا زیادہ محبوب ہے، بہ نسبت اسکے کہ تمام شب عبادت کروں (موطا امام مالک) شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ صبح کی نماز باجماعت پڑھنے میں تہجد سے بھی زیادہ ثواب ہے اس لئے علماء نے لکھا ہے کہ اگر شب بیداری نماز فجر میں مخل ہو تو ترک اسکا اولی ہے اشعۃ اللمعات

اثر (۳) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ بیشک ہمنے آزمالیا اپنے اور صحابہؓ کو کہ ترک جماعت نہیں کرتا مگر وہ منافق جسکا نفاق کھلا ہوا ہو۔ یا بیمار مگر بیمار بھی تو دو آدمیونکا سہارا دے کر جماعت کیلئے حاضر ہوتے تھے بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ہدایت کی راہیں بتلائیں اور منجملہ ان کے نماز ہے ان مسجدوں میں جہاں اذان ہوتی ہو یعنے جماعت ہوتی ہو۔۔ دوسری ہدایت میں ہے کہ فرمایا جسے خواہش ہو کل (قیامت میں) اللہ تعالی کے سامنے مسلمان جائے اُسے چاہئے کہ پنج وقتی نمازوں کی پابندی کرے اُن مقامات میں جہاں اذان ہوتی ہو (یعنی جماعت سے نماز پڑھی جاتی ہو) بیشک اللہ تعالی نے تمہارے نبی کیلئے ہدایت کے طریقے نکالے ہیں اور یہ نماز بھی انہیں طریقوں میں سے ہے اگر تم اپنے گھروں میں نماز پڑھلیا کروگے

جیسے کہ منافق پڑھ لیتا ہے تو بیشک تم سے چھوٹ جائیگی تمہارے نبی کی سنت اور اگر تم چھوڑ دوگے اپنے پیغمبر کی سنت کو تو بے شبہ گمراہ ہو جاؤ گے اور کوئی شخص اچھی طرح وضو کرکے نماز کیلئے مسجد نہیں جاتا مگر اس کے ہر قدم پر ایک ثواب ملتا ہے اور ایک مرتبہ عنایت ہوتا ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور ہمنے دیکھ لیا کہ جماعت سے الگ نہیں رہتا مگر منافق ہم لوگوں کی حالت تو یہ تھی کہ بیماری کی حالت میں دو آدمیوں پر تکیہ لگا کر جماعت کیلئے لائے جاتے تھے اور صف میں کھڑے دئے جاتے تھے۔ اثر (۴) ایکمرتبہ ایک شخص مسجد سے بعد اذان۱؎ کے بے نماز پڑھے ہوئے چلا گیا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ اس شخص نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کی اور ان کے مقدس حکم کو نہ مانا (مسلم شریف) دیکھو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے تارک جماعت کو کیا کہا۔ کیا کسی مسلمان کو اب بھی بے عذر ترک جماعت کی جرأت ہو سکتی ہے۔ کیا کسی ایماندار کو حضرت ابو القاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی گوارہ ہو سکتی ہے۔ اثر (۵) حضرت ام درداء رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ ایکمرتبہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ میرے پاس اسحال میں آئے کہ غضبناک تھے میں نے پوچھا کہ اسوقت آپ کو کیوں غصہ آیا کہنے لگے اللہ کی قسم میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اب کوئی بات نہیں دیکھتا مگر یہ کہ وہ جماعت سے نماز پڑھ لیتے ہیں یعنی اب اسکو بھی چھوڑنے لگے۔ اثر (۶) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت اصحاب سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ جو کوئی اذان سنکر جماعت میں نہ جائے اس کی نماز ہی نہ ہوگی۲؎ لکھکر امام ترمذی لکھتے ہیں کہ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ حکم تاکیدی ہے مقصود یہ ہے کہ بے عذر ترک جماعت جائز نہیں۔ اثر (۷) مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا کہ جو شخص تمام دن روزہ رکھتا ہو اور رات بھر نمازیں پڑھتا ہو مگر جمعہ اور جماعت میں نہ شریک ہوتا ہو اسے آپ کیا کہتے ہیں فرمایا کہ دوزخ میں جائے گا (ترمذی) امام ترمذی اس حدیث کا مطلب یہ بیان فرماتے ہیں کہ جمعہ وجماعت کا مرتبہ کم سمجھ کر ترک کرے تب یہ حکم کیا جائیگا لیکن اگر دوزخ میں جانے سے مراد تھوڑے دن کیلئے جانا لیا جائے تو اس تاویل کی کچھ ضرورت نہ ہوگی۔ اثر (۸) سلف صالحین کا یہ دستور تھا کہ جسکی جماعت ترک ہو جاتی سات دن تک اس کی ماتم پرسی کرتے (احیاء العلوم) صحابہؓ کے اقوال بھی تھوڑے سے بیان ہو چکے جو درحقیقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال ہیں۔ اب ذرا علمائے امت اور مجتہدین ملت کو دیکھئے کہ ان کا جماعت کی طرف کیا خیال ہے اور ان احادیث کا مطلب انھوں نے کیا سمجھا ہے (۱) ظاہریہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے بعض مقلدین

۱؎ اذان کے بعد ایسے شخص کیلئے جو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو جانا منع ہے ہاں اگر کوئی سخت ضرورت ہو تو جاسکتا ہے ۱۲ محشی

۲؎ بغیر کسی عذر کے تنہا نماز پڑھنے سے ہو جائیگی مگر کامل نہ ہوگی ۱۲ محشی

۳؎ اس تاویل کی اس وقت ضرورت ہے جب حضرت ابن عباس کا یہ مطلب ہو کہ ایسا شخص ہمیشہ دوزخ میں رہیگا ۱۲ محشی

کا مذہب ہے کہ جماعت نماز کے صحیح ہونے کی شرط ہے بغیر اس کے نماز نہیں ہوتی (۲) امام احمدرح کا صحیح مذہب یہ ہے کہ جماعت فرض عین ہے اگرچہ نماز کے صحیح ہونیکی شرط نہیں امام شافعیؒ کے بعض مقلدین کا بھی یہی مذہب ہے، (۳) امام شافعی رح کے بعض مقلدین کا یہ مذہب ہے کہ جماعت فرض کفایہ ہے امام طحاوی جو حنفیہ میں ایک بڑے درجہ کے فقیہ اور محدث ہیں ان کا بھی یہی مذہب ہے (۴) اکثر محققین حنفیہ کے نزدیک جماعت واجب ہے محقق ابن ہمام اور حلبی اور صاحب بحرالرائق وغیرہم اسی طرف ہیں (۵) اکثر حنفیہ کے نزدیک جماعت سنت مؤکدہ ہے مگر واجب کے حکم میں اور درحقیقت حنفیہ کے ان دونوں قولوں میں کچھ مخالفت نہیں (۶) ہمارے فقہاء لکھتے ہیں اگر کسی شہر میں لوگ جماعت چھوڑ دیں اور کہنے سے بھی نہ مانیں تو ان سے لڑنا حلال ہے (۷) قنیہ وغیرہ میں ہے کہ بے عذر تارک جماعت کو سزا دینا امام وقت پر واجب ہے اور اس کے پڑوسی اگر اس کے اس فعل قبیح پر کچھ نہ بولیں ؎ تو گنہگار ہوں گے (۸) اگر مسجد جانیکے لئے اقامت سننے کا انتظار کرے، تو گنہگار ہوگا یہ اس لئے کہ اگر اقامت سن کر چلا کریں گے تو ایک دو رکعت یا پوری جماعت چلے جانیکا خوف ہے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جمعہ اور جماعت کیلئے تیز قدم جانا درست ہے بشرطیکہ زیادہ تکلیف نہو (۹) تارک جماعت ضرور گنہگار ہے اور اسکی گواہی قبول نہ کی جائے بشرطیکہ اس نے بے عذر صرف سہل ؎ انکاری سے جماعت چھوڑی ہو (۱۰) اگر کوئی شخص دینی مسائل کے پڑھنے پڑھانے میں دن رات مشغول رہتا ہو اور جماعت میں حاضر نہ ہوتا ہو تو معذور نہ سمجھا جائیگا اور اس کی گواہی مقبول نہوگی۔

جماعت کی حکمتیں اور فائدے

اس بارے میں حضرات علماء رحمہم اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ بیان کیا ہے مگر جہانتک میری نظر قاصر پہنچی ہے حضرت شاہ مولانا ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بہتر جامع اور لطیف تقریر کسی کی نہیں اگرچہ زیادہ لطف یہی تھا کہ انھیں کی پاکیزہ عبارت سے وہ مضامین سنے جائیں مگر بوجہ اختصار کے میں حضرت موصوفؒ کے کلام کا خلاصہ یہاں درج کرتا ہوں وہ فرماتے ہیں (۱) کوئی چیز اس سے زیادہ سودمند نہیں کہ کوئی عبادت رسم عام کردیجائے یہانتک کہ وہ عبادت ایک ضروری عبادت ہوجائے کہ اس کا چھوڑنا ترک عادت کیطرح ناممکن ہوجائے اور کوئی عبادت نماز سے زیادہ شاندار نہیں کہ اس کے ساتھ یہ خاص اہتمام

؎ یعنی ترک جماعت سے اسکو نہ روکیں اور حسب مقدور نصیحت نہ کریں باوجودیکہ کوئی ضرر پہنچنے کا اندیشہ نہو اگر اس سے ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہو تو نہ روکنے پر گنہگار نہ ہوں گے ۱۲ محشی ؎ یعنی نکاسس اور سستی کی بنا پر ۱۲ محشی

کیا جائے (۲) مذہب میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں جاہل بھی عالم بھی لہذا یہ بڑی مصلحت کی بات ہے کہ سب لوگ جمع ہو کر ایک دوسرے کے سامنے اس عبادت کو ادا کریں اگر کسی سے کچھ غلطی ہو جائے تو دوسرا تعلیم کر دے گویا اللہ تعالیٰ کی عبادت ایک زیور ہوئی کہ تمام پرکھنے والے اُسے دیکھتے ہیں جو خرابی اسمیں ہوتی ہے بتلاتے ہیں اور جو عمدگی ہوتی ہو اُسے پسند کرتے پس یہ ایک عمدہ ذریعہ نماز کی تکمیل کا ہوگا (۳) جو لوگ بے نمازی ہونگے ان کا حال بھی اس سے کھل جائیگا اور ان کے وعظ و نصیحت کا موقع ملیگا (۴) چند مسلمانوں کا ملکر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اس سے دعا مانگنا ایک عجیب خاصیت رکھتا ہے نزول رحمت اور قبولیت کیلئے (۵) اس امت سے اللہ تعالیٰ کا یہ مقصود ہے کہ اس کا کلمہ بلند اور کلمۂ کفر پست ہو اور زمین پر کوئی مذہب اسلام سے غالب نہ رہے اور یہ بات جب ہی ہو سکتی ہے کہ یہ طریقہ مقرر کیا جائے کہ تمام مسلمان عام اور خاص مسافر اور مقیم چھوٹے بڑے اپنی کسی بڑی اور مشہور عبادت کیلئے جمع ہوا کریں اور شان و شوکت اسلام کی ظاہر کریں انھیں سب مصالح سے شریعت کی پوری توجہ جماعت کیطرف مصروف ہوگئی، اور اس کی ترغیب دی گئی اور اس کے چھوڑنے کی سخت ممانعت کیگئی (۶) جماعت میں یہ فائدہ بھی ہے کہ تمام مسلمانوں کو ایک دوسرے کے حال پر اطلاع ہوتی رہیگی اور ایک دوسرے کے درد و مصیبت میں شریک ہو سکیگا جس سے دینی اخوت اور ایمانی محبت کا پورا اظہار و استحکام ہوگا جو اس شریعت کا ایک بڑا مقصود ہے اور جسکی تاکید اور فضیلت جابجا قرآن عظیم اور احادیث نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والتسلیم) میں بیان فرمائی گئی ہے۔ افسوس ہمارے زمانہ میں ترک جماعت ایک عام عادت ہو گئی ہے جاہلوں کا کیا ذکر ہم بعضے لکھے پڑھے لوگوں کو اس بلا میں مبتلا دیکھ رہے ہیں افسوس یہ لوگ احادیث پڑھتے ہیں اور ان کے معنے سمجھتے ہیں مگر جماعت کی سخت تاکیدیں ان کے پتھر سے زیادہ سخت دلوں پر کچھ اثر نہیں کرتیں قیامت میں جب قاضی روز جزا کے سامنے سب سے پہلے نماز کے مقدمات پیش ہوں گے اور اس کے نہ ادا کرنیوالے یا ادا میں کمی کرنے والوں سے باز پرس شروع ہوگی یہ لوگ کیا جواب دیں گے۔

لہ دفی البدائع یجب علی الرجال العقلاء البالغین الاحرار القادرین علی الصلاۃ بالجماعۃ من غیر حرج ۱۲ عالمگیری صہ ۱۴۰

جماعت کے واجب ہونیکی شرطیں

(۱) مرد ہونا۔ عورتوں پر جماعت واجب نہیں (۲) بالغ ہونا۔ نابالغ بچوں پر جماعت نہیں (۳) آزاد ہونا غلام پر جماعت واجب نہیں (۴) تمام عذروں سے خالی ہونا۔ ان عذروں کی حالت میں جماعت

واجب نہیں مگر ادا کرلے تو بہتر ہے نہ ادا کرنے میں ثواب جماعت سے محروم رہیگا۔ ترک جماعت کے عذر چودہ ہیں (۱) لباس[1] بقدر ستر عورت کے نہ پایا جانا (۲) مسجد کے راستے میں سخت کیچڑ ہو کہ چلنا سخت دشوار ہو امام ابو یوسفؒ نے حضرت امام اعظمؒ سے پوچھا کہ کیچڑ وغیرہ کی حالت میں جماعت کیلئے آپ کیا حکم دیتے ہیں فرمایا کہ جماعت کا چھوڑنا مجھے پسند نہیں (۳) پانی بہت[2] زور سے برستا ہو ایسی حالت میں امام محمدؒ نے مؤطا میں لکھا ہے کہ اگرچہ نہ جانا جائز ہے مگر بہتر یہی ہے کہ جماعت سے جاکر نماز پڑھے (۴) سردی[3] سخت ہو کہ باہر نکلنے میں یا مسجد تک جانے میں کسی بیماری کے پیدا ہو جانیکا یا بڑھ جانیکا خوف ہو (۵) مسجد جانے میں مال و اسباب چوری ہو جانیکا خوف ہو (۶) مسجد[4] جانے میں کسی دشمن کے ملجانیکا خوف ہو (۷) مسجد جانے میں کسی قرض خواہ کے ملنے کا اور اس سے تکلیف پہنچنے کا خوف ہو بشرطیکہ اسکے قرض کے ادا کرنے پر قادر نہ ہو اور اگر قادر ہو تو وہ ظالم سمجھا جائیگا اور اس کو ترک جماعت کی اجازت نہ ہوگی (۸) اندھیری رات ہو کہ راستہ نہ دکھلائی دیتا ہو لیکن اگر روشنی کا سامان خدا نے دیا ہو تو جماعت نہ چھوڑنا چاہئے (۹) رات[5] کا وقت ہو اور آندھی بہت سخت چلتی ہو۔ (۱۰) کسی[6] بیمار کی تیمار داری کرتا ہو کہ اس کے جماعت میں چلے جانے سے اس مریض کی تکلیف یا وحشت کا خوف ہو (۱۱) کھانا[7] تیار ہو یا تیاری کے قریب اور بھوک ایسی لگی ہو کہ نماز میں جی نہ لگنے کا خوف ہو (۱۲) پیشاب[8] یا پاخانہ زور کا معلوم ہوتا ہو (۱۳) سفر[9] کا ارادہ رکھتا ہو اور خوف ہو کہ جماعت سے نماز پڑھنے میں دیر ہو جائیگی قافلہ نکل جائیگا ریل کا مسئلہ اسی پر قیاس کیا جاسکتا ہے مگر فرق اسقدر ہے کہ وہاں ایک قافلہ کے بعد دوسرا قافلہ بہت دنوں میں ملتا ہے اور یہاں ریل ایک دن میں کئی بار جاتی ہے اگر ایک وقت کی ریل نہ ملے تو دوسرے وقت جاسکتا ہے ہاں اگر کوئی ایسا ہی سخت حرج ہوتا ہو تو مضائقہ نہیں۔ ہماری شریعت سے حرج اٹھا دیا گیا ہے (۱۴) کوئی ایسی بیماری ہو جس کی وجہ سے چل پھر نہ سکے یا نابینا ہو یا لنجا ہو یا کوئی پیر کٹا ہوا ہو۔ لیکن جو نابینا بے تکلف مسجد تک پہنچ سکے اسکو ترک جماعت نہ چاہئے۔

جماعت کے صحیح ہونیکی شرطیں

شرط (۱) اسلام۔ کافر کی جماعت صحیح نہیں شرط (۲) عاقل ہونا۔ مست، بیہوش، دیوانے کی

---

[1] الافضل ان یصلی العراۃ وحدانا قعوداً بالایماء ویتباعد بعضہم عن بعض ۱۲ عالمگیری ص۹۵ ج۱
[2] عن ابی یوسفؒ سألت اباحنیفۃؒ عن الجماعۃ فی طین وردغۃ فقال لا احب ترکہا وقال محمدؒ فی المؤطا الحدیث رخصۃ یعنی قولہ علیہ الصلوۃ والسلام اذا ابتلیت النعال فالصلاۃ فی الرحال ۱۲ غنیہ ص۵۱۰
[3] تا [4] وتسقط الجماعۃ بالاعذار حتی لاتجب علی المریض والمقعد والزمن ومقطوع الید والرجل من خلاف ومقطوع الرجل والمفلوج الذی لایستطیع المشی والشیخ الکبیر العاجز والاعمی عند ابی حنیفۃ والصحیح انہا تسقط بالمطر والطین والبرد الشدید والظلمۃ الشدیدۃ
[5] وتسقط بالریح فی اللیلۃ المظلمۃ واما بالنہار فلیست الریح عذراً
[6] وکذا اذا کان یدافع الاخبثین او احدہما
[7] اوکان اذا خرج یخاف ان یحبسہ غریمہ فی الدین
[8] و یرید سفراً واقیمت الصلاۃ فیخشی ان تفوتہ القافلۃ
[9] او قیماً لمریض او یخاف ضیاع مالہ وکذا اذا حضر العشاء واقیمت صلاتہ ونفسہ تتوق الیہ وکذا اذا حضر الطعام فی غیر وقت العشاء ونفسہ تتوق الیہ ۱۲ عالمگیری ص۱۶ ج۱

[10] وشرط صحۃ الامامۃ للرجال الاصحاء ستۃ اشیاء الاسلام والبلوغ والعقل والذکورۃ والقراءۃ والسلامۃ من الاعذار کالرعاف الدائم والفافاۃ والتمتمۃ واللثغ وفقد شرط کطہارۃ وستر عورۃ ونیۃ المقتدی المتابعۃ مقارنۃ لتحریمہ ۱۲ مراقی الفلاح ص۱۶۰

جماعت صحیح نہیں۔ شرط (۳) مقتدی کو امام کی نیت کے ساتھ امام کے اقتدا کی بھی نیت کرنا یعنی یہ ارادہ دلمیں کرنا کہ میں اس امام کے پیچھے فلاں نماز پڑھتا ہوں نیت کا بیان اوپر بہ تفصیل ہو چکا ہے شرط (۴) امام اور مقتدی دونوں کے مکان کا متحد ہونا خواہ حقیقۃً متحد ہوں جیسے دونوں ایک ہی مسجد یا ایک ہی گھر میں کھڑے ہوں یا حکماً متحد ہوں جیسے کسی دریا کے پل پر جماعت قائم کی جائے اور امام پل کے اس پار ہو مگر درمیان میں برابر صفیں کھڑی ہوں تو اس صورت میں اگرچہ امام کے اور اُن مقتدیوں کے درمیان میں جو پل کے اُس پار ہیں دریا حائل ہے اور اس وجہ سے دونوں کا مکان حقیقۃً متحد نہیں مگر چونکہ درمیان میں برابر صفیں کھڑی ہوئی ہیں اسلئے دونوں کا مکان حکماً متحد سمجھا جائے گا اور اقتدا صحیح ہو جائے گی مسئلہ ۱ اگر مقتدی مسجد کی چھت پر کھڑا ہو اور امام مسجد کے اندر تو درست ہے اس لئے کہ مسجد کی چھت مسجد کے حکم میں ہے اور یہ دونوں مقام حکماً مسجد سمجھے جائیں گے اسی طرح اگر کسی کی چھت مسجد سے متصل ہو اور درمیان میں کوئی چیز حائل نہ ہو تو وہ بھی حکماً مسجد سے متحد سمجھی جائے گی اور اس کے اوپر کھڑے ہو کر اس امام کی اقتدا کرنا جو مسجد میں نماز پڑھ رہا ہے درست ہے۔ مسئلہ ۲ اگر مسجد بہت بڑی ہو اور اسی طرح اگر گھر بہت بڑا یا جنگل ہو اور امام اور مقتدی کے درمیان اتنا خالی میدان ہو کہ جس میں دو صفیں ہو سکیں تو یہ دونوں مقام یعنی جہاں مقتدی کھڑا ہے اور جہاں امام ہے مختلف سمجھے جائیں گے اور اقتدا درست نہ ہوگی۔ مسئلہ ۳ اسی طرح اگر امام اور مقتدی کے درمیان کوئی نہر ہو جس میں ناؤ وغیرہ چل سکے یا کوئی اتنا بڑا حوض ہو جس کی طہارت کا حکم شریعت نے دیا ہو یا کوئی عام رہگذر ہو جس سے بیل گاڑی وغیرہ نکل سکے اور درمیان میں صفیں نہ ہوں تو وہ دونوں متحد نہ سمجھے جائیں گے اور اقتداء درست نہ ہو گی البتہ بہت چھوٹی گول اگر حائل ہو کہ جسکی برابر تنگ راستہ نہیں ہوتا وہ مانع اقتداء نہیں۔ مسئلہ ۴ اسی طرح اگر دو صفوں کے درمیان میں کوئی ایسی نہر یا ایسا رہگذر واقع ہو جائے تو اس صف کی اقتداء درست نہ ہو گی جو ان چیزوں کے اس پار ہے۔ مسئلہ ۵ پیادے کی اقتداء سوار کے پیچھے یا ایک سوار کی دوسرے سوار کے پیچھے صحیح نہیں اس لئے کہ دونوں کے مکان متحد نہیں ہاں اگر ایک ہی سواری پر دونوں سوار

ؐ؎ وان کان علی النہر جسر وعلیہ صفوف متصلۃ لاصحۃ الاقتداء لمن کان خلف النہر ۱۲ عالمگیری ۔

ؐ؎ ولو قام علی سطح المسجد واقتدی بامام فی المسجد ان کان للسطح باب فی المسجد ولا یشتبہ علیہ حال الامام صح الاقتداء فی قولہم و ان اشتبہ علیہ حال الامام لا یصح ۱۲ قاضیخان و علی ہذا الاقتداء فی الاماکن المتصلۃ بالمسجد الحرام وابوابہا من خارج صح اذا لم یشتبہ حال الامام علیہم بسماع او رؤیۃ ولم تتخلل الجدار کما ذکرہ شمس الائمۃ فیمن صلی علی سطح بیتہ المتصل بالمسجد او فی منزلہ بجنب المسجد وبینہ وبین المسجد حائط مقتدیا بامام فی المسجد وہو یسمع التکبیر من الامام او من المکبر یجوز صلاتہ ۱۲ مراقی الفلاح

ؐ؎ المانع من الاقتداء ثلثۃ اشیاء (منہا) طریق عام یمر فیہ العجلۃ والاوقار اذا کان بین الامام وبین المقتدی طریق ان کان ضیقا لا یمر فیہ العجلۃ والاوقار لا یمنع وان کان واسعا یمر فیہ العجلۃ والاوقار یمنع ہذا اذا لم یکن الصفوف متصلا علی الطریق اما اذا اتصلت الصفوف لا یمنع الاقتداء والمانع من الاقتداء فی الفلوات قدر ما یسع فیہ صفین (ومنہا) نہر عظیم لا یمکن العبور عنہ الا بالعلاج کالقنطرۃ وغیرہا فان بینہ وبین الامام نہر کبیر یجری فیہ السفن والزورق یمنع الاقتداء وان کان صغیرا لا تجری فیہ لا یمنع الاقتداء ہو المختار وکذا لو کان فی المسجد الجامع ۱۲ عالمگیری بحذف ص ۴۲ ج ۱ ؐ؎ و ؐ؎ کا حاشیہ اسی صفحہ نمبر ۴۵ پر دیکھو ۱۲ ؐ؎ وشرط ان لا یکون الامام راکبا والمقتدی راجلا او بالقلب او راکبا دابۃ غیر دابۃ امامہ لاختلاف المکان واذا کان علی دابۃ امامہ صح الاقتداء ۱۲ مراقی ص ۱۵۸

ہوں تو درست ہے۔ **شرط (۵)** مقتدی اور امام دونوں کی نماز کا مغایر نہ ہونا اگر مقتدی کی نماز امام کی نماز سے مغایر ہوگی تو اقتداء درست نہ ہوگی مثلاً امام ظہر کی نماز پڑھتا ہو اور مقتدی عصر کی نماز کی نیت کرے یا امام کل کی ظہر کی قضا پڑھتا ہو اور مقتدی آج کے ظہر کی ہاں اگر دونوں کل کے ظہر کی قضا پڑھتے ہوں یا دونوں آج ہی کے ظہر کی قضا پڑھتے ہوں تو درست ہے۔ البتہ اگر امام فرض پڑھتا ہو اور مقتدی نفل تو اقتدا صحیح ہے اسلئے کہ امام کی نماز قوی ہے۔ **مسئلہ** مقتدی اگر تراویح پڑھنا چاہے اور امام نفل پڑھتا ہو تب بھی اقتدا نہ ہوگی کیونکہ امام کی نماز ضعیف ہے۔ **شرط (۶)** امام کی نماز کا صحیح ہونا اگر امام کی نماز فاسد ہوگی تو سب مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی خواہ یہ فساد نماز ختم ہونے سے پہلے معلوم ہو جائے یا بعد ختم ہونے کے مثل اس کے کہ امام کے کپڑوں میں نجاست غلیظہ ایک درم سے زیادہ تھی اور بعد نماز ختم ہونے کے یا اثنائے نماز میں معلوم ہوئی یا امام کو وضو نہ تھا اور بعد نماز کے یا اثنائے نماز میں اسکو خیال آیا۔ **مسئلہ** امام کی نماز اگر کسی وجہ سے فاسد ہو گئی ہو اور مقتدیوں کو نہ معلوم ہو تو امام پر ضروری ہے کہ اپنے مقتدیوں کو حتی الامکان اس کی اطلاع کر دے تاکہ وہ لوگ اپنی نمازوں کا اعادہ کر لیں۔ خواہ آدمی کے ذریعہ سے کی جائے یا خط کے ذریعہ سے۔ **شرط (۷)** مقتدی کا امام سے آگے نہ کھڑا ہونا خواہ برابر کھڑا ہو یا پیچھے۔ اگر مقتدی امام سے آگے کھڑا ہو تو اس کی اقتدا درست نہ ہوگی۔ امام سے آگے کھڑا ہونا اس وقت سمجھا جائیگا کہ جب مقتدی کی ایڑی امام کی ایڑی سے آگے ہو جائے اگر ایڑی آگے نہ ہو اور انگلیاں آگے بڑھ جائیں خواہ پیر کے بڑے ہونے کے سبب سے یا انگلیوں کے لمبے ہونے کی وجہ سے تو یہ آگے کھڑا ہونا نہ سمجھا جائے گا اور اقتداء درست ہو جائے گی۔ **شرط (۸)** مقتدی کو امام کے انتقالات کا مثل رکوع قومے سجدوں اور قعدوں وغیرہ کا علم ہونا خواہ امام کو دیکھکر یا اس کی یا کسی مکبر (تکبیر کہنے والے) کی آواز سنکر یا کسی مقتدی کو دیکھکر۔ اگر مقتدی کو امام کے انتقالات کا علم نہ ہو خواہ کسی چیز کے حائل ہونے کے سبب سے یا اور کسی وجہ سے تو اقتداء صحیح نہ ہوگی اور اگر کوئی حائل مثل پردے یا دیوار وغیرہ کے ہو مگر امام کے انتقالات معلوم ہوتے ہوں تو اقتداء درست ہے۔ **مسئلہ** اگر امام کا مسافر یا مقیم ہونا معلوم نہ ہونا لیکن قرائن سے اس کے مقیم ہونے کا خیال ہو بشرطیکہ وہ شہر یا گاؤں کی

۱؎ وان لا یکون الامام مصلیا فرضا غیر فرضہ ۱۲ مراقی ص ۱۸۴

۲؎ لا یصح اقتداء مصلی الظہر بمصلی العصر و مصلی ظہر یومہ بمصلی ظہر امسہ ولا اقتداء المفترض بالمتنفل ۱۲ عالمگیری ص ۸۶

۳؎ ولو صلی التراویح مقتدیا بمن یصلی مکتوبۃ او وترا او نافلۃ الاصح انہ لا یصح الاقتداء بہ ۱۲ عالمگیری ص ۱۱ ج ۱

۴؎ وصحۃ صلوۃ امامہ ای فی رأی المؤتم اما اذا علم مفسدا فی رأیہ لخروج الامام فلا یصح الاقتداء وان کان غیر مفسد فی اعتقاد الامام ۱۲ طحطاوی ص ۲۳۹

۵؎ واذا ظہر حدث امامہ فیلزم اعادتہا کما یلزم الامام اخبار القوم اذا امہم وہو محدث او جنب بالقدر الممکن بلسانہ او بکتاب او رسول علی الاصح ۱۲ در المختار ص ۱۲۵ ج ۱

۶؎ (ا لشرط) تقدم الامام بعقبہ عن عقب المأموم حتی لو تقدم اصابعہ لطول قدمہ لا یضر ۱۲ مراقی الفلاح ص ۱۸۴

۷؎ وعلمہ بانتقالاتہ بان یراہ او یسمعہ او یری

من خلفہ او یسمعہ وان لم یجد المکان ۱۲ طحطاوی ص ۱۸۴ ج ۱ ۸؎ اس حاشیہ کے مضمون کو آگے صفحہ ۵۲ کا حاشیہ نمبر ۱ پر دیکھو ۱۲

اندر رہو اور نماز پڑھا دے مسافر کی سی یعنی چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پر سلام پھیر دے اور مقتدی کو اس سلام سے امام کے متعلق سہو کا شبہ ہو تو اس مقتدی کو اپنی چار رکعتیں پوری کر لینے کے بعد امام کی حالت کی تحقیق کرنا واجب ہے کہ امام کو سہو ہوا یا وہ مسافر تھا اگر تحقیق سے مسافر ہونا معلوم ہوا تو نماز صحیح ہو گئی اور اگر سہو کا ہونا متحقق ہوا تو نماز کا اعادہ کرے اور اگر کچھ تحقیق نہیں کیا بلکہ مقتدی اسی شبہ کی حالت میں نماز پڑھ کر چلا گیا تو اس صورت میں بھی اس پر نماز کا اعادہ واجب ہے۔ **مسئلہ ۹** اگر امام کی متعلق مقیم ہونے کا خیال ہے مگر وہ نماز شہر یا گاؤں میں نہیں پڑھا رہا بلکہ شہر یا گاؤں سے باہر پڑھا رہا ہے اور اس نے چار رکعت والی نماز میں مسافر کی سی نماز پڑھائی اور مقتدی کو امام کے سہو کا شبہ ہوا۔ اس صورت میں بھی مقتدی اپنی چار رکعت پوری کر لے اور بعد نماز کے امام کا حال معلوم کر لے تو اچھا ہے اگر نہ معلوم کرے تو اس کی نماز فاسد نہ ہو گی کیونکہ شہر یا گاؤں سے باہر امام کا مسافر ہونا ہی ظاہر ہے اور اس کے متعلق مقتدی کا یہ خیال کہ شاید اس کو سہو ہوا ہے ظاہر کے خلاف ہے لہذا اس صورت میں تحقیق حال ضروری نہیں اسیطرح اگر امام چار رکعت والی نماز شہر یا گاؤں میں پڑھا وے یا جنگل وغیرہ میں اور کسی مقتدی کو اس کے متعلق مسافر ہونیکا شبہ ہو لیکن امام نے پوری چار رکعت پڑھائیں تب بھی مقتدی کو بعد نماز کے تحقیق حال امام واجب نہیں اور فجر اور مغرب کی نماز میں کسی وقت بھی امام کے مسافر یا مقیم ہونے کی تحقیق ضروری نہیں کیونکہ ان نمازوں میں مقیم و مسافر سب برابر ہیں خلاصہ یہ کہ اس تحقیق کی ضرورت صرف ایک صورت میں ہے جبکہ امام شہر یا گاؤں میں یا کسی جگہ چار رکعت کی نماز میں دو رکعت پڑھائے اور مقتدی کو امام پر سہو کا شبہ ہو۔ **شرط (۹)** مقتدی کو تمام ارکان میں سوا قرأت کے امام کا شریک رہنا خواہ امام کے ساتھ ادا کرے یا اس کے بعد یا اس سے پہلے بشرطیکہ اسی رکن کے اخیر تک امام اس کا شریک ہو جائے، پہلی صورت کی مثال امام کے ساتھ ہی رکوع سجدہ وغیرہ کرے، دوسری صورت کی مثال امام رکوع کرکے کھڑا ہو جائے اس کے بعد مقتدی رکوع کرے، تیسری صورت کی مثال امام سے پہلے رکوع کرے مگر رکوع میں اتنی دیر تک رہے کہ امام کا رکوع اس سے مل جائے۔

له ویستحب للمسافر اذا سلم ان یقول لهم اتموا صلوتکم فانا قوم سفر لاحتمال ان یکون خلفه من لا یعرف حاله ولا یتیسر له الاجتماع به بیانه فیحکم بفساد صلوة نفسه بناء علی ظن ان امامه مقیم قد فسدت صلاته بسلامه علی رکعتین وهذا محمل ما فی الفتاوی اذا اقتدی بامام لا یدری امسافر هو او مقیم لا یصح لان العلم بحال الامام شرط الاداء بجماعة لا انه شرط فی الابتداء لما فی المبسوط رجل صلی بالقوم الظهر رکعتین فی قریة وهم لا یدرون امسافر هو ام مقیم فصلاتهم فاسدة سواء کانوا مقیمین او مسافرین لان الظاهر من حال من فی موضع الاقامة انه مقیم والبناء علی الظاهر واجب حتی یتبین خلافه فان سألوه فاخبرهم انه مسافر جازت صلاتهم ۱۲ غنیه ص۵۴۲ اما اذا صلی خارج المصر لا تفسد ویجوز الاخذ بالظاهر وهو السفر فی مثله والحاصل انه یشترط العلم بحال الامام اذا صلی بهم رکعتین فی موضع اقامة والا فلا ۱۲ رد المحتار ص۳۴۲ج۱

له ومشارکته فی الارکان ای فی اصل فعلها عم کونه باتیا بها معه او بعده لا قبله الا اذا ادرکه امامه فیها والاول ظاهر والثانی کما رکع امامه ورفع ثم رکع هو فیصح والثالث عکسه فلا یصح الا اذا رکع وبقی راکعا حتی ادرکه امامه فیصح لوجود المتابعة التی هی حقیقة الاقتداء ۱۲

مسئلہ [۱] اگر کسی رکن میں امام کی شرکت نہ کی جائے مثلاً امام رکوع کرے اور مقتدی رکوع نہ کرے یا امام دو سجدے کرے اور مقتدی ایک ہی سجدہ کرے یا کسی رکن کی ابتدا امام سے پہلے کی جائے اور اخیر تک امام اس میں شریک نہ ہو مثلاً[۲] مقتدی امام سے پہلے رکوع میں جائے اور قبل اس کے کہ امام رکوع کرے کھڑا ہو جائے ان دونوں صورتوں میں اقتدا درست نہ ہوگی۔ **شرط** (۱۰)[۳] مقتدی کی حالت کا امام سے کم یا برابر ہونا مثال (۱)[۴] قیام کرنے والے کی اقتدا قیام سے عاجز کے پیچھے درست ہے۔ شرع میں معذور کا قعود بمنزلہ قیام کے ہے (۲)[۵] تیمم کرنے والے کے پیچھے خواہ وضو کا ہو یا غسل کا وضو اور غسل کرنے والے کی اقتدا درست ہے اسلئے کہ تیمم اور وضو اور غسل کا حکم طہارت میں یکساں ہے کوئی کسی سے کم زیادہ نہیں (۳)[۶] مسح کرنے والے کے پیچھے خواہ موزوں پر کرتا ہو یا پٹی پر دھونیوالے کی اقتدا درست ہے اس لئے کہ مسح کرنا اور دھونا دونوں ایک ہی درجے کی طہارت ہیں کسیکو کسی پر فوقیت نہیں (۴)[۷] معذور کی اقتدا معذور کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ دونوں ایک ہی عذر میں مبتلا ہوں۔ مثلاً دونوں کو سلسل بول ہو یا دونوں کو خروج ریح کا مرض ہو۔

(۵) اُمّی[۸] کی اقتدا اُمّی[۹] کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ مقتدیوں میں کوئی قاری نہ ہو (۶)[۱۰] عورت یا نابالغ کی اقتدا بالغ مرد کے پیچھے درست ہے (۷) عورت[۱۱] کی اقتدا عورت کے پیچھے درست ہے (۸)[۱۲] نابالغ عورت یا نابالغ مرد کی اقتدا نابالغ مرد کے پیچھے درست ہے۔ (۹) نفل[۱۳] پڑھنے والے کی اقتدا واجب پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے۔ مثلاً کوئی شخص ظہر کی نماز پڑھ چکا ہو اور وہ کسی ظہر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے نماز پڑھے یا عید کی نماز پڑھ چکا ہو اور وہ دوبارہ پھر نماز میں شریک ہو جائے (۱۰)[۱۴] نفل پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے۔ (۱۱)[۱۵] قسم کی نماز پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے اس لئے کہ قسم کی نماز بھی فی نفسہ نفل ہی یعنی ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں دو رکعت نماز پڑھونگا اور پھر کسی متنفل کے پیچھے اپنے

---

[۱] ویفسدہا مسابقۃ المقتدی برکن لم یشارکہ فیہ امامہ ۱۲ نور الایضاح

[۲] وصورتہ رکع ورفع قبل ان یرکع امامہ وسلم ولم یقض ذلک الرکوع فصلاتہ باطلۃ ۱۲ طحطاوی

[۳] والاصل فی ہذہ المسائل ان حال الامام ان کان مثل حال المقتدی او فوقہ جازت صلوۃ الکل وان کان دون حال المقتدی صحت صلوۃ الامام ولا تصح صلوۃ المقتدی ۱۲ عالمگیری

[۴] و یصح اقتداء القائم بالقاعد الذی یرکع و یسجد ۱۲

[۵] و صح اقتداء المتوضی بمتیمم عندہما وقال محمد لا یصح والخلاف مبنی علی ان الخلیفۃ بین الآلتین التراب والماء والطہارتین الوضوء والتیمم فعندہما بین الآلتین فاستوی الطہارتان و محمد بین الطہارتین التیمم والوضوء فیصیر بناء القوی والضعیف وہو لا یجوز

[۶] وصح اقتداء الغاسل بماسح علی خف او جبیرۃ او خرقۃ قرحۃ لا تسیل منہا شیء ۱۲ مراقی الفلاح ویجوز ان یؤم المتیمم المتوضئین عندہما وہذا الخلاف فیما اذا لم یکن مع المتوضئین ماء فان کان معہم ماء فانہ لا یؤم المتوضئین ۱۲ عالمگیری

[۷] ویجوز اقتداء المعذور بالمعذور ان اتحد عذرہما وان اختلف فلا ۱۲ عالمگیری

[۸] وامامۃ الامی قوما امیین جائزۃ ۱۲ عالمگیری

[۹] تکرہ امامۃ الرجل لہن فی بیت لیس معہن رجل غیرہ ولا محرم منہ کاختہ او زوجتہ وامتہ اما اذا کان معہن واحد ممن ذکر او امہن فی المسجد لا یکرہ ۱۲ درمختار

[۱۰] و یکرہ امامۃ المرأۃ ۱۲ عالمگیری

[۱۱] وامامۃ الصبی المراہق ۱۲ عالمگیری

[۱۲] عالمگیری

[۱۳] قاضیخان

[۱۴] طحطاوی

[۱۵] اُمّی ایسے آدمی کو کہتے ہیں جو بمقدار فرض قرآن کی ایک آیت زبانی نہ پڑھ سکے اور قاری وہ ہے جو بقدر قرأت مفروضہ قرآن مجید زبانی پڑھ سکے ۱۲

دو رکعت پڑھ لی تو نماز ہو جائے گی اور قسم پوری ہو جائیگی (۱۲[۱]) نذر کی نماز پڑھنے والی کی اقتدا، نذر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ دونوں کی نذر ایک ہو مثلاً ایک شخص کی نذر کے بعد دوسرا شخص کہے کہ میں نے بھی اس چیز کی نذر کی جسکی فلاں شخص نے نذر کی ہے اور اگر یہ صورت نہ ہو بلکہ ایک نے دو رکعت کی مثلاً الگ نذر کی اور دوسرے نے الگ تو ان میں سے کسی کو دوسرے کی اقتدا، درست نہ ہوگی حاصل یہ کہ جب مقتدی امام سے کم یا برابر ہوگا تو اقتدا، درست ہو جائے گی اب ہم وہ صورتیں لکھتے ہیں جن میں مقتدی امام سے زیادہ ہے خواہ یقیناً یا احتمالاً اور اقتدا، درست نہیں (۱[۲]) بالغ کی اقتدا، خواہ مرد ہو یا عورت، نابالغ کے پیچھے درست نہیں (۲[۳]) مرد کی اقتدا، خواہ بالغ ہو یا نابالغ عورت کے پیچھے درست نہیں (۳[۴]) خنثیٰ کی خنثیٰ کے پیچھے درست نہیں، خنثیٰ اسکو کہتے ہیں جس میں مرد اور عورت ہونے کی علامات ایسی متعارض ہوں کہ نہ اس کا مرد ہونا تحقیق ہو نہ عورت ہونا اور ایسی مخلوق شاذ و نادر ہوتی ہے (۴[۵]) جس عورت[۶] کو اپنے حیض کا زمانہ یاد نہ ہو اس کی اقتدا، اسی قسم کی عورت کے پیچھے درست نہیں۔ ان دونوں صورتوں میں مقتدی کا امام سے زیادہ ہونا محتمل ہے۔ اس لئے اقتدا، جائز نہیں کیونکہ پہلی صورت میں جو خنثیٰ امام ہے شاید عورت ہو اور جو خنثیٰ مقتدی ہے شاید مرد ہو اسیطرح دوسری صورت میں جو عورت امام ہے شاید یہ زمانہ اس کے حیض کا ہو اور جو مقتدی ہے اس کی طہارت کا ہو (۵[۷]) خنثیٰ کی اقتدا، عورت کے پیچھے درست نہیں اس خیال سے کہ شاید وہ خنثیٰ مرد ہو۔

(۶[۸]) ہوش و حواس والے کی اقتدا، مجنون، مست، بیہوش، بے عقل کے پیچھے درست نہیں (۷[۹])، طاہر کی اقتدا، معذور کے پیچھے مثل اس شخص کے جسکو سلسل بول وغیرہ کی شکایت ہو درست نہیں (۸[۱۰]) ایک عذر والے کی اقتدا، دو عذر والے کے پیچھے درست نہیں مثلاً کسی کو صرف خروج ریح کا مرض ہو اور وہ ایسے شخص کی اقتدا، کرے جسکو خروج ریح اور سلسل بول دو بیماریاں ہوں (۹[۱۱]) ایک طرح کے عذر والے کی اقتدا، دوسری

---

[۱] ولا یصح اقتداء الناذر بالناذر الا اذا نذر احدہما صلوۃ صاحبہ فاقتدی احدہما بالاخر فانہ یصح ۱۲ عالمگیری ص۸۶ ج۱

[۲] ولا یصح اقتداء البالغ غیر البالغ فی فرض وغیرہ وہو الصحیح لان صلوۃ البالغ اقوی فلزومہا ولا یجوز بناء القوی علی الضعیف وہو اصل تخرج علیہ کثیر من المسائل غنیہ ص۴۸۱

[۳] ولا یجوز اقتداء رجل بامرأۃ ۱۲ عالمگیری ص۸۵ ج۱

[۴] وامامۃ الخنثی المشکل للنساء جائزۃ ان تقدمہن وان قام وسطہن فسدت صلاتہ لوجود المحاذاۃ ان کان الامام رجلاً وللرجال والخنثی مثلہ لا یجوز ۱۲ عالمگیری ص۸۵ ج۱

[۵] وما فی المجتبی الاقتداء بالمماثل صحیح الا ثلاثۃ الخنثی المشکل والضالۃ والمستحاضۃ لاحتمال الحیض فی المستحاضۃ او الضالۃ ۱۲ طحطاوی ص۹۰ ج۱

[۶] کا حاشیہ ص۴۸ حاشیہ نمبر۱۱ پر دیکھو ۱۲

[۷] ولا یصح الاقتداء بالمرأۃ

[۸] ولا بالمجنون المطبق فان کان یجن ویفیق یصح الاقتداء فی زمان الافاقۃ ولا یصح بالسکران ولا بالصبیان ۱۲ قاضیخان ص۴۲ ج۱

[۹] و [۱۰] و [۱۱] ویجوز اقتداء المعذور بالمعذور ان اتحد عذرہما وان اختلف فلا یجوز۔ فلا یجوز ان یصلی من بہ انفلات ریح خلف من بہ سلسل البول وکذا لا یصلی من بہ سلسل البول خلف من بہ انفلات ریح وجرح لا یرقا لان الامام صاحب عذرین والماموم صاحب عذر ولا یصلی الطاہر خلف من بہ سلسل البول ولا الطاہرات خلف المستحاضۃ وہذا اذا قارن الوضوء الحدث او طرا علیہ ۱۲ عالمگیری ص۸۴ ج۱

[۱۱] یہاں پر وہ عورت مراد ہے جسکو پہلے مدت معینہ کیساتھ حیض آتا ہو اور پھر کسی مرض سے برابر خون جاری رہے اور وہ عورت مدت معینہ کو بھول جائے ۱۲

طرح کے عذر والے کے پیچھے درست نہیں مثلاً سلسل بول والا ایسے شخص کی اقتداء کرے
جس کو نکسیر بہنے کی شکایت ہو (۱۰) قاری کی اقتداء امی کے پیچھے درست نہیں۔ اور قاری
وہ کہلاتا ہے جس کو اتنا قرآن صحیح یاد ہو جس سے نماز ہو جاتی ہے اور امی وہ جسکو اتنا بھی
یاد نہ ہو (۱۱) امی کی اقتداء امی کے پیچھے جبکہ مقتدیوں میں کوئی قاری موجود ہو درست
نہیں۔ کیونکہ اس صورت میں اس امام امی کی نماز فاسد ہو جائے گی اسلئے کہ ممکن تھا کہ
وہ اس قاری کو امام کر دیتا اور اس کی قرأت سب مقتدیوں کی طرف سے کافی ہوجاتی
اور جب امام کی نماز فاسد ہوگئی تو سب مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی جنمیں
وہ امی مقتدی بھی ہے (۱۲) امی کی اقتداء گونگے کے پیچھے درست نہیں اس لئے کہ امی
اگرچہ بالفعل قراءت نہیں کر سکتا مگر قادر تو ہے اس وجہ سے کہ وہ قرارت سیکھ سکتا ہے
گونگا نہیں تو یہ قدرت بھی نہیں (۱۳) جس شخص کا جسم جسقدر ڈھانکنا فرض ہے چھپا ہوا ہو
اس کی اقتداء برہنہ کے پیچھے درست نہیں۔ (۱۴) رکوع سجود کرنے والے کی اقتداء ان دونوں
سے عاجز کے پیچھے درست نہیں اور اگر کوئی شخص صرف سجدے سے عاجز ہو اس کے
پیچھے بھی اقتداء درست نہیں (۱۵) فرض پڑھنے والے کی اقتداء نفل پڑھنے والے کے پیچھے
درست نہیں۔ (۱۶) نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتداء نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے درست
نہیں اس لئے کہ نذر کی نماز واجب ہے (۱۷) نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتداء قسم کی نماز
پڑھنے والے کے پیچھے درست نہیں مثلاً اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں آج چار رکعت پڑھونگا
اور کسی نے نذر کی تو وہ نذر کرنیوالا اگر اس کے پیچھے نماز پڑھے تو درست نہ ہوگی اسلئے کہ
نذر کی نماز واجب ہے اور قسم کی نفل کیونکہ قسم سے بڑی ہی واجب ہوتا ہے اور اس میں یہ بھی
ہو سکتا ہے کہ کفارہ دے دے اور وہ نماز نہ پڑھے (۱۸) جس شخص سے صاف حروف نہ ادا
ہو سکتے ہوں مثلاً سین کو تے یا رے کو غین پڑھتا ہو یا کسی اور حرف میں ایسا ہی تبدل
تغیر ہوتا ہو تو اس کے پیچھے صاف اور صحیح پڑھنے والے کی نماز درست نہیں ہاں اگر پوری
قرأت میں ایک آدھ حرف ایسا واقع ہو جائے تو اقتداء صحیح ہو جائے گی۔ **شرط** (۱۱) امام
کا واجب الانفراد نہ ہونا یعنے ایسے شخص کے پیچھے اقتداء درست نہیں جسکا اسوقت منفرد رہنا
ضروری ہے جیسے مسبوق کہ اس کو امام کی نماز ختم ہوجانے کے بعد اپنی چھوٹی ہوئی رکعتوں
کا تنہا پڑھنا ضروری ہے پس اگر کوئی شخص کسی مسبوق کی اقتداء کرے تو درست نہ ہوگی۔

لہ تا لہ ولا یصح اقتداء القاری بالامی وبالاخرس اذا ام امی امیا وقاریا فصلاۃ الجمیع فاسدۃ وکذا لا یصح اقتداء الامی بالاخرس والکاسی بالعاری ولا اقتداء الراکع والساجد بالمومی ولا اقتداء المفترض بالمتنفل ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۸۶
لہ ولا ناذرا بمتنفل لان النذر واجب فیلزم بناء القوی علی الضعیف ۱۲ طحطاوی ج ۱ ص ۲۵۰ ولا یجوز اقتداء الناذر بالحالف ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۸۶
لہ ولا یجوز اقتداء الالثغ الذی لا یقدر علی التکلم ببعض الحروف الا بجهد ومن یقف فی غیر مواضعہ ولا یقف فی مواضعہ لا ینبغی لہ ان یؤم وکذا من تنحنح عند القراءۃ کثیرا کان لہ تمتمۃ وھو ان یتکلم بالتاء مرارا او فأفأۃ وھو ان یتکلم بالفاء مرارا ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۸۶
لہ ولا لاحق ولا مسبوق بمثلہا لما تقرر ان الاقتداء فی موضع الانفراد مفسد کعکسہ وقل فیہ اقتداء المسبوق بلاحق ۱۲ ور د طحطاوی ص ۲۵ ج ۱

شرط ۱۲ امام کو کسی کا مقتدی نہ ہونا یعنی ایسے شخص کو امام نہ بنانا چاہیے جو خود کسی کا مقتدی ہو خواہ حقیقۃً جیسے مدرک یا حکماً جیسے لاحق۔ لاحق اپنی ان رکعتوں میں جو امام کے ساتھ اس کو نہیں ملیں مقتدی کا حکم رکھتا ہے لہذا اگر کوئی شخص کسی مدرک یا لاحق کی اقتدا کرے تو درست نہیں اسی طرح مسبوق اگر لاحق کی یا لاحق مسبوق کی اقتدا کرے تب بھی درست نہیں۔ یہ بارہ شرطیں جو ہم نے جماعت کے صحیح ہونے کی بیان کیں اگر ان میں سے کوئی شرط کسی مقتدی میں نہ پائی جائے گی تو اس کی اقتدا صحیح نہ ہوگی اور جب کسی مقتدی کی اقتدا صحیح نہ ہوگی تو اس کی وہ نماز بھی نہ ہوگی جس کو اس نے بحالت اقتدا ادا کیا ہے۔

جماعت کے احکام

مسئلہ۔ جماعت جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں شرط ہے یعنی یہ نمازیں تنہا صحیح ہی نہیں ہوتیں۔ پنج وقتی نمازوں میں واجب ہے بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو اور تراویح میں سنت مؤکدہ ہے اگرچہ ایک قرآن مجید جماعت کے ساتھ ہو چکا ہو اور اسی طرح نماز کسوف کے لئے اور رمضان کے وتر میں مستحب ہے اور سوا رمضان کے اور کسی زمانہ کے وتر میں مکروہ تحریمی ہے یعنی جبکہ مواظبت کی جائے اور اگر مواظبت نہ کی جائے بلکہ کبھی کبھی دو تین آدمی جماعت سے پڑھ لیں تو مکروہ نہیں اور نماز خسوف میں اور تمام نوافل میں مکروہ تحریمی ہے بشرطیکہ اس اہتمام سے ادا کی جائیں جس اہتمام سے فرائض کی جماعت ہوتی ہے یعنی اذان و اقامت کے ساتھ یا اور کسی طریقہ سے لوگوں کو جمع کر کے ہاں اگر بے اذان و اقامت کے اور بے بلائے ہوئے دو تین آدمی جمع ہو کر کسی نفل کو جماعت سے پڑھ لیں تو کچھ مضائقہ نہیں اور پھر بھی دوام نہ کریں اور اسی طرح مکروہ تحریمی ہے ہر فرض کی دوسری جماعت مسجد میں ان چار شرطوں سے (۱) مسجد محلے کی ہو اور عام رہگذر پر نہ ہو۔ اور مسجد محلے کی تعریف یہ لکھی ہے کہ وہاں کا امام اور نمازی معین ہوں (۲) پہلی جماعت بلند آواز سے اذان و اقامت کہہ کر پڑھی گئی ہو (۳) پہلی جماعت ان لوگوں نے پڑھی ہو جو اس محلے میں رہتے ہوں اور جن کو اس مسجد کے انتظامات کا اختیار حاصل ہے (۴) دوسری جماعت اسی ہیئت اور اہتمام سے ادا کی جائے جس ہیئت اور اہتمام سے پہلی

ملے واعلم انہ اذا فسد الاقتداء بای وجہ کان لا یصح شروعہ فی صلاۃ نفسہ علی الصحیح ذکرہ فی البحر انہ المذہب ۱۲ در مختار ۲۵ وہنا الجماعۃ و اقلہا ثلاثۃ سوی الامام ۱۲ عالمگیری ملے والجماعۃ سنۃ مؤکدۃ للرجال قال الزاہدی ارادوا بالتاکید الوجوب الا فی جمعۃ و عید فشرط و فی التراویح سنۃ کفایۃ و فی وتر رمضان مستحبۃ علی قول و غیر مستحبۃ علی قول آخر و فی وتر غیرہ و تطوع علی سبیل التداعی مکروہۃ ۱۲ در المختار ملے قلت ویؤیدہ ایضا ما فی البدائع من قولہ ان الجماعۃ فی التطوع لیست بسنۃ الا فی قیام رمضان فان نفی السنۃ لا یستلزم الکراہۃ نعم ان کان مع المواظبۃ کان بدعۃ فیکرہ وفی الکراہۃ فی الضیاء و النہایۃ بان الوتر نفل من وجہ حتی وجبت القراءۃ فی جمیعہا و تؤدی بغیر اذان و اقامۃ والنفل بالجماعۃ غیر مستحبۃ لانہ لم تفعلہ الصحابۃ فی غیر رمضان وہو کالصریح فی انہا کراہۃ تنزیہ تامل ۱۲ رد المحتار حصہ اول ۲۱/۱۲ التطوع بالجماعۃ اذا کان علی سبیل التداعی یکرہ و فی الاصل للصدر الشہید اما اذا صلوا بجماعۃ بغیر اذان و اقامۃ فی ناحیۃ المسجد لا یکرہ و قال شمس الائمۃ الحلوانی ان کان سوی الامام ثلاثۃ لا یکرہ بالاتفاق و فی الاربع اختلف المشائخ والاصح انہ یکرہ ۱۲ عالمگیری ملے واما الجماعۃ فی صلوۃ الخسوف فذکر کلام الجم الغفیر من اہل المذہب کراہتہا و قیل جائزۃ عندنا لکنہا لیست بسنۃ ۱۲ رد المحتار ملے اہل المسجد اذا صلوا باذان و جماعۃ یکرہ تکرار الاذان والجماعۃ فیہ و لو صلی فیہ غیر اہلہ بالجماعۃ فللباس لاہلہا ان یصلوا فیہ بالجماعۃ (و کذا) جماعۃ من اہل المسجد اذا صلوا فی المسجد علی وجہ المخافتۃ بحیث لم یسمع غیرہم ثم حضر قوم من اہل المسجد الخ ۱۲ عالمگیری

جماعت ادا کیگئی ہے اور یہ چوتھی شرط صرف امام ابو یوسف رح کے نزدیک ہے اور امام صاحب رح کے نزدیک ہیئت بدل دینے پر بھی کراہت رہتی ہے پس اگر دوسری جماعت مسجد میں نہ ادا کیجائے بلکہ گھر میں پھر مکروہ نہیں اسی طرح اگر کوئی شرط ان چار شرطوں میں سے نہ پائی جائے مثلاً مسجد عام رہگذر پر ہو محلے کی نہ ہو جس کے معنے اوپر معلوم ہو چکے تو اس میں دوسری بلکہ تیسری چوتھی جماعت بھی مکروہ نہیں یا پہلی جماعت بلند آواز سے اذان اور اقامت کہکر نہ پڑھی گئی ہو تو دوسری جماعت مکروہ نہیں۔ یا پہلی جماعت ان لوگوں نے پڑھی ہو جو اس محلے میں نہیں رہتے نہ ان کو مسجد کے انتظامات کا اختیار حاصل ہے یا بقول امام ابو یوسف رح کے دوسری جماعت اس ہیئت سے نہ ادا کی جائے جس ہیئت سے پہلی جماعت ادا کی گئی ہو جس جگہ پہلی جماعت کا امام کھڑا ہوا تھا دوسری جماعت کا امام وہاں سے ہٹ کر کھڑا ہو تو ہیئت بدل جائے گی اور جماعت مکروہ نہ ہوگی۔ **تنبیہ** ہر چند کہ بعض لوگوں کا عمل امام ابو یوسف رح کے قول پر ہے لیکن امام صاحب رح کا قول دلیل سے بھی قوی ہے اور اس وقت دینیات میں اور خصوصاً امر جماعت میں جو سستی اور تکاسل ہو رہا ہے اس کا مقتضا بھی یہی ہے کہ باوجود تبدل ہیئت کراہت پر فتوی دیا جاوے ورنہ لوگ قصداً جماعت اولی کو ترک کریں گے کہ ہم اپنی دوسری کریں گے۔

مقتدی اور امام کے متعلق مسائل

مسئلہ [1] مقتدیوں کو چاہئے کہ تمام حاضرین میں امامت کے لائق جس میں اچھے اوصاف زیادہ ہوں اسی کو امام بنا دیں اور اگر کئی شخص ایسے ہوں جو امامت کی لیاقت میں برابر ہوں تو غلبہ رائے پر عمل کریں یعنی جس شخص کی طرف زیادہ لوگوں کی رائے ہو اس کو امام بنا دیں اگر کسی ایسے شخص کے ہوتے ہوئے جو امامت کے زیادہ لائق ہے کسی ایسے شخص کو امام کر دیں گے جو اس سے کم لیاقت رکھتا ہے تو ترک سنت کی خرابی میں مبتلا ہوں گے۔

مسئلہ [2] سب سے زیادہ استحقاق امامت اس شخص کو ہے جو نماز کے مسائل خوب جانتا ہو بشرطیکہ ظاہراً اس میں کوئی فسق وغیرہ کی بات نہ ہو اور جس قدر قرات مسنون ہے اسے یاد ہو اور قرآن صحیح پڑھتا ہو پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ عمر رکھتا ہو پھر وہ شخص جو سب میں زیادہ خلیق ہو پھر وہ شخص جو سب میں زیادہ خوبصورت ہو پھر وہ شخص جو سب میں زیادہ

[1] فان اجتمعت صفة الجمال فی رجلین یقرع بینھما او الخیار الی القوم ۱۲ عالمگیری فان اختلفوا فالعبرة بما اختاره الاکثر فان قدموا غیر الاولی فقد اساءوا ۱۲ نور الایضاح ص۳۴

[2] اولی بالامامة اعلمھم باحکام الصلوة ھذا اذا علم من القرأة قدر ما تقوم به سنة القرأة ولم یطعن فی دینه ویجتنب الفواحش الظاھرة فان تساووا فاقرأھم فان تساووا فاورعھم فان تساووا فاسنھم فان کانوا سواء فی السن فاحسنھم خلقا فان کانوا سواء فاصبحھم فان کانوا سواء فاصبحھم وجھا فان استووا فی الحسن فاشرفھم نسبا ۱۲ عالمگیری ص۸۳ج۱ وفی درالمختار (ابیح الزیادت) ثم الاحسن صوتا ثم الانظف ثوبا ثم الاکبر راسا والاصغر عضوا ثم المقیم علی المسافر ثم الحر الاصلی علی العتیق ثم المتیمم عن حدث علی المتیمم عن جنابة ۱۲ درمختار وفی منیة المصلی المتیمم من الجنابة اولی من المتیمم عن الحدث ۱۲ عالمگیری ص۸۳ج۱

شریف ہو پھر وہ جس کی آواز سب سے عمدہ ہو پھر وہ شخص جو عمدہ لباس پہنے ہو پھر وہ شخص جس کا سر سب سے بڑا ہو مگر تناسب کے ساتھ پھر وہ شخص جو مقیم ہو بہ نسبت مسافروں کے پھر وہ شخص جو اصلی آزاد ہو پھر وہ شخص جس نے حدث اصغر سے تیمم کیا ہو بہ نسبت اس کے جس نے حدث اکبر سے تیمم کیا ہو اور بعض کے نزدیک حدث اکبر سے تیمم کرنیوالا مقدم ہے۔ اور جس[۲] شخص میں دو وصف پائے جائیں وہ زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اس کے جس میں ایک ہی وصف پایا جاتا ہو مثلاً وہ شخص جو نماز کے مسائل بھی جانتا ہو اور قرآن مجید بھی اچھا پڑھتا ہو زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اسکے جو صرف نماز کے مسائل جانتا ہو اور قرآن مجید اچھا نہ پڑھتا ہو۔ **مسئلہ ۳** اگر کسی[۳] کے گھر میں جماعت کی جائے تو صاحب خانہ امامت کیلئے زیادہ مستحق ہے اسکے بعد وہ شخص جسکو وہ امام بنا دے۔ ہاں اگر صاحب خانہ بالکل جاہل ہو اور دوسرے لوگ مسائل سے واقف ہوں تو پھر انھیں استحقاق ہوگا۔ **مسئلہ ۴** جس مسجد[۴] میں کوئی امام مقرر ہو اس مسجد میں اس کے ہوتے ہوئے دوسرے کو امامت کا استحقاق نہیں۔ ہاں اگر وہ کسی دوسرے کو امام بنا دے تو پھر مضائقہ نہیں۔ **مسئلہ ۵** قاضی[۴] یعنی حاکم شرع یا بادشاہ اسلام کے ہوتے ہوئے دوسرے کو امامت کا استحقاق نہیں۔ **مسئلہ ۶** بے رضامندی[۵] قوم کے امامت کرنا مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر وہ شخص سب سے زیادہ استحقاق امامت رکھتا ہو یعنی امامت کے اوصاف اس کے برابر کسی میں نہ پائے جاویں تو پھر اس کے اوپر کچھ کراہت نہیں بلکہ جو اسکی امامت پر ناراض ہو وہی غلطی پر ہے۔ **مسئلہ** فاسق اور بدعتی کا امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں اگر خدانخواستہ ایسے لوگوں کے سوا کوئی دوسرا شخص وہاں موجود نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں اسی طرح اگر بدعتی اور فاسق زوردار ہوں کہ انکے معزول کرنے پر قدرت نہ ہو یا فتنہ عظیم برپا ہوتا ہو تو بھی مقتدیوں پر کراہت نہیں۔ **مسئلہ** غلام[۷] کا یعنی جو فقہ کے قاعدے سے غلام ہو وہ نہیں جو قحط وغیرہ میں خرید لیا جاوے اس کا امام بنانا اگرچہ وہ آزاد شدہ ہو اور گنوار یعنی گاؤں کے رہنے والے کا اور نابینا کا جو پاکی یا ناپاکی کی احتیاط نہ رکھتا ہو یا ایسے شخص کا جسے رات کو کم نظر آتا ہو اور ولد الزنا یعنی حرامی کا امام بنانا مکروہ تنزیہی ہے۔ ہاں اگر یہ لوگ صاحب علم و فضل ہوں اور لوگوں کو ان کا امام بنانا ناگوار نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں۔ اسیطرح کسی الیسے حسین نوجوان کو امام بنانا جس کی ڈاڑھی نہ نکلی ہو اور بے عقل کو امام بنانا مکروہ تنزیہی ہے۔

[۱] رجلان فی الفقہ والصلاح سواء الا ان احدہما اقرا فقدم اہل المسجد غیر الاقرأ فقد اساءوا ۱۲ عالمگیری ص۸۳
[۲] جماعۃ فی دار اضیاف فصاحب الدار اولی بان یتقدم الا ان یکون معہ ذو سلطان او قاضی فان قدم المالک واحدا منہم بعلمہ وکبرہ فہو افضل ۱۲ عالمگیری ص۸۳
[۳] و[۴] واعلم ان صاحب البیت ومثلہ امام المسجد الراتب اولی بالامامۃ من غیرہ مطلقا الا ان یکون معہ سلطان او قاض فیقدم علیہ لعموم ولایتہما حتی علی رب المنزل والراتب و صرح الحدادی بتقدیم الوالی علی الراتب ۱۲ د طحطاوی ص۱۶۳ [۵] رجل ام قوما وہم لہ کارہون ان کانت الکراہۃ لفساد فیہ او لانہم احق بالامامۃ یکرہ لہ ذلک وان کان ہو احق بالامامۃ لا یکرہ ۱۲ د عالمگیری ص۸۵ [۶] و [۷] ویکرہ امامۃ العبد والاعمی والاعرابی وولد الزنا الجاہل والفاسق والمبتدع ۱۲ نور ص۸۲ و یکرہ تنزیہا امامۃ عبد ولو معتقا واعرابی والاعرابی من یسکن البادیۃ عربیا کان او عجمیا واما من یسکن المدن فہو عربی وفاسق واعمی ونحوہ الاعمش وہو سیئ البصر لیلا ونہارا الا ان یکون ای غیر الفاسق اعلم القوم فہو اولی ہذا ان وجد غیرہم والا فلا کراہۃ وکذا اکرہ خلف امرد (ولو غیر صبیح) وسفیہ وہو الذی لا یحسن التصرف علی مقتضی الشرع والعقل ۱۲ در طحطاوی ص۱۶۳

مسئلہ ۹ نماز کے فرائض اور واجبات میں تمام مقتدیوں کو امام کی موافقت کرنا واجب ہے
ہاں سنن وغیرہ میں موافقت کرنا واجب نہیں پس اگر امام شافعی المذہب ہو اور رکوع میں جاتے
وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھوں کو اٹھائے تو حنفی مقتدی کو ہاتھوں کا اٹھانا ضروری
نہیں اس لئے کہ ہاتھوں کا اٹھانا ان کے نزدیک بھی سنت ہے اسی طرح فجر کی نماز میں شافعی
مذہب قنوت پڑھیگا تو حنفی مقتدیوں کو ضروری نہیں ہاں وتر میں البتہ چونکہ قنوت پڑھنا واجب
ہے لہذا اگر شافعی امام اپنے مذہب کے موافق بعد رکوع کے پڑھے تو حنفی مقتدیوں کو بھی بعد
رکوع کے پڑھنا چاہئے۔ مسئلہ ۱۰ امام کو نماز میں زیادہ بڑی بڑی سورتیں پڑھنا
جو مقدار مسنون سے بھی زیادہ ہوں یا رکوع سجدے وغیرہ میں بہت زیادہ دیر تک رہنا
مکروہ تحریمی ہے بلکہ امام کو چاہئے کہ اپنے مقتدیوں کی حاجت اور ضرورت اور ضعف وغیرہ کا
خیال رکھے جو سب میں زیادہ صاحب ضرورت ہو اسکی رعایت کرکے قرأت وغیرہ کرے۔
بلکہ زیادہ ضرورت کے وقت مقدار مسنون سے بھی کم قرأت کرنا بہتر ہے تاکہ لوگوں کا حرج
نہو جو قلت جماعت کا سبب ہو جائے۔ مسئلہ ۱۱ اگر ایک ہی مقتدی ہو اور وہ مرد ہو یا
نابالغ لڑکا تو اس کو امام کے داہنی جانب امام کے برابر یا کچھ پیچھے ہٹ کر کھڑا ہونا چاہئے اگر بائیں
جانب یا امام کے پیچھے کھڑا ہو تو مکروہ ہے۔ مسئلہ ۱۲ اور اگر ایک سے زیادہ مقتدی ہوں
تو انکو امام کے پیچھے صف باندھکر کھڑا ہونا چاہئے اگر امام کے داہنے بائیں جانب کھڑے ہوں
اور دو ہوں تو مکروہ تنزیہی ہے اور اگر دو سے زیادہ ہوں تو مکروہ تحریمی ہے اسلئے کہ جب دو
سے زیادہ مقتدی ہوں تو امام کا آگے کھڑا ہونا واجب ہے۔ مسئلہ ۱۳ اگر نماز شروع کرتے
وقت ایک ہی مرد مقتدی تھا اور وہ امام کے داہنی جانب کھڑا ہوا اسکے بعد اور مقتدی آگئے
تو پہلے مقتدی کو چاہئے کہ پیچھے ہٹ آئے تاکہ سب مقتدی ملکر امام کے پیچھے کھڑے ہوں
اگر وہ نہ ہٹے تو ان مقتدیوں کو چاہئے کہ اسکو کھینچ لیں اور اگر نادانستگی سے وہ مقتدی امام کے
داہنے یا بائیں جانب کھڑے ہو جائیں پہلے مقتدی کو پیچھے نہ ہٹائیں تو امام کو چاہئے کہ وہ آگے
بڑھ جائے تاکہ وہ مقتدی سب مل جائیں اور امام کے پیچھے ہو جائیں اسیطرح اگر پیچھے ہٹنے
کی جگہ نہو تب بھی امام ہی کو چاہئے کہ آگے بڑھ جائے لیکن اگر مقتدی مسائل سے ناواقف ہو
جیسا ہمارے زمانہ میں غالب ہے تو اسکو ہٹانا مناسب نہیں کبھی کوئی ایسی حرکت نہ کر بیٹھے جس
سے نماز ہی غارت ہو۔ مسئلہ ۱۴ اگر مقتدی عورت ہو یا نابالغ لڑکی تو اسکو چاہئے

لہ انہ تجب المتابعۃ للامام فی الواجبات فعلا وکذا ترکا ان لزم من فعلہ مخالفۃ الامام فی الفعل وانہ لا تجب المتابعۃ فی السنن فعلا وکذا ترکا فلا یتابعہ فی ترک رفع الیدین فی التحریمۃ والثناء وتکبیر الرکوع والسجود وتسبیح فیہما والتسمیع وکذا لا یتابعہ فی ترک الواجب القولی بخلاف القنوت وتکبیرات العیدین اذ یلزم من فعلہا المخالفۃ فی الفعل وہو القیام مع رکوع الامام ۱۲ رد المختار مختصرا صفحہ ۱۹۰ ج ۱

لہ وینبغی للامام ان لا یطول بہم الصلاۃ بعد القدر المسنون وینبغی لہ ان یراعی حال الجماعۃ ۱۲ عالمگیری صفحہ ۵۱ ج ۱

لہ واذا کان مع الامام رجل واحد او صبی یعقل الصلاۃ قام عن یمینہ ولا یتاخر عن الامام ولو وقف علی یسارہ جاز وقد اساء ولو وقف خلفہ جاز واختلف المشائخ فیہ قال بعضہم یکرہ ہو الصحیح ۱۲ عالمگیری صفحہ ۸۶ ج ۱

لہ واذا کان معہ اثنان قاما خلفہ وکذلک اذا کان احدہما صبیا ۱۲ عالمگیری صفحہ ۸۶ ج ۱

لہ ولو اقتدی واحد بآخر فجاء ثالث یجذب المقتدی بعد التکبیر ولو جذبہ قبل التکبیر لا یضرہ وقیل یتقدم الامام وینبغی للمقتدی التاخیر اذا جاء ثالث فان تاخر والا جذبہ الثالث ان لم یخش افساد صلاۃ ۱۲ رد المختار صفحہ ۵۹۳ ج ۱

لہ بخلاف المراۃ الواحدۃ فانہا تتاخر مطلقا کالمتعددات ۱۲ رد المختار صفحہ ۵۹۵ ج ۱

کہ امام کے پیچھے کھڑی ہو خواہ ایک ہو یا ایک سے زائد۔ **مسئلہ ۱۵** اگر مقتدیوں میں مختلف قسم کے لوگ ہوں کچھ مرد کچھ عورت کچھ نابالغ تو امام کو چاہیے کہ اس ترتیب سے اُن کی صفیں قائم کرے پہلے مردوں کی صفیں پھر نابالغ لڑکوں کی پھر بالغ عورتوں کی پھر نابالغ لڑکیوں کی۔ **مسئلہ ۱۶** امام کو چاہیے کہ صفیں سیدھی کرلے یعنے صف میں لوگوں کو آگے پیچھے ہونے سے منع کرے سب کو برابر کھڑے ہونے کا حکم دے صف میں ایک کو دوسرے سے ملکر کھڑا ہونا چاہیے درمیان میں خالی جگہ نہ رہنا چاہیے۔ **مسئلہ ۱۷** تنہا ایک شخص کا صف کے پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے بلکہ ایسی حالت میں چاہیے کہ اگلی صف سے کسی آدمی کو کھینچکر اپنے ہمراہ کھڑا کرلے لیکن کھینچنے میں اگر احتمال ہو کہ وہ اپنی نماز خراب کرلیگا یا بُرا مانیگا تو جانے دے **مسئلہ ۱۸** پہلی صف میں جگہ ہوتے ہوئے دوسری صف میں کھڑا ہونا مکروہ ہے ہاں جب صف پوری ہو جائے تب دوسری صف میں کھڑا ہونا چاہیے۔ **مسئلہ ۱۹** مرد کو صرف عورتوں کی امامت کرنا ایسی جگہ مکروہ تحریمی ہے جہاں کوئی مرد نہ ہو نہ کوئی محرم عورت مثل اس کی زوجہ یا ماں بہن وغیرہ کے موجود ہو ہاں اگر کوئی مرد یا محرم عورت موجود تو پھر مکروہ نہیں **مسئلہ ۲۰** اگر کوئی شخص تنہا فجر یا مغرب یا عشاء کا فرض آہستہ آواز سے پڑھ رہا ہو اسی اثناء میں کوئی شخص اسکی اقتداء کرے تو اس میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ یہ شخص دل میں (دونمازوں میں) قصد کرلے کہ میں اب امام بنتا ہوں تاکہ نماز جماعت سے ہو جاوے، دوسری صورت یہ کہ یہ قصد نہ کرے بلکہ بدستور اپنے کو یہی سمجھے کہ گو یہ میرے پیچھے آکھڑا ہوا لیکن میں امام نہیں بنتا بلکہ بدستور تنہا پڑھتا ہوں پس پہلی صورت میں تو اس پر اسی جگہ سے بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے پس اگر سورہ فاتحہ یا کسی قدر دوسری سورت بھی آہستہ آواز سے پڑھ چکا ہو تو اسکو چاہیے کہ اسی جگہ سے بقیہ فاتحہ اور بقیہ سورت کو بلند آواز سے پڑھے اسلئے کہ امام کو فجر، مغرب، عشاء کے وقت بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے اور دوسری صورت میں بلند آواز سے پڑھنا واجب نہیں، اور اس مقتدی کی نماز بھی درست رہیگی کیونکہ صحت صلوۃ مقتدی کے لئے امام کا نیت امامت کرنا ضروری نہیں، **مسئلہ ۲۱** امام کو اور ایسا ہی منفرد کو جبکہ وہ گھر یا میدان میں نماز پڑھتا ہو مستحب ہے کہ اپنی ابرو کے سامنے خواہ داہنی جانب یا بائیں جانب کوئی ایسی چیز کھڑی کرلے جو ایک ہاتھ یا اس سے زیادہ اونچی اور ایک انگلی کے برابر موٹی ہو ہاں اگر مسجد میں نماز پڑھتا

ھو یصف الرجال ثم الصبیان ثم الخناثی ثم النساء ۱۲ نور الایضاح و مراقی ص ۱۶۵ وینبغی للقوم اذا قاموا الی الصلاۃ ان یتراصوا ویسدوا الخلل ویسووا بین مناکبھم فی الصفوف ولا باس ان یامرھم الامام بذلک ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۵۳ دیکھو للمقتدی ان یقوم خلف الصف وحدہ الا اذا لم یجد فی الصف فرجۃ یمکنہ القیام فیھا وقیل یجذب واحدا من الصف الی نفسہ فیقف بجنبہ والاصح روی ھشام عن محمد انہ ینتظر الی الرکوع فان جاء رجل والا جذب الیہ رجلا یعنی نفسہ والقیام وحدہ اولی فی زماننا لغلبۃ الجھل علی العوام فاذا جرہ یفسد صلاتہ ۱۲ غنیہ ص ۵۵ ولو صلی علی رفوف المسجد ان وجد فی صحنہ مکانا کرہ کقیامہ فی صف فانہ مکروہ خلف صف فیہ فرجۃ ۱۲ در وطحطاوی ج ۱ ص ۲۴۶ دیکھو صفحہ ۴۴ کا حاشیہ ۵ پر ۲ ص ۵ یجہر الامام وجوبا بحسب الجماعۃ فان زاد علیہ اساء و لو ائتم بہ بعد الفاتحۃ او بعضھا سرا اعاد ہا جہرا وجوبا لانہ حکم الامام فی الصلاۃ الجہریۃ لکن فی آخر شرح المنیۃ ائتم بہ بعد الفاتحۃ یجہر بالسورۃ ان قصد الامامۃ والا فلا یلزمہ الجہر فی الفجر العشائین ادا ر وقضاء ۱۲ در وطحطاوی ج ۱ ص ۲۳۵ وینبغی لمن یصلی فی الصحراء ان یتخذ امامہ سترۃ و مقدارہا ذراع فصاعدا وقیل ان یکون فی غلظ الاصابع و یجعل السترۃ علی حاجبہ الایمن او علی الایسر وکذا الاثر ولا باس بترک السترۃ اذا امن المرور ولم یواجہ الطریق وسترۃ الامام سترۃ القوم ۱۲ ہدایہ ص ۹۵ ج ۱

ہو یا ایسے مقام میں جہاں لوگوں کا نماز کے سامنے سے گذر نہ ہوتا ہو تو اسکی کچھ ضرورت نہیں اور امام کا سترہ تمام مقتدیوں کی طرف سے کافی ہے بعد سُترہ قائم ہو جانے کے سُترہ کے آگے سے نکل جانے میں کچھ گناہ نہیں لیکن اگر سُترہ کے اندر کوئی شخص نکلے گا تو وہ گنہگار ہوگا۔

مسئلہ ۲۲ لاحق وہ مقتدی ہے جسکی کچھ رکعتیں یا سب رکعتیں بعد شریک جماعت ہونے کے جاتی رہیں خواہ بعذر مثلاً نماز میں سو جائے اور اس درمیان میں کوئی رکعت وغیرہ جاتی رہی یا لوگوں کی کثرت سے رکوع سجدے وغیرہ نہ کر سکے یا وضو ٹوٹ جائے اور وضو کرنیکیلئے اور اس درمیان میں اسکی رکعتیں جاتی رہیں نماز خوف میں پہلا گروہ لاحق ہے اسیطرح جو مقیم مسافر کی اقتدا کرے اور مسافر قصر کرے تو وہ مقیم بعد امام کے نماز ختم کرنیکے لاحق ہے یا بے عذر جاتی رہیں مثلاً امام سے پہلے کسی رکعت کا رکوع سجدہ کر لے اور اس وجہ سے یہ رکعت اسکی کالعدم سمجھی جائے تو اس رکعت کے اعتبار سے وہ لاحق سمجھا جائیگا۔ پس لاحق کو واجب ہے کہ پہلے اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جو اسکی جاتی رہی ہیں بعد ان کے ادا کرنے کے اگر جماعت باقی ہو تو شریک ہو جائے ورنہ باقی نماز بھی پڑھ لے **مسئلہ ۲۳** لاحق اپنی گئی ہوئی رکعتوں میں بھی مقتدی سمجھا جائیگا یعنے جیسے مقتدی قرأت نہیں کرتا ویسے ہی لاحق بھی قرأت نکرے بلکہ سکوت کئے ہوئے کھڑا رہے اور جیسے مقتدی کو اگر سہو ہو جائے تو سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں ہوتی ویسے ہی لاحق کو بھی

مسئلہ ۲۴ مسبوق یعنے جسکی ایک دو رکعت رہ گئی ہو اسکو چاہئے کہ پہلے امام کیساتھ شریک ہو کر جسقدر نماز باقی ہو جماعت سے ادا کرے بعد امام کی نماز ختم ہونیکے کھڑا ہو جائے اور اپنی گئی رکعتوں کو ادا کرے **مسئلہ ۲۵** مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتیں منفرد کی طرح قرارت کے ساتھ ادا کرنا چاہئے اور اگر ان رکعتوں میں کوئی سہو ہو جائے تو اسکو سجدۂ سہو بھی کرنا ضروری ہے۔ **مسئلہ ۲۶** مسبوق اپنی گئی ہوئی رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرنا چاہئے کہ پہلے قرأت والی پھر بے قرأت کی اور جو رکعتیں امام کے ساتھ پڑھ چکا ہے اُن کے حساب سے قعدہ کرے یعنے ان رکعتوں کے حساب سے جو دوسری ہو اس میں پہلا قعدہ کرے اور جو تیسری رکعت ہو اور نماز تین رکعت والی ہو تو اس میں اخیر قعدہ کرے وعلی ہذا القیاس۔ **مثال** ظہر کی نماز میں تین رکعت ہو جانے کے بعد کوئی شخص شریک ہو اسکو چاہئے کہ بعد امام کے سلام پھیر دینے کے کھڑا ہو جائے اور گئی ہوئی تین رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ سورت

حاشیہ: اللاحق ہو الذی ادرک اولہا وفاتہ الباقی لنوم او حدث ایقی قائما لفزنام ہو الطائفة الاولی فی صلاة الخوف کانہ خلف الامام لا یقرأ ولا یسجد للسہو اللاحق اذا عاد بعد الوضوء وینبغی الان یشتغل اولا بقضاء ما سبقہ الامام بغیر قرأة یقوم مقدار قیام الامام ورکوعہ وسجودہ ولو زاد او نقص فلا یضرہ ۱۲ عالمگیری ج ۱ ملخص مسئلہ ۲۳ کا حاشیہ پر دیکھو حاشیہ ۲۲ و ۲۴ و ۲۵ المسبوق من لم یدرک الرکعة الاولی مع الامام وانہ منفرد فیما یقضی فاذا قام الی قضاء ما سبق یاتی بالثناء ویتعوذ للقرأة ویصلی اولا لہا مع الامام ثم یقضی ما سبق وانہ یقضی اول صلاتہ فی حق القرأة وآخرہا فی حق التشہد حتی لو ادرک رکعة من المغرب قضی رکعتین وفصل بقعدة فیکون بثلث قعدات وقرأ فی کل فاتحہ وسورة ولو ادرک رکعة من الرباعیة فعلیہ ان یقضی رکعة یقرأ فیہا الفاتحة والسورة ویتشہد ویقضی رکعة اخری کذلک ولا یتشہد وفی الثالثة بالخیار والقرأة افضل ولو ادرک رکعتین قضی رکعتین بقرأة وانہ لو قام الی قضاء ما سبق بہ وعلی الامام سجدتا سہو قبل ان یدخل معہ کان علیہ ان یعود فیسجد معہ ۱۲ عالمگیری ج ۱

ملا اگر رکوع سجدہ کر کے پہلا قعدہ کرے اسلئے کہ یہ رکعت اس ملی ہوئی رکعت کے حساب سے دوسری ہے پھر دوسری رکعت میں بھی سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت ملائے اور اس کے بعد قعدہ نہ کرے اس لئے کہ یہ رکعت اس ملی ہوئی رکعت کے حساب سے تیسری ہے پھر تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورۃ نہ ملائے کیونکہ یہ رکعت قرأت کی نہ تھی اور اس میں قعدہ کرے کہ یہ قعدہ اخیرہ ہے **مسئلہ ۲۷** اگر کوئی شخص لاحق بھی ہو اور مسبوق بھی مثلاً کچھ رکعتیں ہو جانیکے بعد شریک ہوا ہو اور بعد شرکت کے پھر کچھ رکعتیں اسکی چلی جائیں تو اس کو چاہیے کہ پہلے اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جو بعد شرکت کے گئی ہیں جن میں وہ لاحق ہے مگر ان کے ادا کرنے میں اپنے کو ایسا سمجھے جیسا وہ امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے یعنی قرأت نہ کرے اور امام کی ترتیب کا لحاظ رکھے اس کے بعد اگر جماعت باقی ہو تو اس میں شریک ہو جاوے ورنہ باقی نماز بھی پڑھ لے بعد اس کے اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جن میں مسبوق ہے۔ **مثال** عصر کی نماز میں ایک رکعت ہو جانے کے بعد کوئی شخص شریک ہوا اور شریک ہونے کے بعد ہی اسکا وضو ٹوٹ گیا اور وضو کرنے گیا اس درمیان میں نماز ختم ہو گئی تو اسکو چاہیے کہ پہلے ان تینوں رکعتوں کو ادا کرے جو بعد شریک ہونے کے گئی ہیں پھر اس رکعت جو اس کے شریک ہونے سے پہلے ہو چکی تھی اور ان تینوں رکعتوں کو مقتدی کیطرح ادا کرے یعنی قرأت نکرے اور ان تین کی پہلی رکعت میں قعدہ کرے اسلئے کہ یہ امام کی دوسری رکعت ہے اور امام نے اس میں قعدہ کیا تھا۔ پھر دوسری رکعت میں قعدہ نہ کرے اسلئے کہ یہ امام کی تیسری رکعت ہے پھر تیسری رکعت میں قعدہ کرے اسلئے کہ یہ امام کی چوتھی رکعت ہے اور اس رکعت میں امام نے قعدہ کیا تھا پھر اس رکعت کو ادا کرے جو اس کے شریک ہونے سے پہلے ہو چکی تھی اور اس میں بھی قعدہ کرے اسلئے کہ یہ اسکی چوتھی رکعت ہے اور اس رکعت میں اسکو قرأت بھی کرنا ہوگی اسلئے کہ اس رکعت میں وہ مسبوق ہے اور مسبوق اپنی گئی ہوئی رکعتوں کے ادا کرنے میں منفرد کا حکم رکھتا ہے۔ **مسئلہ ۲۸** مقتدیوں کو ہر رکن کا امام کے ساتھ ہی بلا تاخیر ادا کرنا سنت ہے تحریمہ بھی امام کے ساتھ کریں رکوع بھی امام کے ساتھ قومہ بھی اس کے قومے کیساتھ سجدہ بھی اسکے سجدے کیساتھ۔ غرضکہ ہر فعل اسکے ہر فعل کیساتھ ہاں اگر قعدہ اولیٰ میں امام قبل اس کے کھڑا ہو جائے کہ مقتدی التحیات ختم کریں تو مقتدی کو چاہیے کہ التحیات تمام کر کے کھڑے ہوں اسیطرح قعدۂ اخیرہ میں اگر امام قبل اسکے کہ مقتدی التحیات تمام کریں سلام پھیر دے تو مقتدیوں کو چاہیے کہ التحیات تمام کر کے سلام پھیریں۔

ملہ رجل سبق برکعة فی صلوٰة ہی من ذوات الاربع ونام خلف الامام فی الثلاث الباقیة ثم انتبہ یاتی بالباقیة فی حال نومہ ولا یقرأ فیہا ثم یقعد متابعة للامام ثم یقوم ویصلی رکعة بقراءة ویقعد ویتم صلاتہ ۱۲ عالمگیری ج۱ ص۹۳ ملہ فالحاصل ان متابعة الامام فی الفرائض والواجبات من غیر تاخیر واجب فان عارضہا واجب لا ینبغی ان یفوت ذلک الواجب بل یاتی بہ ثم یتابع کما لو قام الی الثالثة قبل ان یتم المقتدی التشہد فانہ یتم ثم یقوم لان التشہد واجب بخلاف ما اذا عارضہا سنة کما لو رفع الامام راسہ من الرکوع او السجود قبل تسبیح المقتدی ثلثا فالصحیح انہ یتابع الامام ۱۲ غنیة ملک ملہ اگرچہ مقدار تشہد پڑھنے سے امام کے رکوع میں چلے جانیکا خوف ہو اور اگر ایسا ہو بھی جائے تو اسکو چاہیے کہ التحیات پڑھکر تین تسبیح کی مقدار قیام کرے اسکے بعد رکوع کرے علی ہذا الترتیب کرتا رہے یہانتک کہ امام کو جا کر ملا اور ایسا کرنا اقتدا کے خلاف نہیں ہوگا اقتدا کے خلاف تو جب ہوتا کہ امام کے آگے آگے ارکان کو ادا کرتا امام کے ساتھ رہنا اور پیچھے پیچھے چلنا دونوں اقتدا میں داخل ہے ۱۲ محشی

ہاں رکوع سجدہ وغیرہ میں اگر مقتدیوں نے تسبیح نہ پڑھی ہو تو بھی امام کے ساتھ ہی کھڑا ہونا چاہیئے

جماعت میں شامل ہونے نہ ہونیکے مسائل

مسئلہ اگر کوئی شخص[۱] اپنے محلے یا مکان کے قریب مسجد میں ایسے وقت پہنچا کہ وہاں جماعت ہو چکی ہو تو اسکو مستحب ہے کہ دوسری مسجد میں بتلاش جماعت جائے اور یہ بھی اختیار ہے کہ اپنے گھر میں واپس آکر گھر کے آدمیوں کو جمع کر کے جماعت کرے۔ **مسئلہ**[۲]۔ اگر کوئی شخص اپنے گھر میں فرض نماز تنہا پڑھ چکا ہو اسنے دیکھا کہ وہی فرض جماعت سے ہو رہا ہے تو اسکو چاہیئے کہ جماعت میں شریک ہو جائے بشرطیکہ ظہر عشاء کا وقت ہو اور فجر، عصر، مغرب کے وقت شریک جماعت نہ ہو اس لئے کہ فجر، عصر کی نماز کے بعد نفل نماز مکروہ ہے۔ اور مغرب کے وقت اس لئے کہ یہ دوسری نماز نفل ہوگی اور نفل میں تین رکعت منقول نہیں۔ **مسئلہ** اگر کوئی[۳] شخص فرض نماز شروع کر چکا ہو اور اسی حالت میں فرض جماعت سے ہونے لگے تو اگر وہ فرض دو رکعت والا ہے جیسی فجر کی نماز تو اسکا حکم یہ ہے کہ اگر پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو اس نماز کو قطع کر دے اور جماعت میں شامل ہو جاوے اور اگر پہلی رکعت کا سجدہ کر لیا ہو اور دوسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو بھی قطع اور جماعت میں شامل ہو جاوے اور اگر دوسری رکعت کا سجدہ کر لیا ہو تو دونوں رکعت پوری کر لے اور اگر وہ فرض تین رکعت والا ہو جیسے مغرب تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر دوسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو قطع کر دے اور اگر دوسری رکعت کا سجد کر لیا ہو تو اپنی نماز کو پوری کر لے اور بعد میں جماعت کے اندر شریک نہ ہو کیونکہ نفل تین رکعت کے ساتھ جائز نہیں اور اگر وہ فرض چار رکعت والا ہو جیسے ظہر، عصر و عشا تو اگر پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو قطع کر دے اور اگر سجدہ کر لیا ہو تو دو رکعت پر التحیات وغیرہ پڑھکر سلام پھیر دے اور جماعت میں مل جاوے اور اگر تیسری رکعت شروع کر دی ہو اور اسکا سجدہ نہ کیا ہو تو قطع کر دے اور اگر سجدہ کر لیا ہو تو پوری کر لے اور جن صورتوں میں نماز پوری کر لی جاوے ان میں سے مغرب اور فجر اور عصر میں تو دوبارہ شریک جماعت نہ ہو اور ظہر اور عشاء میں شریک ہو جاوے اور جن صورتوں میں قطع کرنا ہو کھڑے کھڑے ایک

[۱] واذا فاتتہ الجماعۃ لا یجب علیہ الطلب فی مسجد آخر بلا خلاف بین اصحابنا لکن ان اتی مسجدا آخر لیصلی بہم مع الجماعۃ فحسن وذکر القدوری انہ یجمع فی اہلہ ویصلی بہم و ذکر شمس الائمۃ الاولی فی زماننا اذا لم یدخل مسجد حیہ ان یتبع الجماعات وان دخل یصلی فیہ ۱۲ عالمگیری ج۱ ص۔۔

[۲] ومن دخل مسجدا قد اذن فیہ یکرہ لہ ان یخرج حتی یصلی وان کان قد صلی وکانت الظہر او العشاء فلا باس بان یخرج لانہ اجاب داعی اللہ مرۃ الا اذا اخذ المؤذن فی الاقامۃ لانہ یتہم بمخالفۃ الجماعۃ عیانا وان کانت العصر او المغرب او الفجر خرج وان اخذ المؤذن فیہا لکراہیۃ التنفل بعدہا ۱۲ ہدایہ ج۱ ص۱۳۰

[۳] ومن صلی رکعۃ من الظہر ثم اقیمت یصلی اخری ثم یدخل مع القوم وان لم یقید الاولی بالسجدۃ یقطع ویشرع مع الامام ہو الصحیح بخلاف ما اذا کان فی التنفل ولو کان فی السنۃ قبل الظہر والجمعۃ فاقیم او خطب یقطع علی راس الرکعتین یروی ذلک عن ابی یوسف ؒ وقد قیل یتمہا وان کان قد صلی ثلثا من الظہر یتمہا بخلاف ما اذا کان فی الثالثۃ بعد ولم یقیدہا بالسجدۃ حیث یقطعہا ویتخیر ان شاء عاد فقعد وسلم وان شاء کبر قائما ینوی الدخول فی صلوۃ الامام واذا اتمہا یدخل مع القوم والذی یصلی معہم نافلۃ لان الفرض لا یتکرر فی وقت واحد فان صلی من الفجر رکعۃ ثم اقیمت یقطع ویدخل معہم وکذا اذا قام الی الثانیۃ قبل ان یقیدہا بالسجدۃ وبعد ما اتم لا یشرع فی صلوۃ الامام لکراہیۃ التنفل بعدہ وکذا بعد المغرب فی ظاہر الروایۃ لان التنفل بالثلث مکروہ وفی جعلہا اربعا مخالفۃ لامامہ ۱۲ ہدایہ ج۱ صفحہ ۱۳۱

سلام پھیر دے۔ **مسئلہ** اگر کوئی شخص نفل نماز شروع کرچکا ہو اور فرض جماعت سے ہونے
لگے تو نفل نماز کو نہ توڑے بلکہ اسکو چاہئے کہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے اگرچہ چار رکعت کی نیت
کی ہو۔ **مسئلہ**[۵] ظہر اور جمعہ کی سنت مؤکدہ اگر شروع کر چکا ہو اور فرض ہونے لگے تو ظاہر
مذہب یہ ہے کہ دو رکعت پر سلام پھیر کر شریک جماعت ہو جائے اور بہت سے فقہاء کے نزدیک
راجح یہ ہے کہ چار رکعت پوری کرلے اور اگر تیسری رکعت شروع کر دی تو اب چار کا پورا کرنا
ضروری ہے۔ **مسئلہ**[۶] اگر فرض نماز ہو رہی ہو تو پھر سنت وغیرہ نہ شروع کی جائے۔
بشرطیکہ کسی رکعت کے چلے جانے کا خوف ہو ہاں اگر یقین یا گمان غالب ہو کہ کوئی رکعت نہ جائے
پائیگی تو پڑھ لے۔ مثلاً ظہر کے وقت جب فرض شروع ہو جائے اور خوف ہو کہ سنت پڑھنے سے
کوئی رکعت جاتی رہیگی تو پھر سنتیں مؤکدہ جو فرض سے پہلے پڑھی جاتی ہیں چھوڑ دے پھر ظہر اور
جمعہ میں بعد فرض کے بہتر یہ ہے کہ بعد والی سنت مؤکدہ اول پڑھکر ان سنتوں کو پڑھ لے
مگر فجر کی سنتیں چونکہ زیادہ مؤکد ہیں لہذا ان کیلئے یہ حکم ہے کہ اگر فرض شروع ہو چکا ہو تب بھی
ادا کر لی جائیں بشرطیکہ ایک رکعت مل جانے کی امید ہو اور اگر ایک رکعت کے ملنے کی بھی
امید نہ ہو تو پھر نہ پڑھے۔ اور پھر اگر چاہئے بعد سورج نکلنے کے پڑھے۔
مسئلہ اگر[۷] یہ خوف ہو کہ فجر کی سنت اگر نماز کے سنن اور مستحبات وغیرہ کی پابندی سے
ادا کیجائیگی تو جماعت نہ ملے گی تو ایسی حالت میں چاہئے کہ صرف فرائض اور واجبات پر اقتصار کرے
سنن وغیرہ کو چھوڑ دے۔ **مسئلہ** فرض[۸] ہونے کی حالت میں جو سنتیں پڑھی جائیں خواہ فجر
کی ہوں یا کسی اور وقت کی وہ ایسے مقام پر پڑھی جائیں جو مسجد سے علیحدہ ہو اس لئے کہ جہاں فرض
نماز ہوتی ہو پھر کوئی دوسری نماز وہاں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر کوئی ایسی جگہ نہ ملے تو صف
سے علیحدہ مسجد کے کسی گوشہ میں پڑھ لے۔ **مسئلہ**[۹] اگر جماعت کا قعدہ ملجائے اور رکعتیں نہ
ملیں تب بھی جماعت کا ثواب ملجائیگا۔ **مسئلہ** جس رکعت کا رکوع امام کے ساتھ ملجائے
تو سمجھا جاویگا کہ وہ رکعت مل گئی ہاں اگر رکوع نہ ملے تو پھر اس رکعت کا شمار ملنے میں نہ ہوگا۔

نماز جن چیزوں سے فاسد ہوتی ہے

مسئلہ حالت[۱۰] نماز میں اپنے امام کے سوا کسی کو لقمہ دینا یعنی قرآن مجید کے غلط پڑھنے

له وله کا حاشیہ ۵ حاشیہ ۵ پر دیکھو ۱۲ ۔ ته و ۵ واذا خاف فوت رکعتی الفجر لاشتغاله بسنتها ترکها لکون الجماعة اکمل والا بان رجاء ادراک رکعة فی ظاهر المذهب وقیل فی التشهد لا یترکها بل یصلیها عند باب المسجد ثم السنة فی السنن ان یاتی بها فی بیته او عند باب المسجد وان لم یمکنه ففی المسجد الخارج وان کان المسجد واحدا فخلف الاسطوانة ونحو ذلک وفی آخر المسجد بعید عن الصفوف فی ناحیة منه وتکره فی موضعین۔ الاول ان یصلیها مخالطا للصف مخالفا للجماعة الثانی ان یکون خلف الصف من غیر حائل بینه وبین الصف والاول اشد کراهة الخ جد مکانا والا ترکها ولا یقضیها الا بطریق التبعیة لقضاء فرضها قبل الزوال لا بعده فی الاصح وافاد الکلام انها لا تقضی قبل طلوع الشمس اصلا ولا بعد الطلوع وهو المعتمد وقال محمد یقضی بعد بخلاف سنة الظهر وکذا الجمعة فانه ان خاف فوت رکعة یترکها ویقتدی ثم یاتی بها علی انها سنة فی وقته ای الظهر قبل شفعه عند محمد وبه یفتی درمختار فی فتح القدیر بتقدیم الرکعتین لان الاربع فاتت عن الموضع المسنون فلا یفوت الرکعتین عن موضعها قصدا بلا ضرورة ۱۲ در و طحطاوی ۔ ولو خاف ان تفوته الرکعتان یصلی السنة ویترک الثناء والتعوذ وسنة القراءة ویقتصر علی آیة واحدة لیکون جمعا بینهما وکذا فی سنة الظهر ۱۲ رد المختار ۔ ولم یصل الظهر جماعة بادراک رکعة بل ادرک فضل الجماعة اتفاقا ولو فی التشهد ۱۲ مراقی ۔ ۵ ولو فتح علی غیر امامه تفسد ۱۲ عالمگیری صفحہ ۹۹ ج ۱

پر آگاہ کرنا مفسد نماز ہے۔ **تنبیہ** چونکہ لقمہ دینے کا مسئلہ فقہاء کے درمیان میں اختلافی ہے بعض علماء نے اس مسئلہ میں مستقل رسالے تصنیف کئے ہیں اس لئے ہم چند جزئیات اسکی اس مقام پر ذکر کرتے ہیں۔ **مسئلہ ۲** صحیح ؎۱ یہ ہے کہ مقتدی اگر اپنے امام کو لقمہ دے تو نماز فاسد نہ ہوگی خواہ امام بقدر ضرورت قرأت کر چکا ہو یا نہیں، بقدر ضرورت سے وہ مقدار قرأت کی مقصود ہے جو مسنون ہے البتہ ایسی صورت میں بہتر یہ ہے کہ رکوع کر دے جیسا کہ اس سے اگلے مسئلے میں آتا ہے۔ **مسئلہ ۳** امام ؎۲ اگر بقدر ضرورت قرأت کر چکا ہو تو اسکو چاہئے کہ رکوع کر دے مقتدیوں کو لقمہ دینے پر مجبور نہ کرے (ایسا کرنا مکروہ ہے) اور مقتدیوں کو چاہئے کہ جب تک ضرورت شدیدہ نہ پیش آئے امام کو لقمہ نہ دیں (یہ بھی مکروہ ہے) ضرورت شدیدہ سے مراد یہ ہے کہ مثلاً امام غلط پڑھ کر آگے بڑھنا چاہتا ہو یا رکوع نہ کرتا ہو یا سکوت کر کے کھڑا ہو جاوے اور اگر بلا ضرورت شدیدہ بھی بتلا دیا تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی جیسا اس سے اوپر مسئلے میں گذرا۔ **مسئلہ ۴** اگر کوئی ؎۳ شخص کسی نماز پڑھنے والے کو لقمہ دے اور وہ لقمہ دینے والا اسکا مقتدی نہ ہو خواہ وہ بھی نماز میں ہو یا نہیں تو یہ شخص اگر لقمہ لے لیگا تو اس لقمہ لینے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی، ہاں اگر اس کو خود بخود یاد آجائے خواہ اسکے لقمہ دینے کیساتھ ہی یا پہلے یا پیچھے اس کے لقمہ دینے کو کچھ دخل نہ ہو اور اپنی یاد پر اعتماد کر کے پڑھے تو جسکو لقمہ دیا گیا ہے اس کی نماز میں فساد نہ آئے گا۔ **مسئلہ ۵** اگر کوئی ؎۴ نماز پڑھنے والا کسی ایسے شخص کو لقمہ دے جو اس کا امام نہیں خواہ وہ بھی نماز میں ہو یا نہیں ہر حال میں اس لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ **مسئلہ ۶** مقتدی ؎۵ اگر کسی دوسرے شخص کا پڑھنا سن کر یا قرآن مجید میں دیکھ کر امام کو لقمہ دے تو اسکی نماز فاسد ہو جائے گی اور امام اگر لے لیگا تو اسکی نماز بھی اور اگر مقتدی کو قرآن میں دیکھ کر یا دوسرے سے سنکر خود بھی یاد آگیا اور پھر اپنی یاد پر لقمہ دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ **مسئلہ ۷** اسی ؎۶ طرح اگر حالت نماز میں قرآن مجید دیکھ کر ایک آیت قرأت کیجائے تب بھی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر وہ آیت جو دیکھ کر پڑھی ہے اسکو پہلے سے یاد تھی تو نماز فاسد نہ ہوگی یا پہلے سے یاد تو نہ تھی مگر ایک آیت سے کم دیکھکر پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ **مسئلہ ۸** عورت ؎۷ کا مرد کیساتھ اسطرح کھڑا ہو جانا کہ ایک کا کوئی عضو دوسرے کے کسی عضو کے مقابل ہو جائے ان

؎۱ وان فتح على امامه لم تفسد قالوا هذا اذا ارتج عليه قبل ان يقرأ قدر ما تجوز به الصلوة او بعد ما قرأ ولم يتحول الى آية اخرى واما اذا قرأ او تحول ففتح عليه تفسد صلوة الفاتح والصحيح انها لا تفسد صلوة الفاتح بكل حال ولا صلوة الامام ولو اخذ منه على الصحيح ۱۲ عالمگیری ص۹۹ ج۱

؎۲ و يكره للمقتدي ان يفتح على امامه من ساعته ولا ينبغي للامام ان يلجئهم الى الفتح بل يركع ان قرأ قدر ما تجوز به الصلاة والا ينتقل الى آية اخرى ۱۲ عالمگیری ص۹۹ ج۱

؎۳ و؎۴ وان فتح غير المصلي على المصلي فاخذ بفتحه تفسد صلاته وان فتح المصلي على من ليس معه في الصلوة سواء كان في الصلوة او خارج الصلوة تفسد صلاته ۱۲ فتح [illegible]

؎۵ ولو سمع المؤتم ممن ليس في الصلوة ففتح على امامه يجب ان تبطل صلوة الكل ۱۲ عالمگیری ص۹۹

؎۶ ويفسدها قراءته من مصحف وقال بعض المشايخ ان قرأ مقدار آية تفسد صلاته والا فلا ولو كان يحفظ القرآن وقرأ من مكتوب من غير حمل المصحف قالوا لا تفسد صلاته ۱۲ عالمگیری ص۱۰۱ ج۱

؎۷ محاذاة المرأة الرجل مفسدة لصلاته ولها شرائط منها ان تكون المحاذية مشتهاة تصلح للجماع ولا عبرة للسن وهو الاصح حتى لو كانت صبية لا تشتهى وهي تعقل الصلاة فحاذت لا تفسد صلاته ومنها ان يكون الصلاة مطلقة وهي التي لها ركوع وسجود ومنها ان تكون الصلاة مشتركة تحريمة واداء ونعني بالشركة تحريمة ان يكونا بانيين تحريمتهما على تحريمة الامام حقيقة ونعني بالشركة اداء ان يكون لها امام فيما يؤديان تحقيقا او تقديرا ومنها ان يكونا في مكان واحد ومنها ان يكونا بلا حائل حتى لو كان في مكان متحد الا ان بينهما اسطوانة لا تفسد صلاته والفرجة تقوم مقام الحائل وادناه قدر ما يقوم فيه الرجل ۱۲ عالمگیری ص۸۹ ج۱

شرطوں سے نماز کو فاسد کرتا ہے یہانتک کہ اگر سجدے میں جانے کے وقت عورت کا سر مرد کے پاؤں کے محاذی ہوجائے تب بھی نماز جاتی رہیگی (۱) عورت بالغ ہوچکی ہو (خواہ جوان ہو یا بوڑھی) یا نابالغ ہو مگر قابل جماع ہو تو اگر کوئی کمسن نابالغ لڑکی نماز میں محاذی ہوجائے تو نماز فاسد نہ ہوگی (۲) دونوں نماز میں ہوں پس اگر ایک نماز میں ہو دوسرا نہ ہو تو اس محاذات سے نماز فاسد نہوگی (۳) کوئی حائل درمیان میں نہو پس اگر کوئی پردہ درمیان میں ہو یا کوئی سترہ حائل ہو۔ یا بیچ میں اتنی جگہ چھوٹی ہو جس میں ایک آدمی بے تکلف کھڑا ہوسکے تو بھی فاسد نہ ہوگی (۴) عورت میں نماز کے صحیح ہونیکی شرطیں پائی جاتی ہوں پس اگر عورت مجنون ہو یا حالت حیض و نفاس میں ہو تو اسکی محاذات سے نماز فاسد نہوگی اسلئے کہ ان صورتوں میں وہ خود نماز میں نہ سمجھی جائیگی (۵) نماز جنازے کی نہ ہو پس جنازے کی نماز میں محاذات مفسد نہیں (۶) محاذات بقدر ایک رکن[۱] کے باقی رہے اگر اس سے کم محاذات رہے تو مفسد نہیں مثلاً اتنی دیر تک محاذات رہے کہ جس میں رکوع وغیرہ نہیں ہوسکتا اس کے بعد جاتی رہے تو اس قلیل محاذات سے نماز میں فساد نہ آے گا۔ (۷) تحریمہ دونوں کی ایک ہو یعنے یہ عورت اس مرد کی مقتدی ہو یا دونوں کسی تیسرے کے مقتدی ہوں (۸) امام نے اس عورت کی امامت کی نیت نماز شروع کرتے وقت یا درمیان میں جب وہ آکر ملی ہو اگر امام نے اسکی امامت کی نیت نہ کی ہو تو پھر اس محاذات سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ بلکہ اسی عورت کی نماز صحیح نہ ہوگی۔ **مسئلہ**[۱] اگر امام بعد حدث کے بے خلیفہ کئے ہوئے مسجد سے باہر نکل گیا تو مقتدیوں کی نماز فاسد ہوجائے گی۔ **مسئلہ**[۲] امام نے کسی ایسے شخص کو خلیفہ کر دیا جس میں امامت کی صلاحیت نہیں مثلاً کسی مجنون یا نابالغ بچے کو یا کسی عورت کو تو سب کی نماز فاسد ہوجائے[۳] گی۔ **مسئلہ** اگر مرد نماز میں ہو اور عورت اس مرد کا اسحالت نماز میں بوسہ لے تو اس مرد کی نماز فاسد نہوگی۔ ہاں اگر اس کے بوسہ لیتے وقت مرد کو شہوت ہوگئی ہو تو البتہ نماز فاسد ہوجاویگی اور اگر عورت نماز میں ہو اور کوئی مرد اسکا بوسہ لے تو عورت کی نماز جاتی رہے گی خواہ مرد نے شہوت سے بوسہ لیا ہو یا بلا شہوت اور خواہ عورت کو شہوت ہوئی ہو یا نہیں **مسئلہ**[۴] اگر کوئی شخص نمازی کے سامنے سے نکلنا چاہے تو حالت نماز میں اس کو مزاحمت کرنا اور اسکو اس فعل سے باز رکھنا جائز ہے بشرطیکہ اسکے روکنے میں عمل کثیر نہو۔ اور اگر عمل کثیر ہوگیا تو نماز فاسد ہوگئی۔

نماز جن چیزوں سے مکروہ ہوجاتی ہے

---

[۳] ولو ان یستخلف مالم یخرج من المسجد او یجاوز الصفوف فی الصحراء فان لم یستخلف حتی جاوز هذا او خرج بطلت صلوٰۃ القوم ان لم یستخلفوہم قبل خروجہ وفی بطلان صلوٰتہ روایتان والاظہر عدم البطلان ۱۲ منیۃ

[۳] اذا کان اماماً ان لا یستخلف من لا یصلح للامامۃ فلو استخلف امرأۃ فتبطل ۱۲ عالمگیری ص ۹۵ ج ۱

[۵] ولو قبلت المصلی مرأۃ ولم یقبلہا ہو ولم یحصل لہ شہوۃ فصلاتہ تامۃ ولو قبل ہو ای المصلی امرأتہ بشہوۃ او بغیر شہوۃ فسدت صلاتہ ولو قبل المصلیۃ زوجہا بشہوۃ او بغیر شہوۃ تفسد صلاتہا ۱۲ فتح ص ۹

[۵] ویدفعہ ہو رخصۃ فترکہ افضل بتسبیح او جہر بقرأۃ او اشارۃ ولا یزاد علیہا عندنا ولو زاد منہ فساد الصلاۃ لو بعمل کثیر ۱۲ در ردمختار ص ۶۶۴ ج ۱

[۱] نماز کے رکن چار ہیں قیام۔ قرأۃ۔ رکوع۔ سجدہ۔ بقدر رکن کا مطلب یہ ہے کہ جسمیں تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکے ۱۲

[۲] یعنے امام مقتدی خلیفہ تینوں کی نماز فاسد ہوجائے گی ۱۲ محشی

مسئلہ ۱؎ حالت نماز میں کپڑے کا خلاف دستور پہننا یعنے جو طریقہ اسکے پہننے کا ہو اور جس طریقے سے اسکو اہل تہذیب پہنتے ہوں اسکے خلاف اسکا استعمال کرنا مکروہ تحریمی ہے **مثال** کوئی شخص چادر اوڑھے اور اس کا کنارہ شانے پر نہ ڈالے یا کرتہ پہنے اور آستینوں میں ہاتھ نہ ڈالے اس سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے۔ **مسئلہ** ۲؎ برہنہ سر نماز پڑھنا مکروہ ہے ہاں اگر تذلل اور خشوع کی نیت سے ایسا کرے تو کچھ مضائقہ نہیں **مسئلہ** ۳؎ اگر کسی کی ٹوپی یا عمامہ نماز پڑھنے میں گر جائے تو افضل یہ ہے کہ اسی حالت میں اٹھا کر پہن لے لیکن اگر اس کے پہننے میں عمل کثیر کی ضرورت پڑے پھر نہ پہنے۔ **مسئلہ** ۴؎ مردوں کو اپنے دونوں ہاتھوں کی کہنیوں کا سجدے کی حالت میں زمین پر بچھا دینا مکروہ تحریمی ہے **مسئلہ** ۵؎ امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے ہاں اگر محراب سے باہر کھڑا ہو مگر سجدہ محراب میں ہوتا ہو تو مکروہ نہیں۔ **مسئلہ** ۶؎ صرف امام کا بے ضرورت کسی اونچے مقام پر کھڑا ہونا جس کی بلندی ایک ہاتھ یا اس سے زیادہ ہو مکروہ تنزیہی ہے اگر امام کیساتھ چند مقتدی بھی ہوں تو مکروہ نہیں اگر امام کیساتھ صرف ایک مقتدی ہو تو مکروہ ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ اگر ایک ہاتھ سے کم ہو اور سرسری نظر سے اس کی اونچائی ممتاز معلوم ہوتی ہو تب بھی مکروہ ہے **مسئلہ** ۷؎ کل مقتدیوں کا امام سے بے ضرورت کسی اونچے مقام پر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے ہاں کوئی ضرورت ہو مثلاً جماعت زیادہ ہو اور جگہ کفایت نہ کرتی ہو تو مکروہ نہیں یا بعض مقتدی امام کی برابر ہوں اور بعض اونچی جگہ ہوں تب بھی جائز ہے **مسئلہ** مقتدی کو اپنے امام سے پہلے کوئی فعل شروع کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ **مسئلہ** مقتدی کو جبکہ امام قیام میں قرأت کر رہا ہو کوئی دعا وغیرہ یا قرآن مجید کی قرأت کرنا خواہ وہ سورۂ فاتحہ ہو یا اور کوئی سورت ہو مکروہ تحریمی ہے۔

نماز میں حدث ہو جانیکا بیان

نماز میں اگر حدث ہو جائے تو اگر حدث اکبر ہو گا جس سے غسل واجب ہو جاوے تو نماز فاسد

صح السادس ویجوز ترتیب منہا ان یکون الحدث موجبا للوضوء ولا یتعمد وجوده وان یکون سماویا لا اختیار للعبد فیه ولا فی سببه ۱۲ غنیہ و عالمگیری

۱؎ ویکره ان یسدل ثوبه هو ان یجعل ثوبه علی رأسه او کتفه فیرسل جوانبه ومن السدل ان یجعل القباء علی کتفه ولم یدخل یدیه ۱۲ عالمگیری ۲؎ ویکره الصلوة حاسرا رأسه اذا کان یجد العمامة تکاسلا ولا باس به اذا فعله تذللا وخشوعا ۱۲ عالمگیری ۳؎ ولو رفع العمامة او القلنسوة من الارض ووضع علی رأسه بید واحدة من غیر تکرار واستعمال لا تفسد ۱۲ غنیہ ۴؎ ویکره ان یفترش ذراعیه فی السجود ۱۲ غنیہ ۵؎ ولا باس بان یکون قدم الامام فی المسجد ای خارج المحراب ویکون سجوده فی الطاق ای فی المحراب ویکره ان یقوم فی الطاق بان یکون قدماه فی المحراب ۱۲ غنیہ ۶؎ ویکره ان ینفرد الامام عن القوم فی مکان اعلی من مکان القوم اذا لم یکن بعض القوم معه ثم مقدار الارتفاع مقدار ما یقع به الامتیاز وقیل مقدار ذراع و یکره فان انفراد الامام عن القوم بالمکان الاسفل بخلاف ما اذا کان بعضهم معه ۱۲ غنیہ ۷؎ ویکره للماموم ان یسبق الامام بالرکوع والسجود ان یرفع رأسه فیهما قبل الامام ۱۲ عالمگیری ۸؎ ولا یقرأ المؤتم بل یستمع حال جهر الامام وینصت حال اسراره وان قرأ الماموم الفاتحة او غیرها کره ذلک تحریما ۱۲ مراقی ۹؎ من سبقه الحدث توضأ وبنی ثم لجواز البناء شروط منها ان ینصرف علی فوره فان مکث بعد الحدث فی مکانه قدر رکن فسدت ومنها ان یکون الحدث سماویا فلا یبنی بقهقهة وکذا الغسل ولو اصابته من حدث وغیره لا یبنی ولو اتحد مکانه ومنها ان یکون الحدث ما یخرج من بدنه فلا یبنی باغماء وجنون ومنها ان یکون موجبا للوضوء دون الغسل فلا یبنی بالاحتلام ومنها ان لا یشتغل بفعل غیر ضروری ومنها ان لا یعرض له ما ینافی الصلاة من کلام وغیره ومنها اذا کان مقتدیا ان یعود الی الامام ومنها ان لا یتذکر فائتة علیه بعد الحدث

ہو جائے گی اور اگر حدث اصغر ہوگا تو دو حال سے خالی نہیں اختیاری ہوگا یا بے اختیاری یعنی اس کے وجود میں یا اسکے سبب میں بندوں کے اختیار کو دخل ہوگا یا نہیں اگر اختیاری ہوگا تو نماز فاسد ہو جائے گی مثلاً کوئی شخص نماز میں قہقہے کیساتھ ہنسے یا اپنے بدن میں کوئی ضرب لگا کر خون نکال لے یا عمداً اخراج ریح کرے یا کوئی شخص چھت کے اوپر چلے اور اس چلنے کے سبب سے کوئی پتھر وغیرہ چھت سے گر کر کسی نماز پڑھنے والے کے سر میں لگے اور خون نکل آئے ان سب صورتوں میں نماز فاسد ہو جائے گی اسلئے کہ یہ تمام افعال بندوں کے اختیار سے صادر ہوتے ہیں اور اگر بے اختیاری ہوگا تو اس میں دو صورتیں ہیں یا نادر الوقوع ہوگا جیسے جنون بیہوشی یا امام کا مر جانا وغیرہ یا کثیر الوقوع جیسے خروج ریح۔ پیشاب پاخانہ۔ مذی وغیرہ پس اگر نادر الوقوع ہوگا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر نادر الوقوع نہ ہوگا تو نماز فاسد نہ ہوگی بلکہ اس شخص کو شرعاً اختیار اور اجازت ہے کہ بعد اس حدث کے رفع کرنے کے اسی نماز کو تمام کرے اور اسکو بنا کہتے ہیں لیکن اگر نماز کا اعادہ کرے یعنی پھر شروع سے پڑھے تو بہتر ہے اور اس بنا کرنے کی صورت میں نماز فاسد نہ ہونے کی چند شرطیں ہیں (۱) کسی رکن کو حالت حدث میں ادا نہ کرے (۲) کسی رکن کو چلنے کی حالت میں ادا نہ کرے مثلاً جب وضو کے لئے جائے یا وضو کرکے لوٹے تو قرآن مجید کی تلاوت نہ کرے اسلئے کہ قرآن مجید کا پڑھنا نماز کا رکن ہے (۳) کوئی ایسا فعل جو نماز کے منافی ہو نہ کرے نہ کوئی ایسا فعل کرے جس سے احتراز ممکن ہو۔ (۴) بعد حدث کے بغیر کسی عذر کے بقدر ادا کرنے کسی رکن کے توقف نہ کرے بلکہ فوراً وضو کرنے کیلئے جائے ہاں اگر کسی عذر سے دیر ہو جائے تو مضائقہ نہیں مثلاً صفیں زیادہ ہوں اور خود پہلی صف میں ہو اور صفوں کو پھاڑ کر آنا مشکل ہو۔ **مسئلہ** منفرد کو اگر حدث ہو جائے تو اسکو چاہئے کہ فوراً وضو کرے اور جسقدر جلد ممکن ہو وضو سے فراغت کرے مگر وضو تمام سنن اور مستحبات کے ساتھ چاہئے اور درمیان میں کلام وغیرہ نکرے پانی اگر قریب مل سکے تو دور نہ جائے حاصل یہ کہ جسقدر حرکت سخت ضروری ہو اس سے زیادہ نکرے بعد وضو کے چاہے وہیں اپنی بقیہ نماز تمام کرے اور یہی افضل ہے اور چاہے جہاں پہلے تھا وہاں جا کر پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ قصداً پہلی نماز کو سلام پھیر کر قطع کر دے اور بعد وضو کے از سر نو نماز پڑھے **مسئلہ** امام کو اگر حدث ہو جائے اگرچہ قعدۂ اخیرہ میں ہو تو اسکو چاہئے کہ فوراً وضو کرنیکیلئے چلا جائے اور بہتر یہ ہے کہ اپنے مقتدیوں میں جسکو امامت

لہ وحکم من سبقہ حدث سماوی من بدنہ موجب للوضوء فی الصلاۃ انصرف من فورہ توضأ من غیر ان یشتغل بشیٔ غیر ضروری فی وضوئہ وبنی علی صلاتہ عندنا ولکن الاستئناف افضل ولہ ان یتوضأ ثلثا فی الاصح ویاتی بسائر سنن الوضوء وتم المنفرد ان شاء اتمہا فی مکان وضوئہ ان امکن او اقرب المواضع الیہ ان لم یمکن تحرزا عن زیادۃ المشی وان شاء رجع الی مصلاہ لیؤدی صلوتہ فی مکان واحد والمقتدی یعود الی مکانہ الحتما ان لم یفرغ امامہ ولو اتم فی غیرہ لا یصح اذا کان بینہ وبین امامہ ما یمنع صحۃ الاقتداء وان کان امامہ قد فرغ یخیر کالمنفرد والامام حکمہ حکم المقتدی فانہ یستخلف غیرہ اذا سبقہ الحدث ویصیر ہو مقتدیا بہ ۱۲ غنیہ ص ۵۲ فی کل موضع جاز لہ البناء للامام ان یستخلف الاولی للامام ان لا یستخلف بسبوق ولو تخلف رکوعا یشیر بوضع یدہ علی رکبتیہ او سجود ایشیر بوضعہا علی جبہتہ او قراءۃ یشیر بوضعہا علی فمہ وان بقی علیہ رکعۃ واحدۃ یشیر باصبع واحد وان کان اثنین باصبعین وللسجدۃ التلاوۃ یضع اصبعہ علی الجبہۃ واللسان وللسہو علی قلبہ ہذا اذا لم یعلم الخلیفۃ وان علم فلا حاجۃ ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۹۶

لہ اس صورت میں بقدر ایک رکن کے اگر آنے میں دیر ہو جائے تو کوئی حرج نہیں اور پھر جسطرح اسکو صفیں پھاڑ کر اپنی جگہ پر پہنچنا جائز ہو اسیطرح جسکا وضو جاتا رہتا ہو امام ہو یا مقتدی وضو کرنیکیلئے صفیں پھاڑ کر نکل آنا اور بقدر ضرورت قبلہ سے انحراف بھی جائز ہے ۱۲ محشی

کے لائق سمجھتا ہو اس کو اپنی جگہ کھڑا کر دے۔ مدرک کو خلیفہ کرنا بہتر ہے۔ اگر مسبوق کو کر دے تب بھی جائز ہے اور اس مسبوق اشارے سے بتلا دے کہ میرے اوپر اتنی رکعتیں وغیرہ باقی ہیں۔ رکعتوں کے لئے انگلی سے اشارہ کرے مثلاً ایک رکعت باقی ہو تو ایک انگلی اٹھاوے دو رکعت باقی ہوں تو دو انگلی۔ رکوع باقی ہو تو گھٹنوں پر ہاتھ رکھدے سجدہ باقی ہو تو پیشانی پر۔ قرأت باقی ہو تو منھ پر سجدۂ تلاوت باقی ہو تو پیشانی اور زبان پر۔ سجدۂ سہو کرنا ہو تو سینے پر جبکہ وہ بھی سمجھتا ہو۔ ورنہ اسکو خلیفہ نہ بنائے پھر جب خود وضو کر چکے تو اگر جماعت باقی ہو تو جماعت میں آ کر اپنے خلیفہ کا مقتدی بن جائے اور اگر وضو کر کے وضو کی جگہ کے پاس ہی کھڑا ہو گیا تو اگر درمیان میں کوئی ایسی چیز یا اتنا فصل حائل ہو جس سے اقتدا صحیح نہیں ہوتی تو درست نہیں ورنہ درست ہے اور اگر جماعت ہو چکی ہو تو اپنی نماز تمام کر لے خواہ جہاں وضو کیا ہو وہیں یا جہاں پہلے تھا وہاں۔ **مسئلہ ۳** اگر پانی مسجد کے فرش کے اندر موجود ہو تو پھر خلیفہ کرنا ضروری نہیں چاہے کرے اور چاہے نہ کرے بلکہ جب خود وضو کر کے آئے پھر امام بن جائے اور اتنی دیر مقتدی اس کے انتظار میں رہیں۔

مسئلہ ۴ خلیفہ کر دینے کے بعد امام نہیں رہتا بلکہ اپنے خلیفہ کا مقتدی ہو جاتا ہے لہذا اگر جماعت ہو چکی ہو تو امام اپنی نماز لاحق کیطرح تمام کرے اگر امام کسی کو خلیفہ نکرے بلکہ مقتدی لوگ کسی کو اپنے میں سے خلیفہ کر دیں یا خود کوئی مقتدی آگے بڑھکر امام کی جگہ پر کھڑا ہو جائے اور امام ہونے کی نیت کر لے تب بھی درست ہے بشرطیکہ اس وقت تک امام مسجد سے باہر نہ نکل چکا ہو اور اگر نماز مسجد میں نہ ہوتی ہو تو صفوں سے یا سُترے سے آگے نہ بڑھا ہو اور اگر ان حدود سے آگے بڑھ چکا ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی اب کوئی دوسرا امام نہیں بن سکتا۔ **مسئلہ ۵** اگر مقتدی کو حدث ہو جائے اسکو بھی فوراً وضو کرنا چاہئے بعد وضو کے اگر جماعت باقی ہو تو جماعت میں شریک ہو جائے ورنہ اپنی نماز تمام کر لے اور مقتدی کو اپنے مقام پر جا کر نماز پڑھنا چاہئے اگر جماعت باقی ہو۔ لیکن اگر امام کی اور اس کے وضو کی جگہ میں کوئی مانع اقتداء نہ ہو تو یہاں بھی کھڑا ہونا جائز ہے اور اگر جماعت ہو چکی ہو تو مقتدی کو اختیار ہے چاہے محل اقتداء میں جا کر نماز پوری کرے یا وضو کی جگہ میں پوری کر لے اور یہی بہتر ہے۔

مسئلہ ۶ اگر امام مسبوق کو اپنی جگہ پر کھڑا کر دے تو اسکو چاہئے کہ جسقدر رکعتیں وغیرہ امام پر باقی تھیں ان کو ادا کر کے کسی مدرک کو اپنی جگہ کر دے تاکہ وہ مدرک سلام پھیر دے

ملہ والامام المحدث علی امامتہ مالم یخرج من المسجد او یستخلف رجلا حتی لو لم یوجد شئی من ذلک فتوضأ من جانب المسجد والقوم ینتظرونہ ورجع الی مکانہ واتم صلاتہ بہم اجزاہم ۱۲ عالمگیری ۔ مطلہ ولو ام سبقہ الحدث فقدم الامام رجلا والقوم رجلا ونوی کل واحد منہما ان یکون اماما فالامام ہو الذی قدمہ الامام لانہ مادام فی المسجد فان حق الاستخلاف لہ و ان تقدم رجل من غیر تقدیم احد وقام مقام الامام قبل ان یخرج الامام عن المسجد جاز ولو خرج الامام من المسجد قبل ان یصل ہذا الرجل الی المحراب ویقوم مقام فسدت صلاۃ الرجل والقوم ولا تفسد صلاۃ الامام الاول ۱۲ قاضیخان ۔ مثلہ والمنفرد ان شاء اتم فی منزلہ وان شاء عاد الی مکانہ والمقتدی یعود الی مکانہ الا ان یکون امامہ قد فرغ او لا یکون بینہما حائل ۱۲ ہدایہ ۔ مثلہ ولو تقدم مسبوق ینبغی ان یتم الصلاۃ من حیث انتہی الیہ الامام واذا انتہی الی السلام یقدم مدرکا یسلم بہم ۱۲ عالمگیری ۔ علہ یعنی وضو کی جگہ کھڑے ہونا اُس صورت میں جبکہ اتنا فصل ہو جس سے کہ اقتداء صحیح ہو تو بلکہ بہت ہی کم فاصلہ ہو تو وہاں پر کھڑے ہو جائے اس کا جماعت میں شریک ہونا صحیح ہو جاویگا ۱۲ محشی ۔ ملہ یعنے سرے سے نماز ہی باطل ہو گئی پھر از سرِ نو جماعت کیجائے ۱۲ محشی

اور یہ مسبوق پھر اپنی گئی ہوئی رکعتوں کے ادا کرنے میں مصروف ہو۔ **مسئلہ** [۱] اگر کسی کو قعدۂ اخیرہ میں بعد اس کے کہ بقدر التحیات کے بیٹھ چکا ہو جنون ہو جائے یا حدث اکبر ہو جائے یا بلا قصد حدث اصغر ہو جائے یا بیہوش ہو جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور پھر اس نماز کا اعادہ کرنا ہوگا۔ **مسئلہ** [۲] چونکہ یہ مسائل باریک ہیں اور آجکل علم کی کمی ہے ضرور غلطی کا احتمال ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ بنا نہ کرے بلکہ وہ نماز سلام کے ساتھ قطع کر کے پھر از سر نو نماز پڑھیں۔

سہو کے بعض مسائل

مسئلہ [۳] اگر آہستہ آواز کی نماز میں کوئی شخص خواہ امام ہو یا منفرد بلند آواز سے قرأت کر جائے یا بلند آواز کی نماز میں امام آہستہ آواز سے قرأت کرے تو اسکو سجدۂ سہو کرنا چاہیئے ہاں اگر آہستہ آواز کی نماز میں بہت تھوڑی قرأت بلند آواز سے کی جائے جو نماز صحیح ہونے کے لئے کافی نہو مثلاً دو تین لفظ بلند آواز سے نکل جائیں یا جہری نماز میں امام اسی قدر آہستہ پڑھ دے تو سجدۂ سہو لازم نہیں یہی اصح ہے۔

نماز قضا ہو جانے کے مسائل

مسئلہ [۴] اگر چند لوگوں کی نماز کسی وقت کی قضا ہو گئی ہو تو انکو چاہیئے کہ اس نماز کو جماعت سے ادا کریں اگر بلند آواز کی نماز ہو تو بلند آواز سے قرأت کی جائے اور آہستہ آواز کی ہو تو آہستہ آواز سے۔ **مسئلہ** [۵] اگر کوئی نابالغ لڑکا عشاء کی نماز پڑھ کر سوئے اور بعد طلوع فجر کے بیدار ہو کر منی کا اثر دیکھے جس سے معلوم ہو کہ اس کو احتلام ہو گیا ہے تو بقول راجح اس کو چاہیئے کہ عشاء کی نماز کا پھر اعادہ کرے اور اگر قبل طلوع فجر بیدار ہو کر منی کا اثر دیکھے تو بالاتفاق عشاء کی نماز قضا پڑھے۔

مریض کے بعض مسائل

مسئلہ [۶] اگر کوئی معذور اشارے سے رکوع سجدہ ادا کر چکا ہو اس کے بعد نماز کے اندر ہی رکوع سجدے پر قدرت ہو گئی تو وہ نماز اسکی فاسد ہو جائے گی پھر نئے سرے سے اس پر نماز پڑھنا واجب ہے اور اگر ابھی اشارے سے رکوع سجدہ نہ کیا ہو کہ تندرست ہو گیا

---

[۱] وتعین الاستیناف ان لم یکن قعد قدر التشہد لجنون او حدث عمداً فلو حصلت بعده لا تفسد صلاتہ لانہا قد تمت ۱۲ شامی صفحہ ۶۳۱

[۲] و الاستیناف افضل تحرزاً عن شبہۃ الخلاف ۱۲ ہدایہ صفحہ ۸۹ جلد ۱

[۳] ومنہا ای الجہر وہو امام فیما یخافت فیہ قل ذلک او کثر او خافت فیما یجہر فیہ قل ذلک او کثر وفی النوادر لا سہو علیہ ما لم یخافت مقدار ما یتعلق بہ جواز الصلوٰۃ ۱۲ قاضیخان صفحہ ۵۴ جلد ۱

[۴] واذا قضی الفائتۃ ان قضاہا بجماعۃ فان کانت صلاۃ یجہر فیہا بالقراءۃ یجہر فیہا الامام بالقراءۃ وان قضاہا وحدہ یخیر بین الجہر والمخافتۃ والجہر افضل ۱۲ قاضیخان صفحہ ۱۱ جلد ۱

[۵] غلام احتلم بعد ما صلی العشاء ویستیقظ حتی طلع الفجر لیس علیہ قضاء العشاء والمختار ان علیہ قضاء العشاء واذا استیقظ قبل الطلوع علیہ قضاء العشاء بالاجماع ۱۲ بحر الرائق صفحہ ۹ جلد ۲

[۶] وان صلی بعض صلاتہ بالایماء ثم قدر علی الرکوع والسجود استانف عندہم جمیعاً لانہ اذا قدر علی ذلک بعد ما رکع وسجد اما اذا قدر بعد الافتتاح قبل الاداء مع البناء ۱۲ عالمگیری صفحہ ۱۳۷ جلد ۱ ف اور اگر منفرد ایسا کرے تو اسپر سجدہ سہو لازم نہیں آئے گا ۱۲ محشی

تو پہلی نماز صحیح ہے اس پر بناء جائز ہے۔ مسئلہ ۲ اگر کوئی شخص قرأت کے طویل ہونے کے سبب سے کھڑے کھڑے تھک جائے اور تکلیف ہونے لگے تو اسکو کسی دیوار یا درخت یا لکڑی وغیرہ سے تکیہ لگا لینا مکروہ نہیں۔ تراویح کی نماز میں ضعیف اور بوڑھے لوگوں کو اکثر اس کی ضرورت پیش آتی ہے۔

مسافر کی نماز کے مسائل

مسئلہ ۱ کوئی شخص پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرے مگر دو مقام میں اور ان دو مقاموں میں اسقدر فاصلہ ہو کہ ایک مقام کے اذان کی آواز دوسرے مقام پر نہ جا سکتی ہو مثلاً دس روز مکہ میں رہنے کا ارادہ کرے اور پانچ روز منیٰ میں۔ مکہ سے منیٰ تین میل کے فاصلہ پر ہے تو اس صورت میں وہ مسافر ہی شمار ہوگا۔ مسئلہ ۲ اور اگر مسئلہ مذکور میں ایک رات کو ایک ہی مقام میں رہنے کی نیت کرے اور دن کو دوسرے مقام میں تو جس موضع میں رات کو ٹھیرے کی نیت کی ہے وہ اس کا وطن اقامت ہو جاویگا وہاں اسکو قصر کی اجازت نہ ہوگی اب دوسرا موضع جس میں دن کو رہتا ہے اگر اُس پہلے موضع سے سفر کی مسافت پر ہے تو وہاں جانے سے مسافر ہو جاویگا ورنہ مقیم رہے گا۔ مسئلہ ۳ اور اگر مسئلہ مذکور میں ایک موضع دوسرے موضع سے اسقدر قریب ہو کہ ایک جگہ کی اذان کی آواز دوسری جگہ جا سکتی ہے تو وہ دونوں موضع ایک سمجھے جائیں گے اور ان دونوں میں پندرہ دن ٹھیرنے کے ارادہ سے مقیم ہو جائیگا۔ مسئلہ ۴ مقیم کی اقتدا مسافر کے پیچھے ہر حال میں درست ہے خواہ ادا نماز ہو یا قضا اور مسافر جب دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دے تو مقیم مقتدی کو چاہئے کہ اپنی نماز اٹھ کر تمام کرلے اور اس میں قرأت نکرے بلکہ چپ کھڑا رہے اسلئے کہ وہ لاحق ہے اور قعدۂ اولیٰ اس مقتدی پر بھی متابعت امام کیوجہ سے فرض ہوگا مسافر امام کو مستحب ہے کہ اپنے مقتدیوں کو بعد دونوں طرف سلام پھیرنیکے فوراً اپنے مسافر ہونیکی اطلاع کردے اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ قبل نماز شروع کرنیکے بھی اپنے مسافر ہونیکی اطلاع کردے۔ مسئلہ ۵ مسافر بھی مقیم کی اقتداء کر سکتا ہے مگر وقت کے اندر اور وقت جاتا رہا تو فجر اور مغرب میں کر سکتا ہے اور ظہر عصر عشاء میں نہیں اسلئے کہ جب مسافر مقیم کی اقتداء کریگا تو یہ تبعیت امام کے پوری چار رکعت یہ بھی پڑھے گا اور امام کا قعدۂ اولیٰ فرض نہ ہوگا اور اس کا فرض ہوگا پس فرض پڑھنے والے کی اقتداء غیر فرض والے کے پیچھے ہوئی اور یہ درست نہیں۔ مسئلہ ۶ اگر کوئی مسافر حالت نماز میں اقامت کی نیت کرلے خواہ اول

لہ و من افتتح التطوع قائما ثم اعیی لا باس ان یتکئ علی عصا او حائط او یقعد لان ہذا عذر ۱۲ ہدایہ ج۱ ص۱۲۱

سلہ و سلہ و سلہ و نوی الاقامۃ خمسۃ عشر یوما فی موضعین فان کان کل منہما اصلا بنفسہ نحو مکۃ و منیٰ و الکوفۃ و لا یصیر مقیما و ان کان احدہما تبعا للآخر حتی تجب الجمعۃ علی سکانہ یصیر مقیما اذا نوی الاقامۃ خمسۃ عشر یوما بقریتین النہار فی احدہما و اللیل فی الآخر یصیر مقیما اذا دخل التی نوی البیتوتۃ فیہا و لا یصیر مقیما بدخولہ اولا فی القریۃ الاخریٰ ۱۲ عالمگیری ج۱ ص۱۴۰

ھہ و ان صلی المسافر بالمقیمین رکعتین سلم و اتم المقیمون صلاتہم لان المقتدی التزم الموافقۃ فی الرکعتین فینفرد فی الباقی کالمسبوق الا انہ لا یقرأ فی الاصح و یستحب للامام اذا سلم ان یقول اتموا صلاتکم فانا قوم سفر ۱۲ ہدایہ ج۱ ص۱۲۵

لہ و ان اقتدی المسافر بالمقیم فی الوقت اتم اربعا لانہ یتغیر فرضہ الی اربع للتبعیۃ و ان دخل معہ فی فائتۃ لم تجزہ لانہ لا یتغیر بعد الوقت لانقضاء السبب کما لا یتغیر بنیۃ الاقامۃ فیکون اقتداء المفترض بالمتنفل فی حق القعدۃ او القرأۃ ۱۲ ہدایہ ج۱ ص۱۲۵

کہ و نوی المسافر الاقامۃ فی الصلوۃ فی الوقت اتمہا منفردا کان او مقتدیا مسبوقا کان او مدرکا ۱۲ عالمگیری ج۱ ص۱۴۱

ہیں یا درمیان میں یا اخیر ہیں۔ مگر سجدۂ سہو یا سلام سے پہلے تو اسکو وہ نماز پوری پڑھنا چاہئے اس کا قصر جائز نہیں۔ ہاں اگر نماز کا وقت گذر جانیکے بعد نیت کرے یا لاحق ہونے کی حالت میں نیت کرے تو اس کی نیت کا اثر اس نماز میں ظاہر نہو گا اور یہ نماز اگر چار رکعت کی ہوگی تو اسکو قصر کرنا اس میں واجب ہوگا۔ **مثال** (۱) کسی مسافر نے ظہر کی نماز شروع کی بعد ایک رکعت پڑھنے کے وقت گذر گیا بعد اس کے اس نے اقامت کی نیت کی تو یہ نیت اس نماز میں اثر نہ کرے گی اور یہ نماز اسکو قصر سے پڑھنا ہوگی۔ **مثال** (۲) کوئی مسافر کسی مسافر کا مقتدی ہو اور لاحق ہوگیا پھر اپنی گئی ہوئی رکعتیں ادا کرنے لگا اس نے اقامت کی نیت کر لی تو اس نیت کا اثر اس نماز پر کچھ نہ پڑے گا۔ اور یہ نماز اگر چار رکعت کی ہوگی تو اس کو قصر سے پڑھنا ہوگی۔

خوف کی نماز

جب[1] کسی دشمن کا سامنا ہونے والا ہو خواہ دشمن انسان ہو یا کوئی درندہ جانور یا کوئی اژدہا وغیرہ اور ایسی حالت میں سب مسلمان یا بعض لوگ بھی جماعت سے نماز نہ پڑھ سکیں اور سواریوں سے اترنے کی بھی مہلت نہو تو سب لوگوں کو چاہئے کہ سواریوں پر بیٹھے بیٹھے اشاروں سے تنہا نماز پڑھ لیں استقبال قبلہ بھی اس وقت شرط نہیں۔ ہاں اگر دو آدمی ایک ہی سواری پر بیٹھے ہوں تو وہ دونوں جماعت کر لیں اور اگر اسکی بھی مہلت نہو تو معذور ہیں اس وقت نماز نہ پڑھیں اطمینان کے بعد اُس کی قضا پڑھ لیں اور اگر یہ ممکن ہو کہ کچھ لوگ ملکر جماعت سے نماز پڑھ سکیں اگرچہ سب آدمی نہ پڑھ سکتے ہوں تو ایسی حالت میں ان کو جماعت نہ چھوڑنا چاہئے اس قاعدہ سے نماز پڑھیں یعنی تمام مسلمانوں کے دو حصے کر دئے جائیں ایک حصہ دشمن کے مقابلے میں رہے اور دوسرا حصہ امام کے ساتھ نماز شروع کر دے اگر تین یا چار رکعت کی نماز ہو جیسے ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشا جبکہ یہ لوگ مسافر نہوں اور قصر نکریں۔ پس جب امام دو رکعت نماز پڑھ کر تیسری رکعت کیلئے کھڑے ہونے لگے اور یہ لوگ قصر کرتے ہوں یا دو رکعت والی نماز ہو جیسے فجر۔ جمعہ۔ عیدین کی نماز یا مسافر کی ظہر عصر عشا کی نماز تو ایک ہی رکعت کے بعد یہ حصہ چلا جاوے اور دوسرا حصہ وہاں سے آکر امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھے امام کو ان لوگوں کے آنے کا انتظار کرنا چاہئے پھر جب بقیہ نماز امام تمام کر چکے تو سلام پھیر دے اور یہ لوگ بدون سلام پھیرے ہوئے دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں اور پہلے لوگ پھر یہاں آکر اپنی بقیہ نماز بے قرائت کے تمام کر لیں اور سلام پھیر دیں اسلئے کہ وہ

[1] ہی جائزۃ بحضور عدو و بخوف غرق او حرق و اذا اشتد الخوف جعل الامام الناس طائفتین طائفۃ الی وجہ العدو و طائفۃ خلفہ و کیفیۃ صلوۃ الخوف ان کان الامام والقوم مسافرین یجعل القوم طائفتین یقف احدہما بازاء العدو و یصلے مع الطائفۃ التی معہ رکعۃ ثم ذہب ہذہ الطائفۃ الی العدو و تجئ الطائفۃ التی کانت بازاء العدو والامام قاعد ینتظرہم فیصلے بہم الرکعۃ الاخری ثم یتشہد و یسلم ولا یسلم معہ من خلفہ ولکن یذہبون الی العدو ثم تجئ الطائفۃ الاولی مکان صلاتہم فیقضون رکعۃ بغیر قراۃ فاذا صلوا رکعۃ قعدوا قدر التشہد و یسلمون و یذہبون الی العدو ثم تجئ الطائفۃ الاخری مکان صلاتہم فیقضون رکعۃ بقراۃ و صلاۃ الخوف تجوز فی الجمعۃ والعیدین فان اشتد الخوف صلوا رکبانا فرادی یؤمون بالرکوع والسجود الی ای جہۃ شاؤا اذا لم یقدروا علی التوجہ الی القبلۃ ۱۲ عالمگیری ص۱۵۶

[2] وقت کے اندر اقتدا مفترض کی متنفل کے پیچھے لازم آئیگی جیساکہ اسی حاشیہ میں صاحب ہدایہ کے دلیل عقلی سے واضح ہو رہا ہے ۱۲ محشی

لوگ لاحق ہیں پھر یہ لوگ دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں دوسرا حصہ یہاں آکر اپنی نماز قرأت لیکر تمام کرلے اور سلام پھیر دے اسلئے کہ وہ لوگ مسبوق ہیں۔ **مسئلہ ۱** حالت نماز میں دشمن کے مقابلے میں جاتے وقت یا وہاں سے نماز تمام کرنے کیلئے آتے وقت پیادہ چلنا چاہیئے اگر سوار ہوکر چلینگے تو نماز فاسد ہوجائیگی اسلئے کہ یہ عمل کثیر ہے۔ **مسئلہ ۲** دوسرے حصہ کا امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھکر چلا جانا اور پہلے حصہ کا پھر یہاں آکر اپنی نماز تمام کرنا اُس کے بعد دوسری حصہ کا یہیں آکر نماز تمام کرنا مستحب اور افضل ہے ورنہ یہ بھی جائز ہے کہ پہلا حصہ نماز پڑھکر چلا جائے اور دوسرا حصہ امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھکر اپنی نماز وہیں تمام کرلے تب دشمن کے مقابلہ میں جائے جب یہ لوگ وہاں پہنچ جائیں تو پہلا حصہ اپنی نماز وہیں پڑھلے یہاں نہ آوے۔ **مسئلہ ۳** یہ طریقہ نماز پڑھنے کا اسوقت کیلئے ہے کہ جب سب لوگ ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتے ہوں مثلاً کوئی بزرگ شخص ہو اور سب چاہتے ہوں کہ اسی کے پیچھے نماز پڑھیں ورنہ بہتر یہ ہے کہ ایک حصہ ایک امام کے ساتھ پوری نماز پڑھ لے اور دشمن کے مقابلہ میں چلا جائے پھر دوسرا حصہ دوسرے شخص کو امام بنا کر پوری نماز پڑھ لے۔ **مسئلہ ۴** اگر یہ خوف ہو کہ دشمن بہت ہی قریب ہے اور جلد یہاں پہنچ جائیگا اور اس خیال سے ان لوگوں نے پہلے قاعدے سے نماز پڑھی بعد اس کے یہ خیال غلط نکلا تو امام کی نماز تو صحیح ہوگئی مگر مقتدیوں کو اس نماز کا اعادہ کرلینا چاہیئے اسلئے کہ وہ نماز نہایت سخت ضرورت کیلئے خلاف قیاس عمل کثیر کیساتھ مشروع کیگئی ہے بے ضرورت شدیدہ اس قدر عمل کثیر مفسد نماز ہے۔ **مسئلہ ۵** اگر کوئی ناجائز لڑائی ہو تو اسوقت اس طریقے سے نماز پڑھنے کی اجازت نہیں مثلاً باغی لوگ بادشاہ اسلام پر چڑھائی کریں یا کسی دنیاوی ناجائز غرض سے کوئی کسی سے لڑے تو ایسے لوگوں کیلئے اسقدر عمل کثیر معاف نہوگا۔ **مسئلہ ۶** نماز خلاف جہت قبلہ کیطرف شروع کرچکے ہوں کہ اتنے میں دشمن بھاگ جائے تو ان کو چاہیئے کہ فوراً قبلہ کی طرف پھر جائیں ورنہ نماز نہ ہوگی۔ **مسئلہ ۷** اگر اطمینان سے قبلہ کی طرف نماز پڑھ رہے ہوں اور اسی حالت میں دشمن آجائے تو فوراً انکو دشمن کیطرف پھر جانا جائز ہے اور اسوقت استقبال قبلہ شرط نہ رہیگا۔ **مسئلہ ۸** اگر کوئی شخص دریا میں تیر رہا ہو اور نماز کا وقت اخیر ہوجائے تو اسکو چاہیئے کہ اگر ممکن ہو تو تھوڑی دیر تک اپنے ہاتھ پیر کو جنبش نہ دے اور اشاروں سے نماز پڑھ لے یہانتک پنج وقتی نمازوں کا اور ان کے متعلقات کا ذکر تھا اب چونکہ بحمد اللہ اس سے فراغت ملی لہذا نماز جمعہ کا بیان لکھا جاتا ہے اسلئے کہ نماز جمعہ بھی اعظم شعائر اسلام سے ہے اسلئے

سلہ وتمضی ہذہ الطائفۃ الی جہۃ العدو مشاۃ فان رکبوا او مشوا لغیر جہۃ الاصطفاف بمقابلۃ العدو بطلت ۱۲ مراقی الفلاح ص۹۴ **سلہ** حتی لو اتمت و وقفت الطائفۃ الذاہبۃ بازاء العدو صح وہل الاتمام فی مکان الصلاۃ افضل او فی محل الوقوف قولان فی الکافی ہی ان العود افضل ۱۲ طحطاوی ص۳۶۲ **سلہ** وان لم تتنازعوا فی الصلاۃ خلف امام واحد فالافضل صلاۃ کل طائفۃ مقتدئین بامام ۱۲ مراقی ص۹۴ **سلہ** فلو راؤ سوادا ظنوہ عدوا وصلوہا فان تبین کما ظنوا اجازت وان ظہر خلافہ لم یجز۔ وہذا کلہ فی حق القوم واما الامام فصلاتہ جائزۃ ۱۲ عالمگیری ص۱۵۲ **سلہ** لا تشرع صلوۃ الخوف للعاصی فی سفرہ لان العاصی فی السفر عدو اللہ وعلیہ لا تصح من البغاۃ ۱۲ در طحطاوی ص۳۶۲ ج۱ **سلہ** ولو حصل الامن فی وسط الصلاۃ بان ذہب العدو لا یجوز ان یتموا صلاۃ الخوف ولکن یصلون صلاۃ الامن مابقی من صلاتہم ومن دخول منہم وجہہ عن القبلۃ بعدما انصرف العدو فسدت صلاتہ ۱۲ عالمگیری ص۱۵۶ **سلہ** شرعوا ثم ذہب العدو لم یجز انحرافہم لزوال سبب الرخصۃ وبعکسہ جاز ای لہم الانحراف فی اوانہ لوجود الضرورۃ ۱۲ طحطاوی ودر ص۳۶۲ **سلہ** والسابح فی البحر ان امکنہ ان یرسل اعضاءہ ساعۃ یصلی بالایماء والا لا تصح ۱۲ طحطاوی ودر ص۳۶۲

عیدین کی نماز سے اُسکو مقدم کیا گیا ہے۔

جمعے کی نماز کا بیان

اللہ تعالیٰ کو نماز سے زیادہ کوئی چیز پسند نہیں اور اسی واسطے کسی عبادت کی اسقدر سخت تاکید اور فضیلت شریعت صافیہ میں وارد نہیں ہوئی اور اسیوجہ سے پروردگا عالم نے اس عبادت کو اپنے اُن غیر متناہی نعمتوں کے ادائے شکر کے لئے جن کا سلسلہ ابتدائے پیدائش سے آخر وقت تک بلکہ موت کے بعد اور قبل پیدائش کے بھی منقطع نہیں ہوتا ہر دن میں پانچ وقت مقرر فرمایا ہے اور جمعے کے دن چونکہ تمام دنوں سے زیادہ نعمتیں فائز ہوئی ہیں حتیٰ کہ حضرت آدم علیہ السلام جو انسانی نسل کیلئے اصل اول ہیں اسی دن پیدا کئے گئے ہیں لہذا اُس دن ایک خاص نماز کا حکم ہوا اور ہم اوپر جماعت کی حکمتیں اور فائدے بھی بیان کر چکے ہیں اور یہ بھی ظاہر ہو چکا ہے کہ جسقدر جماعت زیادہ ہو اسیقدر اُن فوائد کا زیادہ ظہور ہوتا ہے اور یہ اسیوقت ممکن ہے کہ جب مختلف محلوں کے لوگ اور اس مقام کے اکثر باشندے ایک جگہ جمع ہو کر نماز پڑھیں اور ہر روز پانچوں وقت یہ امر سخت تکلیف کا باعث ہوتا۔ ان سب وجوہ سے شریعت نے ہفتے میں ایکدن ایسا مقرر فرمایا جس میں مختلف محلوں اور گاؤں کے مسلمان آپس میں جمع ہو کر اس عبادت کو ادا کریں اور چونکہ جمعہ کا دن تمام دنوں میں افضل و اشرف تھا لہذا یہ تخصیص اسی دن کیلئے کیگئی ہے۔ اگلی امتوں کو بھی خدائے تعالیٰ نے اس دن عبادت کا حکم فرمایا تھا مگر انہوں نے اپنی بدنصیبی سے اس میں اختلاف کیا اور اس سرکشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اس سعادت عظمیٰ سے محروم رہے اور یہ فضیلت بھی اسی امت کے حصے میں پڑی۔ یہود نے سنیچر کا دن مقرر کیا اس خیال سے کہ اس دن میں اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کے پیدا کرنے سے فراغت کی تھی۔ نصاریٰ نے اتوار کا دن مقرر کیا اس خیال سے کہ یہ دن ابتدائے آفرینش کا ہے چنانچہ ابتک یہ دونوں فرقے اِن دونوں دنوں بہت اہتمام کرتے ہیں اور تمام دنیا کے کام چھوڑ کر عبادت میں مصروف رہتے ہیں نصرانی سلطنتوں میں اتوار کے دن اسی سبب سے تمام دفاتر میں تعطیل ہو جاتی ہے۔

جمعے کے فضائل

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام دنوں سے بہتر جمعے کا دن ہے اسی میں حضرت آدم علیہ السلام

پیدا کئے گئے اور اسی دن وہ جنت میں داخل کئے گئے اور اسی دن جنت سے باہر لائے گئے اور قیامت کا وقوع بھی اسی دن ہوگا (صحیح مسلم شریف) (۲) امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا شب جمعہ کا مرتبہ لیلۃ القدر سے بھی زیادہ ہے بعض وجوہ سے اسلئے کہ اسی شب میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کے شکم طاہر میں جلوہ افروز ہوئے اور حضرت کا تشریف لانا اسقدر خیر و برکت دنیا و آخرت کا سبب ہوا جس کا شمار و حساب کوئی نہیں کر سکتا۔ (اشعۃ اللمعات فارسی شرح مشکوٰۃ شریف) (۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعے میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اگر کوئی مسلمان اسوقت اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تو ضرور قبول ہو (صحیحین شریفین) علماء مختلف ہیں کہ یہ ساعت جسکا ذکر حدیث میں گذرا کس وقت ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادت میں چالیس قول نقل کئے ہیں مگر ان سب میں دو قولوں کو ترجیح دی ہے ایک یہ کہ وہ ساعت خطبہ پڑھنے کیوقت سے نماز کے ختم ہونے تک ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ ساعت اخیر دن میں ہے اور اس دوسرے قول کو ایک جماعت کثیرہ نے اختیار کیا ہے اور بہت احادیث صحیحہ اس کی مؤید ہیں۔ شیخ دہلویؒ فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جمعہ کے دن کسی خادمہ کو حکم دیتی تھیں کہ جب جمعہ کا دن ختم ہونے لگے تو ان کو خبر کردے تاکہ وہ اسوقت ذکر اور دعا میں مشغول ہو جاویں (اشعۃ اللمعات) (۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے سب دنوں میں جمعہ کا دن افضل ہے اسی دن صور پھونکا جائیگا اس روز کثرت سے مجھ پر درود شریف پڑھا کرو کہ وہ اسی دن میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ پر کیسے پیش کیا جائیگا حالانکہ بعد وفات آپکی ہڈیاں بھی نہونگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کیلئے زمین پر انبیاء علیہم السلام کا بدن[۱] حرام کردیا ہے (ابوداؤد شریف) (۵) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شاہد سے مراد جمعہ کا دن ہے کوئی دن جمعہ سے زیادہ بزرگ نہیں اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ کوئی مسلمان اسمیں دعا نہیں کرتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے اور کسی چیز سے پناہ نہیں مانگتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسکو پناہ دیتا ہے (ترمذی شریف) (شاہد کا لفظ سورۂ بروج میں واقع ہے اللہ تعالیٰ نے اس دن کی قسم کھائی ہے وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ قسم ہے اس آسمان کی جو برجوں[۲] والا ہے اور قسم ہے دن موعود (قیامت) کی اور قسم ہے شاہد (جمعہ) کی اور مشہود (عرفہ) کی۔
(۶) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار اور اللہ پاک کے نزدیک

[۱] یعنی انبیاء کے بدن کو زمین بجنسہ باقی رکھتی ہے اسمیں کسی طرح کا تصرف نہیں کرتی ہے۔
[۲] بروج سے یہاں مراد ستارے ہیں ۱۲ محشی

سب سے بزرگ ہے اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسکی عظمت ہے (ابن ماجہ) (۷) نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان جمعے کے دن یا شب جمعہ کو مرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکو عذاب قبر سے محفوظ رکھتا ہے (ترمذی شریف) (۸) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایکمرتبہ آیت اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ کی تلاوت فرمائی اُن کے پاس ایک یہودی بیٹھا تھا اس نے کہا کہ اگر ہم پر ایسی آیت اترتی تو ہم اُسدن کو عید بنا لیتے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت دو عیدوں کے دن اتری تھی جمعے کا دن اور عرفے کا دن۔ یعنے ہمکو بنانے کی کیا حاجت اس دن تو خود ہی دو عیدیں تھیں۔ (۹) نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے تھے کہ جمعے کی رات سفید رات ہے اور جمعے کا دن روشن دن ہے۔ (مشکوۃ شریف) (۱۰) قیامت کے بعد جب اللہ تعالےٰ مستحقین جنت کو جنت میں اور مستحقین دوزخ کو دوزخ میں بھیجدیں گے اور یہی دن وہاں بھی ہوں گے اگرچہ وہاں دن رات نہوں گے مگر اللہ تعالیٰ اُنکو دن اور رات کی مقدار اور گھنٹوں کا شمار تعلیم فرمادیگا پس جب جمعہ کا دن آئیگا اور وہ وقت ہوگا جسوقت مسلمان دنیا میں جمعہ کی نماز کیلئے نکلتے تھے ایک منادی آواز دیگا کہ اے اہل جنت مزید کے جنگل میں چلو وہ ایسا جنگل ہے جس کا طول و عرض سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا وہاں مشک کے ڈھیر ہونگے آسمان کی برابر بلند انبیاء علیہم السلام نور کے ممبروں پر بٹھلائے جائینگے اور مومنین یاقوت کی کرسیوں پر۔ پس جب سب لوگ اپنے اپنے مقام پر بیٹھ جائیں گے حق تعالیٰ ایک ہوا بھیجیگا جس سے وہ مشک جو وہاں ڈھیر ہوگا اُڑے گا۔ وہ ہوا اس مشک کو ان کے کپڑوں میں لیجائیگی اور منھ میں اور بالوں میں لگائیگی وہ ہوا اس مشک کے لگانے کا طریقہ اس عورت سے بھی زیادہ جانتی ہے جسکو تمام دنیا کی خوشبوئیں دیجائیں پھر حق تعالیٰ حاملان عرش کو حکم دیگا کہ عرش کو اُنلوگوں کے سامنے لیجا کر رکھو پھر ان لوگونکو خطاب کرکے فرمائیگا کہ اے میرے بندو جو غیب پر ایمان لائے ہو حالانکہ مجکو دیکھا نہ تھا اور میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور میرے حکم کی اطاعت کی اب کچھ مجھ سے مانگو۔ یہ دن مزید یعنی زیادہ انعام کرنیکا ہے سب لوگ ایک زبان ہو کر کہیں گے کہ اے پروردگار ہم تجھ سے خوش ہیں تو بھی ہم سے راضی ہوجا۔ حق تعالیٰ فرمائیگا اے اہل جنت اگر میں تم سے راضی نہ ہوتا تو تمکو اپنی بہشت میں نہ رکھتا۔ اور کچھ مانگو یہ دن مزید کا ہے تب سب لوگ متفق اللسان ہو کر عرض کریں گے کہ اے پروردگار ہمکو اپنا جمال دکھادے کہ ہم تیری مقدس ذات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں پس حق سبحانہ پردے اٹھادیگا اور ان لوگوں پر ظاہر ہوجاویگا اور اپنے جمال جہاں آرا

سے اُن کو گھیر لیگا اگر اہل جنت کیلئے یہ حکم نہ ہو چکا ہوتا کہ یہ لوگ کبھی جلائے نہ جائیں تو بیشک وہ اس نور کی تاب نہ لاسکیں اور جل جائیں پھر اُن سے فرمائیگا کہ اب اپنے اپنے مقامات پر واپس جاؤ اور ان لوگوں کا حسن و جمال اس جمال حقیقی کے اثر سے دونا ہو گیا ہوگا یہ لوگ اپنی بیبیوں کے پاس آئینگے نہ بیبیاں انکو دیکھیں گی نہ یہ بیبیوں کو۔ تھوڑی دیر کے بعد جب وہ نور جو انکو چھپائے ہوئے تھا ہٹ جاویگا تب یہ آپسمیں ایک دوسرے کو دیکھیں گے اُنکی بیبیاں کہیں گی کہ جاتے وقت جیسی صورت تمہاری تھی وہ اب نہیں یعنی ہزار ہا درجہ اس سے اچھی ہے یہ لوگ جواب دیں گے کہ ہاں یہ اس سبب سے کہ حق تعالیٰ نے اپنی ذاتِ مقدس کو ہم پر ظاہر کیا تھا اور ہم نے اس جمال کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ (شرح سفر السعادت) دیکھئے جمعہ کے دن کتنی بڑی نعمت ملی (۱۱) ہر روز دوپہر کے وقت دوزخ تیز کیجاتی ہے مگر جمعہ کی برکت سے جمعہ کے دن نہیں تیز کیجاتی (احیاء العلوم) (۱۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جمعہ کو ارشاد فرمایا کہ اے مسلمانو اس دن کو اللہ تعالیٰ نے عید مقرر فرمایا ہے پس اُسدن غسل کرو اور جس کے پاس خوشبو ہو وہ خوشبو لگائے اور مسواک کو اُس دن لازم کرلو۔ (ابن ماجہ)

جمعے کے آداب

(۱) ہر مسلمان کو چاہئے کہ جمعہ کا اہتمام پنجشنبہ سے کرے پنجشنبہ کے دن بعد عصر کے استغفار وغیرہ زیادہ کرے اور اپنے پہننے کے کپڑے صاف رکھے اور خوشبو گھر میں نہو اور ممکن ہو تو اسی دن لا رکھے تاکہ پھر جمعے کے دن ان کاموں میں اسکو مشغول ہونا نہ پڑے بزرگانِ سلف نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ جمعے کا فائدہ اسکو ملیگا جو اسکا منتظر رہتا ہو اور اس کا اہتمام پنجشنبہ سے کرتا ہو اور سب سے زیادہ بدنصیب وہ ہے جسکو یہ بھی نہ معلوم ہو کہ جمعہ کب ہے حتیٰ کہ صبح لوگوں سے پوچھے کہ آج کون دن ہے اور بعض بزرگ شب جمعہ کو زیادہ اہتمام کی غرض سے جامع مسجد ہی میں جا کر رہتے تھے (ص۱۶۱ ج ۱ احیاء العلوم) (۲) پھر جمعہ کے دن غسل کرے سر کے بالوں کو اور بدن کو خوب صاف کرے اور مسواک کرنا بھی اس دن بہت فضیلت رکھتا ہے (احیاء ص۱۶۱ ج۱) (۳) جمعہ کے دن بعد غسل کے عمدہ سے عمدہ کپڑے جو اس کے پاس ہوں پہنے اور ممکن ہو تو خوشبو لگائے اور ناخن وغیرہ بھی کترواے (احیاء ص۱۶۱ ج۱) (۴) جامع مسجد میں بہت سویرے جائے جو شخص جتنا سویرے جائیگا اسیقدر اسکو ثواب زیادہ ملیگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن فرشتے دروازے پر اُس مسجد کے جہاں جمعہ پڑھا جاتا ہے کھڑے ہوتے ہیں اور سب سے پہلے جو آتا ہے اُسکو پھر اسکے بعد دوسرے کو اسیطرح

درجہ بدرجہ سب کا نام لکھتے ہیں اور سب سے پہلے جو آیا اسکو ایسا ثواب ملتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اونٹ قربانی کرنے والے کو اسکے بعد پھر جیسے گائے کی قربانی کرنے میں پھر جیسے اللہ تعالیٰ کے واسطے مرغ کے ذبح کرنے میں پھر جیسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی کو انڈا صدقہ دیا جائے پھر جب خطبہ ہونے لگتا ہے تو فرشتے وہ دفتر بند کر لیتے ہیں اور خطبہ سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں (صحیح مسلم شریف وصحیح بخاری شریف) اگلے زمانے میں صبح کے وقت اور بعد فجر کے راستے گلیاں بھری ہوئی نظر آتی تھیں تمام لوگ اتنے سویرے سے جامع مسجد جاتے تھے اور سخت اژدحام ہوتا تھا جیسے عید کے دنوں میں پھر جب یہ طریقہ جاتا رہا تو لوگوں نے کہا کہ یہ پہلی بدعت[۵] ہے جو اسلام میں پیدا ہوئی یہ لکھکر امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیوں نہیں شرم آتی مسلمانوں کو یہود اور نصاریٰ سے کہ وہ لوگ اپنی عبادت کے دن یعنی یہود سنیچر کو اور نصاریٰ اتوار کو اپنی عبادت خانوں اور گرجا گھروں میں کیسے سویرے جاتے ہیں اور طالبان دنیا کتنے سویرے بازاروں میں خرید و فروخت کیلئے پہنچ جاتے ہیں پس طالبانِ دین کیوں نہیں پیش قدمی کرتے (احیاء العلوم) درحقیقت مسلمانوں نے اس زمانے میں اس مبارک دن کی بالکل قدر گھٹا دی ان کو یہی خبر نہیں ہوتی کہ آج کون دن ہے اور اس کا کیا مرتبہ ہے افسوس وہ دن جو کسی زمانے میں مسلمانوں کے نزدیک عید سے بھی زیادہ تھا اور جس دن پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فخر تھا اور جو دن اگلی امتوں کو نصیب نہوا تھا آج مسلمانوں کے ہاتھ سے اسکی ایسی ذلت اور ناقدری ہو رہی ہے خدائے تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کو اس طرح ضائع کرنا سخت ناشکری ہے جس کا وبال ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ (۵) جمعہ کی نماز کیلئے پاپیادہ جانے میں ہر قدم پر ایک سال روزہ رکھنے کا ثواب ملتا ہے (ترمذی شریف) (۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورۂ الم سجدہ اور ہل اتی علی الانسان پڑھتے تھے لہٰذا ان سورتوں کو جمعہ کے دن فجر کی نماز میں مستحب سمجھکر کبھی کبھی پڑھا کرے کبھی کبھی ترک بھی کر دے تاکہ لوگوں کو وجوب کا خیال نہو (۷) جمعہ کی نماز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون یا سبح اسم ربک الاعلیٰ اور ہل اتاک حدیث الغاشیہ پڑھتے تھے (۸) جمعہ کے دن خواہ نماز سے پہلے یا پیچھے سورۂ کہف پڑھنے میں بہت ثواب ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن جو کوئی سورۂ کہف پڑھے اسکیلئے عرش کے نیچے سے آسمان کے برابر بلند ایک نور ظاہر ہوگا کہ قیامت کے اندھیرے میں اسکے کام آویگا اور اس جمعہ سے پہلے جمعہ تک جتنے گناہ اس سے ہوئے تھے سب معاف ہو جائینگے (شرح سفر

[۵] یہاں پر شرعی بدعت مراد نہیں ہے بلکہ لغوی مراد ہے یعنے نئی بات پیدا کرنے کے معنے میں ۱۲ ؁

السعادت) علماء نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں گناہ صغیرہ مراد ہیں اس لئے کہ کبیرہ بے توبہ کے نہیں معاف ہوتے واللہ اعلم وہو ارحم الراحمین (۹) جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے میں بھی اور دنوں سے زیادہ ثواب ملتا ہے اسی لئے احادیث میں وارد ہوا ہے کہ جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت کرو۔

جمعے کی نماز کی فضیلت اور تاکید

نماز جمعہ فرض عین ہے قرآن مجید اور احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے اور اعظم شعائر اسلام سے ہے منکر اسکا کافر اور بے عذر اسکا تارک فاسق ہے (۱) قولہ تعالیٰ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۔ یعنی جب نماز جمعہ کیلئے اذان کہی جائے تو تم لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔ ذکر سے مراد اس آیت میں نماز جمعہ اور اسکا خطبہ ہے دوڑنے سے مقصود نہایت اہتمام کے ساتھ جانا ہے۔ (۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن غسل اور طہارت بقدر امکان کرے بعد اس کے اپنے بالوں میں تیل لگائے اور خوشبو کا استعمال کرے اسکے بعد نماز کیلئے چلے اور جب مسجد میں آئے اور کسی آدمی کو اسکی جگہ سے اٹھا کر نہ بیٹھے پھر جسقدر نوافل اسکی قسمت میں ہوں پڑھے پھر جب امام خطبہ پڑھنے لگے تو سکوت کرے تو گذشتہ جمعے سے اس وقت تک کے گناہ اس شخص کے معاف ہو جائیں گے (صحیح بخاری شریف) (۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی جمعہ کے دن خوب غسل کرے اور سویرے مسجد میں پیادہ پا جائے سوار ہو کر نہ جائے پھر خطبہ سنے اور اس درمیان میں کوئی لغو فعل نہ کرے تو اسکو ہر قدم کے عوض میں ایک سال کامل کی عبادت کا ثواب ملیگا ایک سال کے روزوں کا اور ایک سال کی نمازوں کا (ترمذی شریف) (۴) ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ لوگ نماز جمعہ کے ترک سے باز رہیں ورنہ خدائے تعالیٰ ان کے دلوں پر مُہر کردیگا پھر وہ سخت غفلت میں پڑ جائیں گے (صحیح مسلم شریف) (۵) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تین جمعے سستی سے یعنی بے عذر ترک کر دیتا ہے اس کے دل پر اللہ تعالیٰ مُہر

ف ۱ امام اعظم رحمۃ کا یہی مسلک ہے کہ امام کے منبر پر آنیکے بعد نماز اور کلام چھوڑدے اس میں صاحبین کا اختلاف ہے صاحبین کا یہ مسلک ہے کہ خطبہ شروع ہونے سے پہلے تک کلام کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے ۱۲ محشی

کر دیتا ہے (ترمذی شریف) اور ایک روایت میں ہے کہ خداوند عالم اس سے بیزار ہو جاتا ہے (۶) طارق بن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز جمعہ جماعت کے ساتھ ہر مسلمان پر حق واجب ہے مگر چار پر غلام یعنی جو قاعدہ شرع کے موافق مملوک ہو۔ عورت۔ نابالغ لڑکا۔ بیمار (ابوداؤد شریف) (۷) ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تارکین جمعہ کے حق میں فرمایا کہ میرا مصمم ارادہ ہوا کہ کسی کو اپنی جگہ امام کر دوں اور خود ان لوگوں کے گھروں کو جلا دوں جو نماز جمعہ میں حاضر نہیں ہوتے (صحیح مسلم شریف) اسی مضمون کی حدیث ترک جماعت کے حق میں بھی وارد ہوئی ہے جسکو ہم اوپر لکھ چکے ہیں (۸) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بے ضرورت جمعے کی نماز ترک کر دیتا ہے وہ منافق[۱] لکھا جاتا ہے ایسی کتاب میں کہ جو تغیر و تبدل سے بالکل محفوظ ہے (مشکوٰۃ شریف) یعنی اس کے نفاق کا حکم ہمیشہ رہیگا ہاں اگر توبہ کرے یا ارحم الراحمین اپنی محض عنایت سے معاف فرمائے تو وہ دوسری بات ہے۔ (۹) جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کو جمعہ کے دن نماز جمعہ پڑھنا ضروری ہے مگر مریض اور مسافر اور عورت اور لڑکا اور غلام پس اگر کوئی شخص لغو کام یا تجارت میں مشغول ہو جائے تو خداوند عالم بھی اس سے اعراض فرماتا ہے اور وہ بے نیاز اور محمود ہے (مشکوٰۃ شریف) یعنی اس کو کسی کی عبادت کی پرواہ نہیں نہ اسکا کچھ فائدہ ہے اس کی ذات (بے پرواہ ۱۲) (حمد کیا گیا ۱۲) بہمہ صفت موصوف ہے کوئی اس کی حمد و ثنا کرے یا نہ کرے (۱۰) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا جس شخص نے پے درپے کئی جمعے ترک کر دئے پس اس نے اسلام کو پس پشت ڈال دیا (اشعۃ اللمعات) (۱۱) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ ایک شخص مر گیا اور وہ جمعہ اور جماعت میں شریک نہ ہوتا تھا اس کے حق میں آپ کیا فرماتے ہیں انھوں نے جواب دیا کہ وہ دوزخ[۲] میں ہے۔ پھر وہ شخص ایک مہینے تک برابر ان سے یہی سوال کرتا رہا اور وہ یہی جواب دیتے رہے (احیاء العلوم) ان احادیث سے سرسری نظر کے بعد بھی یہ نتیجہ بخوبی نکل سکتا ہے کہ نماز جمعے کی سخت تاکید شریعت میں ہے اور اس کے تارک پر سخت سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں کیا اب بھی کوئی شخص بعد دعوی اسلام کے اس فرض کے ترک کرنے پر جرأت کر سکتا ہے۔

[۱] منافق کے معنی حقیقی کافر کے ہیں۔ یہاں پر حقیقی معنے مراد نہیں ہے بلکہ منافق کے جیسی عادت کے ہے اور منافق کے جیسی عادت بنانا گناہ ہے ۱۲ محشی

[۲] اگر اس سے یہ مراد ہو کہ دوزخ میں ہمیشہ رہیگا تو یہ تاویل کرنی پڑیگی کہ جو شخص جمعہ اور جماعت کا مرتبہ کم سمجھکر ترک کرے اسلئے کہ یہ شریعت کے تحقیر پر دال ہے اور اگر ہمیشگی مراد نہیں ہے تو پھر اس تاویل کی کوئی ضرورت نہیں ۱۲ محشی

نمازِ جمعہ کے واجب ہونیکی شرطیں

(۱) مقیم ہونا پس مسافر پر نماز جمعہ واجب نہیں (۲) صحیح ہونا پس مریض پر نماز جمعہ واجب نہیں جو مرض جامع مسجد تک پیادہ پا جانے سے مانع ہو اُسی مرض کا اعتبار ہے بوڑھاپے کیوجہ سے اگر کوئی شخص کمزور ہو گیا ہو کہ مسجد تک نہ جاسکے یا نابینا ہو یہ سب لوگ مریض سمجھے جائیں گے اور نماز جمعہ اُن پر واجب نہ ہو گی۔

(۳) آزاد ہونا۔ غلام پر نماز جمعہ واجب نہیں۔ (۴) مرد ہونا عورت پر نماز جمعہ واجب نہیں۔ (۵) جماعت کے ترک کرنیکیلئے جو عذر اوپر بیان ہو چکے ہیں اُن سے خالی ہونا۔ اگر ان عذروں میں سے کوئی عذر موجود ہو تو نماز جمعہ واجب نہ ہو گی۔ **مثال** (۱) پانی بہت زور سے برستا ہو (۲) کسی مریض کی تیمارداری کرتا ہو (۳) مسجد جانے میں کسی دشمن کا خوف ہو (۴) اور نمازوں کے واجب ہونے کی جو شرطیں اوپر ہم ذکر کر چکے ہیں وہ بھی اس میں معتبر ہیں یعنی عاقل ہونا۔ بالغ ہونا۔ مسلمان ہونا۔ یہ شرطیں جو بیان ہوئیں نماز جمعے کے واجب ہونے کی تھیں۔ اگر کوئی شخص باوجود نہ پائے جانے ان شرطون کے نماز جمعہ پڑھے تو اس کی نماز ہو جائے گی۔ یعنی ظہر کا فرض اس کے ذمّہ سے اتر جائیگا۔ مثلاً کوئی مسافر یا کوئی عورت نماز جمعہ پڑھے۔

جمعے کی نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں

(۱) مصر[۵] یعنی شہر یا قصبہ۔ پس گاؤں یا جنگل میں نماز جمعہ درست نہیں البتہ جس گاؤں کی آبادی قصبے کے برابر ہو مثلاً تین چار ہزار آدمی ہوں وہاں جمعہ درست ہے (۲) ظہر کا وقت۔ پس وقت ظہر سے پہلے اور اسکے نکل جانے کے بعد نماز جمعہ درست نہیں حتیٰ کہ اگر نماز جمعہ پڑھنے کی حالت میں وقت جاتا رہے تو نماز فاسد ہو جائیگی اگرچہ قعدہ اخیرہ بقدر تشہد کے ہو چکا ہو اور اسی وجہ سے نماز جمعہ کی قضا نہیں پڑھی جاتی (۳) خطبہ یعنی لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا خواہ صرف سبحان اللہ یا الحمد للہ کہدیا جائے۔ اگرچہ صرف اسیقدر پر اکتفا کرنا بوجہ مخالفت سنت کے مکروہ ہے۔ (۴) خطبہ کا نماز سے پہلے ہونا اگر نماز کے بعد خطبہ پڑھا جائے تو نماز نہ ہو گی۔ (۵) خطبہ کا وقت ظہر کے اندر ہونا۔ پس وقت آنے سے پہلے اگر خطبہ پڑھ لیا جائے تو نماز نہ ہو گی (۶) جماعت یعنی امام کے سوا کم سے کم تین آدمیوں کا شروع خطبے سے سجدۂ رکعت اولیٰ تک موجود رہنا

---

[۵] عالمگیری ص ۱۴۴ ج ۱

[۵] ولا دائها شرائط فی غیر المصلی منها المصر والمصر فی ظاہر الروایۃ الموضع الذی یکون فیہ مفت وقاض یقیم الحدود وینفذ الاحکام وبلغت ابنیتہ ابنیۃ منیٰ ومنها وقت الظهر حتی لو خرج وقت الظهر فی خلال الصلاۃ تفسد الجمعۃ وان خرج بعد ما قعد قدر التشہد ومنها الخطبۃ قبلها حتی لو صلوا بلا خطبۃ او خطب قبل الوقت یجز الخطبۃ وہی تشتمل علی فرض وسنۃ فالفرض شیئان الوقت وہو بعد الزوال وقبل الصلاۃ والثانی ذکر اللہ تعالیٰ وکفت تحمیدۃ او تہلیلۃ او تسبیحۃ ومنها الجماعۃ واقلها ثلاثۃ سوی الامام ولو خطب الامام یوم الجمعۃ ونفر الناس وجاء آخرون وصلی بہم الجمعۃ اجزاہم والشرط فیہم ان یکونوا صالحین للامامۃ اما اذا کانوا لا یصلحون لہا کالنساء والصبیان لا تصح الجمعۃ وان نفروا بعد الافتتاح قبل التقیید بالسجدۃ لم یجمع عند ابی حنیفہ رح خلافا لہما وان نفروا بعد ما قید الرکعۃ بالسجدۃ صلی الجمعۃ عند علمائنا الثلاثۃ ومنها الاذن العام وہو ان تفتح ابواب الجامع فیؤذن للناس کافۃ حتی ان جماعۃ لو اجتمعوا فی الجامع واغلقوا ابواب المسجد علی انفسہم وجمعوا لم یجز ۱۲ عالمگیری ص ۱۴۴

گو وہ تین آدمی جو خطبے کے وقت تھے اور ہوں اور نماز کے وقت اور۔ مگر یہ شرط ہے کہ یہ تین آدمی ایسے ہوں جو امامت کر سکیں پس اگر صرف عورت یا نا بالغ لڑکے ہوں تو نماز نہ ہوگی۔ (۷) اگر سجدہ کرنے سے پہلے لوگ چلے جائیں اور تین آدمیوں سے کم باقی رہ جائیں یا کوئی نہ رہے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ ہاں اگر سجدہ کرنے کے بعد چلے جائیں تو پھر کچھ حرج نہیں (۸) عام اجازت کے ساتھ علی الاشتہار نماز جمعے کا پڑھنا پس کسی خاص مقام پر چھپکر نماز جمعہ پڑھنا درست نہیں۔ اگر کسی ایسے مقام میں نماز جمعہ پڑھی جائے جہاں عام لوگوں کو آنے کی اجازت نہ ہو یا جمعہ کو مسجد کے دروازے بند کر لئے جاویں تو نماز نہ ہوگی۔ یہ شرائط جو نماز جمعہ کے صحیح ہونے کی بیان ہوئیں اگر کوئی شخص باوجود نہ پائے جانے ان شرائط کے نماز جمعہ پڑھے تو اس کی نماز نہ ہوگی نماز ظہر پھر اس کو پڑھنا ہوگی اور چونکہ یہ نماز نفل ہوگی اور نفل کا اس اہتمام سے پڑھنا مکروہ ہے لہذا ایسی حالت میں نماز جمعہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

جمعے کے خطبے کے مسائل

مسئلہ جب[۱] سب لوگ جماعت میں آجائیں تو امام کو چاہئے کہ منبر پر بیٹھ جائے اور مؤذن اسکے سامنے کھڑے ہو کر اذان کہے۔ بعد اذان کے فوراً امام کھڑا ہو کر خطبہ شروع کر دے **مسئلہ ۲** خطبے میں[۲] بارہ چیزیں مسنون ہیں (۱) خطبہ پڑھنے کی حالت میں خطبہ پڑھنے والے کو کھڑا رہنا۔ (۲) دو خطبے پڑھنا (۳) دونوں خطبوں کے درمیان میں اتنی دیر تک بیٹھنا کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکیں۔ (۴) دونوں حدثوں سے پاک ہونا۔ (۵) خطبہ پڑھنے کی حالت میں منہ لوگوں کی طرف رکھنا۔ (۶) خطبہ شروع کرنے سے پہلے اپنے دل میں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہنا۔ (۷) خطبہ ایسی آواز سے پڑھنا کہ لوگ سن سکیں۔ (۸) خطبہ میں ان آٹھ قسم کے مضامین کا ہونا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس کی تعریف خدا وند عالم کی وحدت اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی شہادت۔ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وعظ و نصیحت۔ قرآن مجید کی آیتوں کا یا کسی سورت کا پڑھنا۔ دوسرے خطبے میں پھر ان سب چیزوں کا اعادہ کرنا۔ دوسرے خطبہ میں بجائے وعظ و نصیحت کے مسلمانوں کے لئے دعا کرنا۔ یہ آٹھ قسم کے مضامین کی فہرست تھی آگے بقیہ فہرست ہے ان امور کی جو حالت خطبے میں مسنون ہیں۔ (۹) خطبے کو زیادہ طول نہ دینا بلکہ نماز سے کم رکھنا۔ (۱۰) خطبہ منبر پر پڑھنا اگر منبر نہ ہو تو کسی لاٹھی وغیرہ پر سہارا دیکر کھڑا ہونا اور منبر کے ہوتے ہوئے کسی لاٹھی وغیرہ پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا اور ہاتھ کا ہاتھ پر رکھ لینا جیسا کہ بعض لوگوں کی ہمارے زمانہ میں عادت ہے منقول نہیں (۱۱) دونوں خطبوں کا عربی زبان میں ہونا اور کسی زبان میں خطبہ پڑھنا یا اسکے ساتھ کسی اور

---

[۱] وکذا الجلوس علی المنبر قبل الشروع فی الخطبۃ والاذان بین یدیہ ثم قیامہ بعد الاذان والسیف لیلاً متکئا علیہ ۱۲ مراقی الفلاح ص۸۳

[۲] واما سننہا فخمسۃ عشر احدہا الطہارۃ وثانیہا القیام وثالثہا استقبال القوم بوجہہ ورابعہا التعوذ فی نفسہ قبل الخطبۃ وخامسہا ان یسمع القوم الخطبۃ وان لم یسمع اجزاہ وسادسہا البداءۃ بحمد اللہ وسابعہا الثناء علیہ بما ہو اہلہ وثامنہا الشہادتان وتاسعہا الصلاۃ علی النبی علیہ الصلاۃ والسلام وعاشرہا العظۃ والتذکیر والحادی عشر قراءۃ القرآن والثانی عشر اعادۃ التحمید والثناء علی اللہ تعالیٰ و الصلاۃ علی النبی علیہ الصلاۃ والسلام فی الخطبۃ الثانیۃ والثالث عشر زیادۃ الدعاء للمسلمین والمسلمات والرابع عشر تخفیف الخطبتین بقدر سورۃ من طوال المفصل ویکرہ التطویل والخامس عشر الجلوس بین الخطبتین ۱۲ عالمگیری ص۱۶۱

زبان کے اشعار وغیرہ ملا دینا جیسا کہ ہمارے زمانہ میں بعض عوام کا دستور ہے خلاف سنت مؤکدہ اور مکروہ تحریمی ہے (ص۲۵ ج۱ امداد الفتاوی) (۱۲) خطبہ[۵۱] سننے والوں کو قبلہ رو ہو کر بیٹھنا۔ دوسرے خطبے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آل و اصحاب و ازواج مطہرات خصوصاً خلفائے راشدین اور حضرت حمزہ و عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لئے دعا کرنا مستحب ہے۔ بادشاہ اسلام کے لئے بھی دعا کرنا جائز ہے۔ مگر اس کی ایسی تعریف کرنا جو غلط ہو مکروہ تحریمی ہے۔ **مسئلہ ۳** جب[۵۲] امام خطبے کے لئے اٹھ کھڑا ہو۔ اس وقت سے کوئی نماز پڑھنا یا آپس میں بات چیت کرنا مکروہ تحریمی ہے ہاں قضا نماز کا پڑھنا صاحب ترتیب کیلئے اس وقت بھی جائز بلکہ واجب ہے۔ پھر جب تک امام خطبہ ختم نہ کر دے یہ سب چیزیں ممنوع ہیں۔ **مسئلہ** جب[۵۳] خطبہ شروع ہو جائے تو تمام حاضرین کو اس کا سننا واجب ہے۔ خواہ امام کے نزدیک بیٹھے ہوں یا دور۔ اور کوئی ایسا فعل کرنا جو سننے میں مخل ہو مکروہ تحریمی ہے اور کھانا پینا بات چیت کرنا۔ چلنا پھرنا۔ سلام یا سلام کا جواب یا تسبیح پڑھنا یا کسی کو شرعی مسئلہ بتانا جیسا کہ حالت نماز میں ممنوع ہے ویسا ہی اس وقت بھی ممنوع ہے ہاں خطیب کو جائز ہے کہ خطبہ پڑھنے کی حالت میں کسی کو شرعی مسئلہ بتا دے۔ **مسئلہ ۵** اگر سنت[۵۴] نفل پڑھتے ہیں خطبہ شروع ہو جاوے تو راجح یہ ہے کہ سنت مؤکدہ تو پوری کرلے اور نفل میں دو رکعت پر سلام پھیر دے۔ **مسئلہ ۶** دونوں[۵۵] خطبوں کے درمیان میں بیٹھنے کی حالت میں امام کو یا مقتدیوں کو ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں بے ہاتھ اٹھائے ہوئے اگر دل میں دعا مانگی جائے تو جائز ہے بشرطیکہ زبان سے کچھ نہ کہے۔ نہ آہستہ نہ زور سے۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول نہیں رمضان کے اخیر جمعہ کے خطبہ میں وداع و فراق کے مضامین پڑھنا بوجہ اسکے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے منقول نہیں نہ کتب فقہ میں کہیں اس کا پتہ ہے اور اس پر مداومت کرنے سے عوام کو اس کے ضروری ہونے کا خیال ہوتا ہے اسلئے بدعت ہے۔ **تنبیہ** ہمارے زمانہ میں اس خطبہ پر ایسا التزام ہو رہا ہے کہ اگر کوئی نہ پڑھے تو وہ مورد طعن ہوتا ہے اور اس خطبے کے سننے میں اہتمام بھی زیادہ کیا جاتا ہے (روح الاخوان) **مسئلہ** خطبے کا کسی کتاب وغیرہ سے دیکھ کر پڑھنا جائز ہے **مسئلہ** نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک اگر خطبہ میں آئے تو مقتدیوں کو اپنے دل میں درود[۵۶] شریف پڑھ لینا چاہئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطبہ جمعہ کے دن

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ نقل کرنے سے یہ غرض نہیں کہ لوگ اسی خطبے پر التزام کر لیں بلکہ کبھی کبھی بغرض تبرک و اتباع اس کو بھی پڑھ لیا جایا کرے۔ عادت شریف یہ تھی کہ جب سب لوگ جمع ہو جاتے

[۵۱] وذکر الخلفاء الراشدین والعمین (یعنی حمزہ رض و العباس رض) رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین مستحسن وبذلک جری التوارث ۱۲ عالمگیری ص۱۴۷ ویکرہ اشد الکراہۃ وصف السلاطین بما لیس فیہم وفی المبسوط یستحب للقوم ان یستقبلوا الامام عند الخطبۃ ۱۲ غنیہ شرح منیہ ص۵۶۱

[۵۲] واذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام ولا یرد علیہ قضاء فائتۃ لم یسقط الترتیب بینہا وبین الوقتیۃ فانہا لا تکرہ ۱۲ بحر ص۱۶۷

[۵۳] ویکرہ للخطیب ان یتکلم فی حال الخطبۃ الا ان یکون امراً بمعروف ویحرم فی الخطبۃ ما یحرم فی الصلاۃ حتی لا ینبغی ان یاکل و یشرب والامام فی الخطبۃ والنائی عن الامام فی السماع الخطبۃ کالقریب والانصات فی حقہ ہو المختار ۱۲ عالمگیری ص۱۴۷ ج۱

[۵۴] ولو کان فی السنۃ قبل الظہر والجمعۃ فاقیم او خطب یقطع علی راس الرکعتین یروی ذلک عن ابی یوسف رح وقد قیل تمہا ۱۲ ہدایہ ص۱۱ ج۱

[۵۵] ان کان فی النفل ثم شرع الخطیب فی الخطبۃ تقطع قبل السجدۃ وبعدہا عند الرکعتین ۱۲ عالمگیری ص۱۴۷ ج۱

[۵۶] واذا قال الخطیب یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ الخ یصلی علی النبی علیہ الصلاۃ والسلام نفسہ ۱۲ قاضی خان ص۱۸۲

اس وقت آپ تشریف لاتے اور حاضرین کو سلام کرتے اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان کہتے۔ جب اذان ختم ہو جاتی آپ کھڑے ہو جاتے اور معاً خطبہ شروع فرما دیتے۔ جبتک منبر نہ بنا تھا کسی لاٹھی یا کمان سے ہاتھ کو سہارا دے لیتے تھے اور کبھی کبھی اس لکڑی کے ستون سے جو محراب کے پاس تھا۔ جہاں آپ خطبہ پڑھتے تھے تکیہ لگا لیتے تھے بعد منبر بن جانے کے پھر کسی لاٹھی وغیرہ سے سہارا دینا منقول نہیں (تفصیل حاشیہ پر دیکھو) دو خطبے پڑھتے اور دونوں کے درمیان میں کچھ تھوڑی دیر بیٹھ جاتے اور اس وقت کچھ کلام نہ کرتے نہ دعا مانگتے جب دوسرے خطبہ سے آپ کو فراغت ہوتی، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اقامت کہتے اور آپ نماز شروع فرماتے۔ خطبہ پڑھتے وقت حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز بلند ہو جاتی تھی اور مبارک آنکھیں سرخ ہو جاتی تھیں۔ مسلم شریف میں ہے کہ خطبہ پڑھنے وقت حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ایسی حالت ہوتی تھی جیسے کوئی شخص کسی دشمن کے لشکر سے جو عنقریب آنا چاہتا ہو۔ اپنے لوگوں کو خبر دیتا ہو۔ اکثر خطبے میں فرمایا کرتے تھے کہ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَۃُ کَھَاتَیْنِ[1] میں اور قیامت اس طرح ساتھ بھیجا گیا ہوں جیسے یہ دو[2] انگلیاں۔ اور بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی کو ملا دیتے تھے اور اس کے بعد فرماتے تھے اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ وَّشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ اَنَا اَوْلٰی بِکُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَّفْسِہٖ مَنْ تَرَکَ مَالًا فَلِاَھْلِہٖ وَمَنْ تَرَکَ دَیْنًا اَوْضِیَاعًا فَعَلَیَّ۔ کبھی یہ خطبہ پڑھتے تھے۔ یَا اَیُّھَا النَّاسُ تُوْبُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا وَبَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ الصَّالِحَۃِ وَصِلُوا الَّذِیْ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ رَبِّکُمْ بِکَثْرَۃِ ذِکْرِکُمْ لَہٗ وَکَثْرَۃِ الصَّدَقَۃِ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِیَۃِ تُوْجَرُوْا وَتُحْمَدُوْا وَتُرْزَقُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ قَدْ فَرَضَ عَلَیْکُمُ الْجُمُعَۃَ مَکْتُوْبَۃً فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا فِیْ شَھْرِیْ ھٰذَا فِیْ عَامِیْ ھٰذَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ مَنْ وَّجَدَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا فَمَنْ تَرَکَھَا فِیْ حَیَاتِیْ اَوْ بَعْدِیْ جُحُوْدًا بِھَا وَاسْتِخْفَافًا بِھَا وَلَہٗ اِمَامٌ جَائِرٌ اَوْ عَادِلٌ فَلَا جَمَعَ اللّٰہُ شَمْلَہٗ وَلَا بَارَکَ لَہٗ فِیْ اَمْرِہٖ اَلَا وَلَا صَلٰوۃَ لَہٗ اَلَا وَلَا صَوْمَ لَہٗ اَلَا وَلَا زَکٰوۃَ لَہٗ اَلَا وَلَا حَجَّ لَہٗ اَلَا وَلَا بِرَّ لَہٗ حَتّٰی یَتُوْبَ فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰہُ اَلَا وَلَا تَؤُمَّنَّ امْرَاَۃٌ رَجُلًا اَلَا وَلَا یَؤُمَّنَّ اَعْرَابِیٌّ مُّھَاجِرًا اَلَا وَلَا یَؤُمَّنَّ فَاجِرٌ مُّؤْمِنًا اِلَّا اَنْ یَّقْھَرَہٗ سُلْطَانٌ یُّخَافُ سَیْفُہٗ وَسَوْطُہٗ (ابن ماجہ) اور کبھی بعد حمد وصلوٰۃ کے یہ خطبہ پڑھتے تھے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا وَمَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ میرے بھیجے جانے کے بعد اب قیامت کو بہت قریب سمجھو بہت جلد آنیوالی ہے ۱۲ محشی

بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَةِ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَاهْتَدٰی وَمَنْ یَّعْصِهِمَا فَاِنَّهٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ وَلَا یَضُرُّ اللّٰهَ شَیْئًا ۔ ایک صحابی فرماتے ہیں کہ حضرت سورۂ قٓ خطبے میں اکثر پڑھا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ میں نے سورۂ قٓ حضرت ہی سے سن سن کر یاد کی ہے جب آپ منبر پر اسکو پڑھا کرتے تھے۔ اور کبھی سورۂ والعصر اور کبھی لَا یَسْتَوِیْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ط اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ط اور کبھی وَنَادَوْا یٰمٰلِكُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّكَ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ط

نماز کے مسائل

مسئلہ ۱ بہتر یہ ہے کہ جو شخص خطبہ پڑھے وہی نماز پڑھائے اور اگر کوئی دوسرا پڑھائے تب بھی جائز ہے[1]

مسئلہ ۲ خطبہ ختم ہوتے ہی فوراً اقامت کہہ کر نماز شروع کر دینا مسنون ہے۔ خطبے اور نماز کے درمیان میں کوئی دنیاوی کام کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ اور اگر درمیان میں فصل زیادہ ہو جاوے اسکے بعد خطبے کے اعادے کی ضرورت ہے ہاں کوئی دینی کام ہو مثلاً کسی کو کوئی شرعی مسئلہ بتائے یا وضو نہ رہے اور وضو کرنے جائے یا بعد خطبہ کے معلوم ہو کہ اس کو غسل کی ضرورت تھی اور غسل کرنے جائے تو کچھ کراہت نہیں نہ خطبے کے اعادے کی ضرورت ہے[2]

مسئلہ ۳ نماز جمعہ اس نیت سے پڑھی جائے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیِ الْفَرْضِ صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ یعنی میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت فرض نماز جمعہ پڑھوں

مسئلہ ۴ بہتر یہ ہو کہ جمعہ کی نماز ایک مقام میں ایک ہی مسجد میں سب لوگ جمع ہو کر پڑھیں اگرچہ ایک مقام کی متعدد مسجدوں میں بھی نماز جمعہ جائز ہے۔

مسئلہ ۵ اگر کوئی[3] مسبوق قعدہ اخیرہ میں التحیات پڑھتے وقت یا سجدہ سہو کے بعد آکر ملے تو اس کی شرکت صحیح ہو جائے گی اور اس کو جمعہ کی نماز تمام کرنا چاہئے۔ ظہر پڑھنے کی ضرورت نہیں

مسئلہ ۶ بعضے[4] لوگ جمعے کے بعد ظہر احتیاطی پڑھا کرتے ہیں چونکہ عوام کا اعتقاد اس سے بہت بگڑ گیا ہے ان کو مطلقاً منع کرنا چاہئے البتہ اگر کوئی ذی علم موقع شبہ میں پڑھنا چاہے تو اپنے پڑھنے کی کسی کو اطلاع نہ کرے۔

عیدین کی نماز کا بیان

مسئلہ ۱ شوال[5] کے مہینے کی پہلی تاریخ کو عید الفطر کہتے ہیں اور ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو عید الضحیٰ یہ دونوں دن اسلام میں عید اور خوشی کے دن ہیں ان دونوں دنوں میں دو دو رکعت نماز بطور شکریہ کے پڑھنا

[1] ولا ینبغی ان یصلی غیر الخطیب ۱۲ عالمگیری ص۱۴۷ وقد صرح فی الخلاصہ بانہ لو خطب صبی باذن السلطان وصلی الجمعة رجل بالغ یجوز ۱۲ بحر الرائق ص۱۵۹ ج۲

[2] ولو خطب ثم ذہب فتوضأ فی منزلہ ثم جاء فصلی تجوز ولو تغذی فیہ او جامع فاغتسل استانف الخطبة لانہ لیس من عمل الصلاة ۱۲ غنیہ ص۵۵۷ وتؤدی الجمعة فی مصر واحد فی مواضع کثیرة وہو قول ابی حنیفة رح ومحمد رح وہو الاصح ۱۲ عالمگیری ص۱۴۷ ج۱

[3] ومن ادرک الامام صلی معہ ما ادرک وبنی علیہ الجمعة وہذا مطلق یشمل اذا ادرک بعد التشہد او فی سجدة السہو ۱۲ غنیہ ص۵۶۱

[4] بلفظہ مع ما لزم من فعلہا فی زماننا من المفسدة العظیمة وہو اعتقاد الجہلة ان الجمعة لیست بفرض لما یشاہدون من صلاة الظہر فیظنون انہا الفرض وان الجمعة لیست بفرض فیتکاسلون عن اداء الجمعة فکان الاحتیاط فی ترکہا وعلی تقدیر فعلہا ممن لا یخاف علیہ مفسدة منہا فالاولی ان تکون فی بیتہ خفیة خوفا من مفسدة فعلہا ۱۲ بحر ص۱۵۵ ج۲

[5] صلاة العید واجبة علی من علیہ الجمعة بشرائطہا سوی الخطبة لانہا لما اخرت عن الصلاة لم تکن شرطا لہا بل سنة ۱۲ مراقی ص۲۹۰

واجب ہے۔ جمعہ کی نماز کی صحت و وجوب کے لئے جو شرائط اوپر ذکر ہو چکے ہیں وہی سب عیدین کی نماز میں بھی ہیں سوا خطبے کے کہ جمعے کی نماز میں خطبہ فرض اور شرط ہے اور نماز سے پہلے پڑھا جاتا ہے، اور عیدین کی نماز میں شرط یعنی فرض نہیں سنت ہے اور پیچھے پڑھا جاتا ہے مگر عیدین کے خطبے[۱] کا سننا بھی مثل جمعہ کے خطبے کے واجب ہے یعنی اس وقت بولنا چالنا نماز پڑھنا سب حرام ہے۔ عید الفطر کے دن تیرہ[۲] چیزیں مسنون ہیں۔ شرع کے موافق اپنی آرائش کرنا۔ غسل کرنا۔ مسواک کرنا۔ عمدہ سے عمدہ کپڑے جو پاس موجود ہوں پہننا۔ خوشبو لگانا۔ صبح کو بہت سویرے اٹھنا۔ عیدگاہ میں بہت سویرے جانا قبل عیدگاہ جانے کے کوئی شیریں چیز مثل چھوہارے وغیرہ کے کھانا۔ قبل عیدگاہ جانے کے صدقہ فطر دے دینا۔ عید کی نماز عیدگاہ میں جا کر پڑھنا یعنی شہر کی مسجد میں بلا عذر نہ پڑھنا جس راستے سے جائے اس کے سوا دوسرے راستے سے واپس آنا۔ پیادہ پا جانا اور راستے میں اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ آہستہ آواز سے پڑھتے ہوئے جانا چاہئے۔ **مسئلہ ۲** عید الفطر کی نماز پڑھنے کا یہ طریقہ ہے کہ یہ نیت کرے نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّيَ رَكْعَتَيِ الْوَاجِبِ صَلٰوةِ عِيْدِ الْفِطْرِ مَعَ سِتِّ تَكْبِيْرَاتٍ وَّاجِبَةٍ یعنی میں نے یہ نیت کی کہ دو رکعت واجب نماز عید کی چھ واجب تکبیروں کے ساتھ پڑھوں، یہ نیت کر کے ہاتھ باندھ لے اور سبحانک اللھم آخر تک پڑھ کر تین مرتبہ اللہ اکبر کہے اور ہر مرتبہ مثل تکبیر تحریمہ کے دونوں کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور بعد تکبیر کے ہاتھ لٹکا دے اور ہر تکبیر کے بعد اتنی دیر تک توقف کرے کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکیں تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ لٹکائے بلکہ باندھ لے اور اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر سورۂ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھ کر حسب دستور رکوع سجدہ کر کے کھڑا ہو اور دوسری رکعت میں پہلے سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھ لے اس کے بعد تین تکبیریں اسی طرح کہے لیکن یہاں تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ باندھے بلکہ لٹکائے رکھے اور پھر تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے۔ **مسئلہ ۳** بعد نماز کے دو خطبے منبر پر کھڑے ہو کر پڑھے اور دونوں خطبوں کے درمیان میں اتنی ہی دیر تک بیٹھے جتنی دیر جمعے کے خطبے میں۔ **مسئلہ ۴** بعد نماز عیدین کے (یا بعد خطبہ کے) دعا مانگنا۔ گو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہؓ اور تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول نہیں، مگر چونکہ عموماً ہر نماز کے بعد دعا مانگنا مسنون ہے اسلئے بعد نماز عیدین بھی دعا مانگنا مسنون ہوگا۔ (ق)۔ **مسئلہ ۵** عیدین کے خطبے میں پہلے تکبیر سے ابتداء کرے۔ اول خطبے میں نو مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے دوسرے میں سات مرتبہ۔ **مسئلہ ۶** عید الضحیٰ کی نماز کا بھی یہی طریقہ ہے اور اس میں بھی وہ سب چیزیں مسنون ہیں جو عید الفطر میں۔ فرق اس قدر ہے کہ عید الضحیٰ کی نیت

---

[۱] الاستماع ای خطبۃ النکاح والختم وسائر الخطب واجب ۱۲ بحر ج۲ ص۱۶۱

[۲] وندب فی الفطر ان یطعم ویستحب کون ذلک المطعوم حلواً ویغتسل ویستاک ویطیب ویلبس احسن ثیابہ (و تؤدی صدقۃ الفطر ثم یتوجہ الی المصلی وزاد فی القنیۃ استحباب التختم والتبکیر وھو سرعۃ الانتباہ والابتکار وھو المسارعۃ الی المصلی والخروج الی المصلی ماشیاً والرجوع فی طریق اخر ۱۲ بحر ج۲ ص۱۷۱

[۳] والخروج الی الجبانۃ سنۃ وان کان یسعہم المسجد الجامع ۱۲ غنیہ ص۵۶۷

[۴] وکیفیۃ صلوۃ العیدان ینوی صلوۃ العید ثم یکبر للتحریمہ ثم یقرا الثناء سبحانک اللھم الخ ثم یکبر تکبیرات الزوائد ثلثاً یرفع یدیہ فی کل منہا ثم یتعوذ ثم یسمی سراً ثم یقرا الفاتحۃ ثم سورۃ ثم یرکع فاذا قام للثانیۃ ابتدا بالبسملۃ ثم بالفاتحۃ ثم بالسورۃ ثم یکبر تکبیرات الزوائد ثلثاً ویرفع یدیہ فیہا کما فی الاولیٰ ۱۲ نور الایضاح ص۱۱۲ ویسکت بین کل تکبیرتین مقدار ثلاث تسبیحات ویرسل الیدین بین التکبیرتین ولا یضع ۱۲ عالمگیری ص۱۴۷

[۵] ویستحب ان یفتح الخطبۃ الاولیٰ بتسع تکبیرات تتریٰ والثانیۃ بسبع ۱۲ عالمگیری ج۱ ص۱۵۰

[۶] واحکام عید الاضحیٰ کالفطر لکنہ فی الاضحیٰ یؤخر الاکل عن الصلوۃ ویکبر فی الطریق ذاہباً الی المصلی جہراً ۱۲ مراقی ص۲۹۱

[۷] اگر مجمع کی زیادتی کی وجہ سے کچھ زیادہ دیر ٹھہرنا پڑے تو بھی جائز ہے ۱۲ محشی

میں بجائے عید الفطر کے عید الضحیٰ کا لفظ داخل کرے عید الفطر میں عید گاہ جانے سے پہلے کوئی چیز کھانا مسنون ہے یہاں نہیں۔ اور عید الفطر میں راستے میں چلتے وقت آہستہ تکبیر کہنا مسنون ہے اور یہاں بلند آواز سے۔ اور عید الفطر کی نماز دیر کر کے پڑھنا[۵۱] مسنون ہے اور عید الضحیٰ کی سویرے اور یہاں صدقۂ فطر نہیں بلکہ بعد میں قربانی ہے اہل وسعت پر۔ اور اذان و اقامت[۵۲] نہ یہاں ہے نہ وہاں۔ **مسئلہ ۷** جہاں[۵۳] عید کی نماز پڑھی جائے وہاں اس دن اور کوئی نماز پڑھنا مکروہ ہے نماز سے پہلے بھی اور پیچھے بھی۔ ہاں بعد نماز کے گھر میں آکر نماز پڑھنا مکروہ نہیں اور قبل نماز کے یہ بھی مکروہ ہے۔ **مسئلہ ۸** عورتیں[۵۴] اور وہ لوگ جو کسی وجہ سے نماز عید نہ پڑھیں ان کو قبل نماز عید کے کوئی نفل وغیرہ پڑھنا مکروہ ہے۔ **مسئلہ ۹** عید[۵۵] الفطر کے خطبہ میں صدقۂ فطر کے احکام اور عید الضحیٰ کے خطبہ میں قربانی کے مسائل اور تکبیر تشریق کے احکام بیان کرنا چاہئیں۔ تکبیر تشریق یعنی ہر فرض عین نماز کے بعد ایک مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ کہنا واجب[۵۶] ہے بشرطیکہ وہ فرض جماعت سے پڑھا گیا ہو اور وہ مقام مصر ہو۔ یہ تکبیر عورت اور مسافر پر واجب نہیں۔ اگر یہ لوگ کسی ایسے شخص کے مقتدی ہوں جس پر تکبیر واجب ہے تو ان پر بھی تکبیر واجب ہو جائیگی لیکن اگر منفرد اور عورت اور مسافر بھی کہہ لے تو بہتر ہے کہ صاحبین کے نزدیک ان سب پر واجب ہے۔ **مسئلہ ۱۰** یہ[۵۷] تکبیر عرفے یعنی نویں تاریخ کی فجر سے تیرہویں تاریخ کی عصر تک کہنا چاہئے سب تیئیس[۲۳] نمازیں ہوئیں جن کے بعد تکبیر واجب ہے۔ **مسئلہ ۱۱** اس[۵۸] تکبیر کا بلند آواز سے کہنا واجب ہے ہاں عورتیں آہستہ آواز سے کہیں۔ **مسئلہ ۱۲** نماز[۵۹] کے بعد فوراً تکبیر کہنا چاہئے۔ **مسئلہ ۱۳** اگر امام[۶۰] تکبیر کہنا بھول جائے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ فوراً تکبیر کہدیں یہ انتظار نہ کریں کہ جب امام کہے تب کہیں۔ **مسئلہ ۱۴** عید[۶۱] الضحیٰ کی نماز کے بعد بھی تکبیر کہہ لینا بعض کے نزدیک واجب ہے۔ **مسئلہ ۱۵** عیدین[۶۲] کی نماز بالاتفاق متعدد مساجد میں جائز ہے۔ **مسئلہ ۱۶** اگر کسی[۶۳] کو عید کی نماز نہ ملی ہو اور سب لوگ پڑھ چکے ہوں تو وہ شخص تنہا نماز عید نہیں پڑھ سکتا اسلئے کہ جماعت اس میں شرط ہے اسی طرح اگر کوئی شخص شریک نماز ہوا ہو اور کسی وجہ سے نماز فاسد ہو گئی ہو وہ بھی اس کی قضا نہیں پڑھ سکتا نہ اس پر اس کی قضا واجب ہے، ہاں اگر کچھ اور لوگ بھی اس کے ساتھ شریک ہو جائیں تو پڑھنا واجب ہے۔ **مسئلہ ۱۷** اگر کسی[۶۴] عذر سے پہلے دن نماز نہ پڑھی جا سکے تو عید الفطر کی نماز دوسرے دن اور عید الضحیٰ کی بارہویں تاریخ تک پڑھی جا سکتی ہے۔ **مسئلہ ۱۸** عید[۶۵] الضحیٰ کی نماز میں بے عذر بھی بارہویں تاریخ تک تاخیر کرنے سے نماز ہو جاوے گی مگر مکروہ ہے اور عید الفطر میں بے عذر تاخیر کرنے سے بالکل نماز ہی نہیں ہوگی[۶۶]۔

---

[۵۱] والافضل ان یعجل الاضحیٰ و یؤخر الفطر ۱۲ عالمگیری صفحہ ۱۵۱ ج ۱

[۵۲] ولیس لصلاۃ العید اذان ولا اقامۃ بخلاف الجمعۃ ۱۲ فتاوی قاضیخان صفحہ ۱۸۳

[۵۳] ویکرہ التنفل قبل صلاۃ العید فی المصلی اتفاقاً و فی البیت عند عامتہم و یکرہ التنفل بعدہا فی المصلی فقط ۱۲ مراقی صفحہ ۹۱

[۵۴] النساء اذا اردن ان یصلین صلوۃ الضحی یصلین بعد ما صلی الامام ۱۲ غنیہ صفحہ ۵۷۲

[۵۵] ثم یخطب بعد الصلاۃ خطبتین یبدأ فیہما بالتکبیر یعلم فی الفطر احکام صدقۃ الفطر و فی الاضحی احکام الاضحیۃ و تکبیر التشریق وہی سنۃ ۱۲ غنیہ صفحہ ۵۷۱

[۵۶] و تکبیر التشریق عقیب الصلاۃ واجب بشرط الاقامۃ والحریۃ والذکورۃ و کون الصلوۃ فریضۃ بجماعۃ مستحبۃ فی المصر ہذا کلہ عند ابی حنیفۃ رح فلا تجب علی مسافر ولا امرأۃ الا اذا اقتدا بمن تجب علیہ ولا تجب علی المنفرد ولا علی اہل القری و عندہما یجب علی کل من یصلی المکتوبۃ لانہ تبع لہا و ابتداؤہا فجر عرفۃ عندنا و اخرہ عصر یوم النحر عند ابی حنیفۃ رح و عصر اخر ایام التشریق عندہما ۱۲ غنیہ صفحہ ۵۷۴

[۵۸ و ۵۹ و ۶۰] عالمگیری صفحہ ۱۵۲ ج ۱ [۶۱] مراقی صفحہ ۹۲ [۶۲ و ۶۳] در المختار صفحہ ۶۵۶ ج ۱ [۶۴ و ۶۵ و ۶۶] عالمگیری صفحہ ۱۵۲ ج ۱

کی مثال (۱) کسی وجہ سے امام نماز پڑھانے نہ آیا ہو۔ (۲) پانی برس رہا ہو۔ (۳) چاند کی تاریخ محقق نہ ہوا اور بعد زوال کے جب وقت جاتا رہے محقق ہو جائے۔ (۴) ابر کے دن نماز پڑھی گئی ہو اور بعد ابر کھل جانے کے معلوم ہو کہ بے وقت نماز پڑھی گئی۔ **مسئلہ ۱۹** اگر کوئی[۱] شخص عید کی نماز میں ایسے وقت آ کر شریک ہوا ہو کہ امام تکبیروں سے فراغت کر چکا ہو تو اگر قیام میں آ کر شریک ہوا ہو تو فوراً بعد نیت باندھنے کے تکبیریں کہہ لے اگرچہ امام قرارت شروع کر چکا ہو اور اگر رکوع میں آ کر شریک ہوا ہو تو اگر غالب گمان ہو کہ تکبیروں کی فراغت کے بعد امام کا رکوع مل جائے گا تو نیت باندھ کر تکبیر کہہ لے بعد اسکے رکوع میں جائے اور رکوع نہ ملنے کا خوف ہو تو رکوع میں شریک ہو جائے اور حالت رکوع میں بجائے تسبیح تکبیریں کہہ لے مگر حالت رکوع میں تکبیریں کہتے وقت ہاتھ نہ اٹھائے اور اگر قبل اس کے کہ پوری تکبیریں کہہ چکے امام رکوع سے سر اٹھا لے تو یہ بھی کھڑا ہو جائے اور جس قدر تکبیریں رہ گئی ہیں وہ اس سے معاف ہیں۔ **مسئلہ ۲۰** اگر کسی[۲] کی ایک رکعت عید کی نماز میں چلی جائے تو جب وہ اس کو ادا کرنے لگے تو پہلے قرارت کرے اسکے بعد تکبیر کہے اگرچہ قاعدہ کے موافق پہلے تکبیر کہنا چاہئے تھا لیکن چونکہ اس طریقے سے دونوں رکعتوں میں تکبیریں پے در پے ہوئی جاتی ہیں اور یہ کسی صحابی کا مذہب نہیں ہے اسلئے اسکے خلاف حکم دیا گیا۔ اگر[۳] امام تکبیر کہنا بھول جائے اور رکوع میں اس کو خیال آئے تو اس کو چاہئے کہ حالت رکوع میں تکبیر کہہ لے پھر قیام کی طرف نہ لوٹے اور اگر لوٹ جائے تب بھی جائز ہے یعنی نماز فاسد نہ ہوگی۔ لیکن ہر حال میں بوجہ کثرت اژدہام کے سجدۂ سہو نہ کرے۔

کعبہ مکرمہ کے اندر نماز پڑھنے کا بیان

مسئلہ ۱ جیسا[۴] کعبہ شریفہ کے باہر اس کے رخ پر نماز پڑھنا درست ہے ویسا ہی کعبہ مکرمہ کے اندر بھی نماز پڑھنا درست ہے۔ استقبال قبلہ ہو جائیگا خواہ جس طرف پڑھے اس وجہ سے کہ وہاں چاروں طرف قبلہ ہے جس طرف منہ کیا جائے کعبہ ہی کعبہ ہے اور جس طرح نفل نماز جائز ہے اسی طرح فرض نماز بھی۔ **مسئلہ ۲** کعبہ[۵] شریف کی چھت پر کھڑے ہو کر اگر نماز پڑھی جائے تو وہ بھی صحیح ہے۔ اسلئے کہ جس مقام پر کعبہ ہے وہ زمین اور اس کے محاذی جو حصہ ہوا کا آسمان تک ہے سب قبلہ ہے۔ قبلہ کچھ کعبہ کی دیواروں میں منحصر نہیں ہے۔ اسی لئے اگر کوئی شخص کسی بلند پہاڑ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھے جہاں کعبہ کی دیواروں سے بالکل محاذات نہ ہو تو اس کی نماز بالاتفاق درست ہے۔ لیکن چونکہ

[۱] ولو ان رجلا دخل مع الامام فی صلاۃ العید وہو فی القرارۃ فانہ یکبر برای نفسہ فی ہذہ الرکعۃ حال ما یقرا الامام ولو انتہی رجل الی الامام فی الرکوع فانہ یکبر للافتتاح قائما فان امکنہ ان یاتی بالتکبیرات ویدرک الرکوع فعل ویکبر علی رای نفسہ ان لم یمکنہ رکع واشتغل بالتکبیرات و لا یرفع یدیہ ولو رفع الامام راسہ بعد ما ادی بعض التکبیرات فانہ یرفع راسہ ویسقط عنہ التکبیرات الباقیۃ ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۱

[۲] سبق برکعۃ یقرا ثم یکبر فی قضاء ما سبق اولا ثم یکبر لان البداءۃ بالتکبیر تودی الی الموالات بین التکبیرات و ہو خلاف الاجماع ۱۲ غنیہ ص ۵۷۲

[۳] واذا نسی الامام تکبیرات العید حتی قرا فانہ تکبر بعد القرارۃ او فی الرکوع ما لم یرفع راسہ ۱۲ عالمگیری ص ۱۵۱ ج ۱

ولا یاتی الامام بسجود السہو فی الجمعۃ والعیدین دفعا للفتنۃ لکثرۃ الجماعۃ ۱۲ مراقی ص ۲۸۲

[۴] صح فرض ونفل فیہا و کذا صح فرض ونفل فوقہا ۱۲ مراقی الفلاح ص ۱۱۷

[۵] ومن صلی علی ظہر الکعبۃ جازت صلاتہ لان الکعبۃ ہی العرصۃ والہواء الی عنان السماء عندنا دون البناء لانہ ینتقل الا تری انہ لو صلی علی جبل ابی قبیس جاز ولا بناء بین یدیہ الا انہ یکرہ لما فیہ من ترک التعظیم وقد ورد النہی عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ہدایہ ص ۱۴۳

اس میں کعبہ کی بے تعظیمی ہے اور کعبہ کی چھت پر نماز پڑھنے سے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بھی منع فرمایا ہے اسلئے مکروہ تحریمی ہوگی۔ **مسئلہ[۳]** کعبے[۱] کے اندر تنہا نماز پڑھنا بھی جائز ہے اور جماعت سے بھی اور وہاں یہ بھی شرط نہیں کہ امام اور مقتدیوں کا منھ ایک ہی طرف ہو اسلئے کہ وہاں ہر طرف قبلہ ہے۔ ہاں یہ شرط ضرور ہے کہ مقتدی امام سے آگے بڑھ کر نہ کھڑے ہوں۔ اگر مقتدی کا منھ امام کے منھ کے سامنے ہو تب بھی درست ہے اسلئے کہ اس صورت میں وہ مقتدی امام سے آگے نہ کہا جائے گا۔ آگے جب ہوتا کہ جب دونوں کا منھ ایک ہی طرف ہوتا اور پھر مقتدی آگے بڑھا ہوا ہوتا۔ مگر ہاں اس صورت میں نماز مکروہ ہوگی اسلئے کہ کسی آدمی کی طرف منھ کرکے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ لیکن اگر کوئی چیز بیچ میں حائل کرلی جائے تو یہ کراہت نہ رہے گی۔ **مسئلہ[۴]** اگر[۲] امام کعبہ کے اندر اور مقتدی کعبہ سے باہر حلقہ باندھے ہوئے کھڑے ہوں تب بھی نماز ہو جاوے گی لیکن اگر صرف امام کعبہ کے اندر ہوگا اور کوئی مقتدی اسکے ساتھ نہ ہوگا تو نماز مکروہ ہوگی اسلئے کہ اس صورت میں بوجہ اس کے کہ کعبہ کے اندر کی زمین اونچی ہے امام کا مقام بقدر ایک قد کے مقتدیوں سے اونچا ہوگا۔ **مسئلہ[۵]** اگر[۳] مقتدی اندر ہوں اور امام باہر تب بھی نماز درست ہے بشرطیکہ مقتدی امام سے آگے نہ ہوں۔ **مسئلہ[۶]** اور[۴] اگر سب باہر ہوں اور ایک طرف امام ہو اور چاروں طرف مقتدی حلقہ باندھے ہوئے ہوں جیسا کہ عام عادت وہاں اسی طرح نماز پڑھنے کی ہے تو بھی درست ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ جس طرف امام کھڑا ہے اس طرف کوئی مقتدی بہ نسبت امام کے خانہ کعبہ کے زیادہ نزدیک نہ ہو کیونکہ اس صورت میں وہ امام سے آگے سمجھا جائیگا جو کہ مانع اقتدا ہے البتہ اگر دوسری طرف کے مقتدی خانہ کعبہ سے بہ نسبت امام کے نزدیک بھی ہوں تو کچھ مضر نہیں اور یہ اُس کی صورت ہے:۔

ب   و   ا

ز   ج
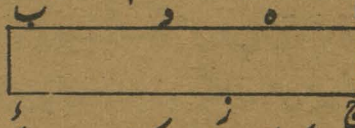
اب ۔ ج ۔ د کعبہ ہے اور ہ امام ہے جو کعبہ سے دو گز کے فاصلہ پر کھڑا ہے اور و اور ز مقتدی ہیں جو کعبے سے ایک گز کے فاصلے پر کھڑے ہیں۔ مگر و تو ہ کی طرف کھڑا ہے اور ز دوسری طرف کھڑا ہے و کی نماز نہ ہوگی۔ ز کی ہو جاوے گی۔

سجدۂ تلاوت کا بیان

مسئلہ اگر کوئی[۵] شخص کسی امام سے آیت سجدہ سُنے اسکے بعد اسکی اقتدا کرے تو اسکو امام کیساتھ سجدہ کرنا چاہئے اور اگر امام سجدہ کرچکا ہو تو اس میں دو صورتیں ہیں ایک[۱] یہ کہ جس رکعت میں آیت سجدہ کی تلاوت امام نے کی ہو وہی رکعت اس کو اگر مل جائے تو اس کو سجدہ کی ضرورت نہیں اس رکعت کے

---

[۱] صح فرض الصلوٰۃ ونفلہا فی الکعبہ ولو صلوا فی جوف الکعبۃ بجماعۃ فاستداروا حول الامام فمن جعل ظہرہ الی ظہر الامام او جعل وجہہ الی ظہرہ جازت صلاتہ وکذا ان جعل وجہہ الی وجہ الا انہ یکرہ اذا لم یکن بینہ وبین الامام سترۃ ومن جعل ظہرہ الی وجہ الامام لم یجز ۱۲ عالمگیری ج۱ ص۶۵

[۲] وکذا لو اقتدوا من خارجہا بامام فیہا والباب مفتوح صح مع الکراہۃ لارتفاع مکان الامام قدر القامۃ وکانفراد علی الدکان ان لم یکن معہ احد ۱۲ درر طحطاوی ص۳۸۵

[۳] اقول ولم ار من ذکر حکم المسئلۃ وہو ما لو کان المقتدی فیہا والامام خارجہا والظاہر الصحۃ ان لم یمنع مانع ۱۲ رد المختار ص۹۵۶

[۴] واذا صلی الامام فی المسجد الحرام فتحلق الناس حول الکعبۃ وصلوا بصلاۃ الامام فمن کان منہم اقرب الی الکعبۃ من الامام جازت صلاتہ اذا لم یکن فی جانب الامام لان التقدم والتاخر انما یظہر عند اتحاد الجانب ۱۲ ہدایہ ص۱۶۳

[۵] سمع من امام فدخل معہ قبل ان یسجد سجد معہ وان دخل فی صلاۃ الامام بعد ما سجدہا الامام لا یسجدہا وہٰذا اذا ادرکہ فی اخر تلک الرکعۃ اما لو ادرکہ فی الرکعۃ الاخری یسجدہا بعد الفراغ ۱۲ عالمگیری ص۱۳۳

مل جانے سے سمجھا جائیگا کہ وہ سجدہ بھی مل گیا۔ دوسرے[1] یہ کہ وہ رکعت نہ ملے اسکو بعد نماز تمام کرنیکے خارج نماز میں سجدہ کرنا واجب ہے۔ **مسئلہ ۲**۔ مقتدی[1] سے اگر آیت سجدہ سُنی جائے تو سجدہ واجب نہ ہوگا نہ اس پر نہ اس کے امام پر نہ اُن لوگوں پر جو اس نماز میں شریک ہیں ہاں جو لوگ اس نماز میں شریک نہیں خواہ وہ لوگ نماز ہی نہ پڑھتے ہوں یا کوئی دوسری نماز پڑھ رہے ہوں تو اُن پر سجدہ واجب ہوگا۔ **مسئلہ ۳**۔ سجدۂ[2] تلاوت میں قہقہے سے وضو نہیں جاتا لیکن سجدہ باطل ہو جاتا ہے۔ **مسئلہ ۴**۔ عورت[3] کی محاذات مفسد سجدۂ تلاوت نہیں۔ **مسئلہ ۵**۔ سجدۂ[4] تلاوت اگر نماز میں واجب ہوا ہو تو اس کا ادا کرنا فوراً واجب ہے تاخیر کی اجازت نہیں۔ **مسئلہ ۶**۔ خارج[4] نماز کا سجدہ نماز میں اور نماز کا خارج میں بلکہ دوسری نماز میں بھی نہیں ادا کیا جا سکتا۔ پس اگر کوئی شخص نماز میں آیت سجدہ پڑھے اور سجدہ نہ کرے تو اس کا گناہ اس کے ذمہ ہوگا۔ اور اس کے سوا کوئی تدبیر نہیں کہ توبہ کرے یا ارحم الراحمین اپنے فضل و کرم سے معاف فرمادے۔ **مسئلہ ۷**۔ اگر دو[5] شخص علیحدہ علیحدہ گھوڑوں پر سوار نماز پڑھتے ہوئے جا رہے ہوں اور ہر شخص ایک ہی آیت سجدہ کی تلاوت کرے اور ایک دوسرے کی تلاوت کو نماز ہی میں سنے تو ہر شخص پر ایک سجدہ واجب ہوگا جو نماز ہی میں ادا کرنا واجب ہے اور اگر ایک ہی آیت کو نماز میں پڑھا اور اسی کو نماز سے باہر سنا تو دو سجدے واجب ہونگے ایک تلاوت کے سبب سے دوسرا اسکے سننے کے سبب مگر تلاوت کے سبب سے جو ہوگا وہ نماز کا سمجھا جائے گا اور نماز ہی میں ادا کیا جائیگا اور سننے کے سبب سے جو ہوگا وہ خارج نماز کے ادا کیا جائے گا۔ **مسئلہ ۸**۔ اگر آیت سجدہ نماز میں پڑھی جائے اور فوراً رکوع کیا جائے یا بعد دو تین آیتوں کے اور اس رکوع میں جھکتے وقت سجدۂ تلاوت کی بھی نیت کر لی جائے تو سجدہ ادا ہو جائے گا۔ اگر اسی طرح آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد نماز کا سجدہ کیا جائے یعنی بعد رکوع و قومہ کے تب بھی یہ سجدہ ادا ہو جائیگا اور اس میں نیت کی بھی ضرورت نہیں۔ **مسئلہ ۹**۔ جمعہ اور عیدین اور آہستہ آواز کی نمازوں میں آیت سجدہ نہ پڑھنا چاہئے اسلئے کہ سجدہ کرنے میں مقتدیوں کے اشتباہ کا خوف ہے۔

میّت کے غسل کے مسائل

مسئلہ ۱۔ اگر[6] کوئی شخص دریا میں ڈوب کر مر گیا ہو تو وہ جس وقت نکالا جائے اُس کا غسل دینا فرض ہے پانی میں ڈوبنا غسل کے لئے کافی نہ ہوگا۔ اسلئے کہ میت کا غسل زندوں پر فرض ہے اور ڈوبنے میں کوئی ان کا فعل نہیں ہوا۔ ہاں اگر نکالتے وقت غسل کی نیت سے اس کو پانی میں حرکت دیدی جائے تو غسل ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر میّت کے اوپر پانی برس جائے یا اور کسی طرح سے پانی پہنچ جائے تب بھی

---

[1] وان تلا المأموم لم یلزم الامام ولا المؤتم السجود لا فی الصلوٰة ولا بعد الفراغ وان سمع المصلی من اجنبی یسجد بعد الفراغ ولو سجد فی الصلاة لا یجزیہ ولا تفسد صلاتہ ۱۲ عالمگیری ص ۱۳۳ ج ۱

[2] ولو قہقہۃ فی سجدۃ التلاوۃ او فی صلوٰة الجنازہ تبطل ما کان فیہا ولا تنقض الطہارۃ ۱۲ قاضی خان ص ۳۵

[3] وانظر المحاذاة فی سجود التلاوة والظاہر عدم الفساد ۱۲ طحطاوی ص ۲۴۶ ج ۱

[4] و ص و السجدہ التی وجبت فی الصلوٰة لا تؤدی خارج الصلوٰة ویکون آثما بترکہا اما الصلاتیۃ اذا اخرہا حتی طالت القرارۃ تصیر قضاء و یاثم ۱۲ عالمگیری ص ۱۳۴ ج ۱

[5] راکبان کل منہما یصلی صلوٰة نفسہ فتلا احدہما آیۃ مرتین والاخری آیۃ اخری مرة وسمع کل من الاخر فعلی الاول سجدتان احدہما فی الصلاة القرارتہ والاخری بعد الفراغ بقرارۃ صاحبہ لانہا لا تکون صلاتیۃ وعلی الثانی سجدۃ فی صلاتہ لقرارتہ وسجدتان بعد الفراغ لتلاوتی صاحبہ علی روایۃ النوادر وواحدۃ فی ظاہر الروایۃ وعلیہ الاعتماد ۱۲ رد المحتار

[6] مراقی ص ۸۳ و ص ۵۹ بحر الرائق ص ۱۳۰ ج ۲۔ المیت اذا وجد فی الماء لا بد من غسلہ لان الخطاب بالغسل الا ان یحرکہ فی الماء بنیۃ الغسل عند الاخراج ۱۲ عالمگیری ص ۱۵۸ ج ۱

اس کا غسل دینا فرض رہے گا۔ **مسئلہ۲** اگر کسی[1] آدمی کا صرف سر کہیں دیکھا جائے تو اس کو غسل نہ دیا جائیگا بلکہ یوں ہی دفن کر دیا جائے گا اور اگر کسی آدمی کا بدن نصف سے زیادہ کہیں ملے تو اس کا غسل دینا ضروری ہے خواہ سر کے ساتھ ملے یا بے سر کے اور اگر نصف سے زیادہ نہ ہو بلکہ نصف ہو تو اگر سر کے ساتھ ملے تو غسل دیا جائے گا ورنہ نہیں اور اگر نصف سے کم ہو تو غسل نہ دیا جائے گا خواہ سر کے ساتھ ہو یا بے سر کے۔ **مسئلہ۳** اگر کوئی[2] میت کہیں دیکھی جائے اور کسی قرینے سے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ مسلمان تھا یا کافر تو اگر دار الاسلام میں یہ واقعہ ہوا تو اس کو غسل دیا جائے گا اور نماز بھی پڑھی جائیگی۔ **مسئلہ۴** اگر[3] مسلمانوں کی نعشیں کافروں کی نعشوں میں مل جائیں اور کوئی تمیز نہ باقی رہے تو ان سب کو غسل دیا جائے گا۔ اور اگر تمیز باقی ہو تو مسلمانوں کی نعشیں علیحدہ کر لی جائیں اور صرف انھیں کو غسل دیا جائیگا کافروں کی نعشوں کو غسل نہ دیا جائے **مسئلہ۵** اگر کسی[4] مسلمان کا کوئی عزیز کافر ہو اور وہ مر جائے تو اس کی نعش اُس کے ہم مذہب کو دیدی جائے اگر اس کا کوئی ہم مذہب نہ ہو یا ہو مگر لینا قبول نہ کرے تو بدرجۂ مجبوری وہ مسلمان اس کافر کو غسل دے مگر نہ مسنون طریقے سے یعنی اس کو وضو نہ کرائے اور سر اس کا نہ صاف کرایا جائے کافور وغیرہ اُس کے بدن میں نہ ملا جائے بلکہ جس طرح نجس چیز کو دھوتے ہیں اسی طرح اس کو دھوئیں اور کافر دھونے سے پاک نہ ہوگا۔ حتی کہ اگر کوئی شخص اس کو لئے ہوئے نماز پڑھے تو اس کی نماز درست نہ ہوگی۔ **مسئلہ۶** باغی[5] لوگ یا ڈاکہ زن اگر مارے جائیں تو ان کے مردوں کو غسل نہ دیا جائے گا بشرطیکہ عین لڑائی کے وقت مارے گئے ہوں۔ **مسئلہ۷** مرتد[6] اگر مر جائے تو اس کو بھی غسل نہ دیا جائے اور اگر اس کے اہل مذہب اس کی نعش مانگیں تو ان کو بھی نہ دی جائے۔ **مسئلہ۸** اگر پانی[7] نہ ہونے کے سبب سے کسی میت کو تیمم کرایا گیا ہو اور پھر پانی مل جاوے تو اس کو غسل دیدینا چاہئے۔

میّت کے کفن کے بعض مسائل

مسئلہ۱ اگر انسان[8] کا کوئی عضو یا نصف جسم بغیر سر کے پایا جائے تو اس کو بھی کسی نہ کسی کپڑے میں لپیٹ دینا کافی ہے۔ ہاں اگر نصف جسم کے ساتھ سر بھی ہو یا نصف سے زیادہ حصہ جسم کا ہو گو سر بھی نہ ہو تو پھر کفن مسنون دینا چاہئے۔ **مسئلہ۲** کسی انسان[9] کی قبر کھل جائے یا اور کسی وجہ سے اس کی نعش باہر نکل آئے اور کفن نہ ہو تو اُس کو بھی کفن مسنون دینا چاہئے بشرطیکہ وہ نعش پھٹی نہ ہو۔ اور اگر پھٹ گئی ہو تو صرف کسی کپڑے میں لپیٹ دینا کافی ہے۔

[1] ولو وجد اکثر البدن او نصفه مع الرأس يغسل ويكفن ويصلى عليه وان وجد نصفه من غير الرأس او وجد نصفه مشقوقا طولا فانه لا يغسل ولا يصلى عليه ويلف في خرقة ويدفن فيها ۱۲ عالمگیری صـ۱۵۹ ج۱

[2] و [3] ولو لم يدر امسلم ام كافر ولا علامة فان في دارنا غسل وصلى عليه والا فلا وان كان في دار الحرب لا يغسل ولا يصلى عليه اختلط موتانا بالكفار ولا علامة اعتبر الاكثر فان استووا اغسلوا ۱۲ در المختار و طحطاوی صـ۳۶۸ ج۱

[4] وان مات الكافر وله ولي مسلم يغسله ويكفنه ويدفنه ولكن يغسل غسل الثوب النجس ويلف في خرقة ويحفر حفيرة من غير مراعاة سنة التكفين واللحد ولا يوضع فيه بل يلقى ۱۲ عالمگیری صـ۱۶۰ ج۱

[5] ولا يصلى على باغ ولا قاطع طريق اذا قتلا حال الحرب ولا يغسلان زجرا ۱۲ غنیه صـ۵۹۰

[6] اما المرتد فيلقى في حفرة كالكلب فلا يغسل ولا يكفن ولا يدفع الى من انتقل الى دينهم ۱۲ در و طحطاوی صـ۳۷۹ ج۱

[7] رجل مات ولم يجدوا ماء فتيمموه وصلوا عليه ثم وجدوا ماء غسل وصلى عليه ثانيا ۱۲

[8] عالمگیری صـ۱۶۰ ج ۱ - [9] دیکھو حاشیہ ۱ صفحہ ہذا ۱۲ [9] در صـ۳۷۸ ج ۱ -

جنازے کی نماز کے مسائل

نماز جنازہ درحقیقت اس میت کے لئے دعا ہے ارحم الراحمین سے۔ مسئلہ ۱ نماز جنازے کے واجب ہونیکی وہی سب شرطیں ہیں جو اور نمازوں کیلئے ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ ہاں اس میں ایک شرط اور زیادہ ہے وہ یہ کہ اس شخص کی موت کا علم بھی ہو۔ پس جس کو یہ خبر نہ ہوگی وہ معذور ہے نماز جنازہ اس پر ضروری نہیں مسئلہ ۲ نماز جنازے کے صحیح ہونے کے لئے دو قسم کی شرطیں ہیں۔ ایک قسم کی وہ شرطیں ہیں جو نماز پڑھنے والوں سے تعلق رکھتی ہیں وہ وہی ہیں جو اور نمازوں کے لئے اوپر بیان ہو چکیں۔ یعنی طہارت ستر عورت۔ استقبال قبلہ۔ نیت۔ ہاں وقت اس کے لئے شرط نہیں اور اس کے لئے تیمم نماز نہ ملنے کے خیال سے جائز ہے مثلاً نماز جنازہ ہو رہی ہو اور وضو کرنے میں یہ خیال ہو کہ نماز ختم ہو جائیگی۔ تو تیمم کرلے بخلاف اور نمازوں کے کہ ان میں اگر وقت کے چلے جانے کا خوف ہو تو تیمم جائز ہے۔ مسئلہ ۳ آج کل بعضے آدمی جنازے کی نماز جوتہ پہنے ہوئے پڑھتے ہیں اُن کے لئے یہ امر ضروری ہے کہ وہ جگہ جس پر کھڑے ہوئے ہوں اور جوتے دونوں پاک ہوں اور اگر جوتہ پیر سے نکال دیا جائے اور اُس پر کھڑے ہوں تو صرف جوتہ کا پاک ہونا ضروری ہے۔ اکثر لوگ اس کا خیال نہیں کرتے اور ان کی نماز نہیں ہوتی۔ دوسری قسم کی وہ شرطیں ہیں جن کو میّت سے تعلق ہے وہ چھ ہیں۔ شرط (۱) میّت کا مسلمان ہونا پس کافر اور مرتد کی نماز صحیح نہیں مسلمان اگرچہ فاسق یا بدعتی ہو اس کی نماز صحیح ہے سوا ان لوگوں کے جو بادشاہ برحق سے بغاوت کریں یا ڈاکہ زنی کرتے ہوں بشرطیکہ یہ لوگ بادشاہ وقت سے لڑائی کی حالت میں مقتول ہوں۔ اور اگر بعد لڑائی کے یا اپنی موت سے مرجائیں تو پھر اُن کی نماز پڑھی جائیگی اسی طرح جس شخص نے اپنے باپ یا ماں کو قتل کیا ہو اور اس کی سزا میں وہ مارا جائے تو اس کی نماز بھی نہ پڑھی جاوے گی اور ان لوگوں کی نماز زجراً نہیں پڑھی جاتی اور جس شخص نے اپنی جان خودکشی کر کے دی ہو اس پر نماز پڑھنا صحیح ہے درست ہے مسئلہ جس لڑکے کا باپ یا ماں مسلمان ہو وہ لڑکا مسلمان سمجھا جائے گا اور اس کی نماز پڑھی جائے گی۔ مسئلہ میّت سے مراد وہ شخص ہے جو زندہ پیدا ہو کر مرگیا ہو، اور اگر مرا ہوا لڑکا پیدا ہو تو اس کی نماز درست نہیں۔ شرط۔ (۲) میّت کے بدن اور کفن کا نجاست حقیقیہ اور حکمیہ سے طاہر ہونا۔ ہاں اگر نجاست حقیقیہ اس کے بدن سے خارج ہوئی ہو اور اس سبب سے اس کا بدن بالکل نجس ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں نماز درست ہے۔ مسئلہ ۶ اگر کوئی میّت نجاست حکمیہ سے طاہر نہ ہو یعنی اس کو غسل نہ دیا گیا ہو یا درصورت ناممکن ہونے غسل کے

لـه لان صلوة الجنازة ہی الدعا للمیت اذ ہو المقصود منہا ۱۲ بحر الرائق صـ ۱۹۳

ـه واما شروطہا فہی شروط بقیة الصلوة من القدرة والعقل والبلوغ والاسلام مع زیادة العلم بموتہ ۱۲ رد المحتار صـ ۱۱۹ ج ۱

ـه رد المحتار صـ ۱۱۹ ج ۱

ـه انہ لو قام علی النجاسة وفی رجلیہ نعلان لم یجز ولو افترش نعلیہ وقام علیہا جازت وبہذا یعلم ما یفعل فی زماننا من القیام علی النعلین فی صلوة الجنازة لکن لابد من طہارة النعلین کما لا یخفیٰ ۱۲ بحر صـ ۱۹۳ ج ۲

ـه عالمگیری صـ ۱۶۳ ج ۱

ـه اذا کان معہ احد ابویہ فہو تبع لہ واذا اسلم احدہما تبعہ فی الاسلام لان الولد یتبع خیر الابوین دیناً ۱۲ غنیہ صـ ۵۹۰

ـه المراد بالمیت من مات بعد ولادت حیاً ۱۲ رد المحتار صـ ۱۲۰ ومن علم بحیاتہ عند الولادة باستہلال ادرک غسل و صلی علیہ ۱۲ غنیہ صـ ۵۹۱

ـه الطہارة من النجاسة فی الثوب والبدن والمکان وستر العورة شرط فی حق الامام والمیت جمیعاً ۱۲ بحر صـ ۱۹۳ فی الشامی وکذا لو تنجس بدنہ بما خرج منہ

ان کان قبل ان یکفن غسل وبعدہ لا ۱۲ صـ ۱۱۹ ـه عالمگیری صـ ۱۶۳ ج ۱

تیمم نہ کرایا گیا ہو اس کی نماز درست نہیں۔ ہاں اگر اس کا طاہر ہونا ممکن نہ ہو مثلاً بے غسل یا تیمم کرائے ہوئے دفن کر چکے ہوں اور قبر پر مٹی بھی پڑ چکی ہو تو پھر اس کی نماز اس کی قبر پر اسی حالت میں پڑھنا جائز ہے۔ اگر کسی میت پر بے غسل یا تیمم کے نماز پڑھی گئی ہو اور وہ دفن کر دیا گیا ہو اور بعد دفن کے خیال آئے کہ اس کو غسل نہ دیا گیا تھا تو اس کی نماز دوبارہ اس کی قبر پر پڑھی جائے اسلئے کہ پہلی نماز صحیح نہیں ہوئی۔ ہاں اب چونکہ غسل ممکن نہیں ہے لہذا نماز ہو جائیگی **مسئلہ ۷** اگر کوئی[۱] مسلمان بے نماز پڑھے ہوئے دفن کر دیا گیا ہو تو اس کی نماز اس کی قبر پر پڑھی جائے جبتک کہ اس کی نعش کے پھٹ جانے کا اندیشہ نہ ہو جب خیال ہو کہ اب نعش پھٹ گئی ہوگی تو پھر نماز نہ پڑھی جائے۔ اور نعش پھٹنے کی مدت ہر جگہ کے اعتبار سے مختلف ہے اس کی تعیین نہیں ہو سکتی یہی اصح ہے اور بعض نے تین دن اور بعض نے دس دن اور بعض نے ایک ماہ مدت بیان کی ہے **مسئلہ ۸** میت[۲] جس جگہ رکھی ہو اس جگہ کا پاک ہونا شرط نہیں۔ اگر میت پاک پلنگ یا تخت پر ہو اور اگر پلنگ یا تخت بھی ناپاک ہو یا میت کو بدون پلنگ و تخت کے ناپاک زمین پر رکھ دیا جائے تو اس صورت میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک طہارتِ مکان میت شرط ہے اسلئے نماز نہ ہوگی اور بعض کے نزدیک شرط نہیں لہذا نماز صحیح ہو جائیگی۔ **شرط (۳)** میت[۳] کے جسم واجب الستر[۱۰] کا پوشیدہ ہونا اگر میت بالکل برہنہ ہو اسکی نماز درست نہیں **شرط (۴)** میت[۴] کا نماز پڑھنے والے کے آگے ہونا۔ اگر میت نماز پڑھنے والے کے پیچھے ہو تو نماز درست نہیں **شرط (۵)** میت[۵] کا جس چیز پر میت ہو اس کا زمین پر رکھا ہوا ہونا اگر میت کو لوگ اپنے ہاتھوں پر اٹھائے ہوں یا کسی گاڑی یا جانور پر ہو اور اسی حالت میں اس کی نماز پڑھی جائے تو صحیح نہ ہوگی۔ (۶) میت کا وہاں موجود ہونا۔ اگر میت وہاں نہ موجود ہو تو نماز صحیح نہ ہوگی۔ **مسئلہ ۹** نماز[۶] جنازے میں دو چیزیں فرض ہیں (۱) چار مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا۔ ہر تکبیر یہاں قائم مقام ایک رکعت کے سمجھی جاتی ہے (۲) قیام یعنی کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھنا جس طرح فرض و واجب نمازوں میں قیام فرض ہے اور بے عذر کے اس کا ترک جائز نہیں عذر کا بیان اوپر ہو چکا ہے **مسئلہ ۱۰** رکوع[۷]۔ سجدہ۔ قعدہ وغیرہ اس نماز میں نہیں **مسئلہ ۱۱** نماز[۸] جنازے میں تین چیزیں مسنون ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا (۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا۔ (۳) میت کے لئے دعا کرنا۔ جماعت اس میں شرط نہیں۔ پس اگر ایک شخص بھی جنازے کی نماز پڑھ لے تو فرض ادا ہو جائیگا خواہ وہ عورت ہو یا مرد بالغ ہو یا نابالغ۔ **مسئلہ ۱۲** ہاں[۹] یہاں جماعت کی ضرورت زیادہ ہے اسلئے کہ یہ دعا ہے میت کے لئے اور چند مسلمانوں کا جمع ہو کر بارگاہ الٰہی میں کسی چیز کیلئے دعا کرنا ایک عجیب خاصیت رکھتا ہے نزول رحمت اور قبولیت کے لئے۔ **مسئلہ ۱۳** نماز[۱۰] جنازے کا مسنون و مستحب طریقہ یہ ہے کہ

---

[۱] وان دفن ولم یصل علیہ صلی علی قبرہ مالم یغلب علی الظن انہ تفسخ ولا یجبر التقدیر بالایام فی التفسخ وعدمہ علی الصحیح ۱۲ غنیۃ ۵۹۵

[۲] ان کان علی جنازۃ لا شک انہ یجوز وان کان بغیر الجنازۃ لا روایۃ لہذا وینبغی ان یجوز لان طہارۃ مکان المیت لیس بشرط ۱۲ بحر ص ۱۹۳ ج ۲

[۳] و[۴] و[۵] ومن الشروط حضور المیت و وضعہ وکونہ امام المصلی فلا تصح علی غائب ولا علی محمول دابۃ ولا علی موضوع خلفہ ۱۲ عالمگیری ص ۱۶۲ ج ۱ و ستر العورۃ شرط فی حق المیت ۱۲ بحر ص ۱۹۴ ج ۲

[۶] واما رکنہا التکبیرات والقیام ولو صلی علیہ قاعدا من غیر عذر لا یجوز ۱۲ بحر ص ۱۹۲ ج ۲

[۷] فی صلاۃ مطلقۃ وہی ذات الرکوع والسجود خرج بہ الجنازۃ ۱۲ رد المحتار ص ۳۸۶ ج ۱

[۸] واما سننہا فالتحمید والثناء والدعا فیہا ۱۲ بحر ص ۱۹۳

[۹] اذا قام بہ البعض ولو واحدا کان او جماعۃ ذکرا کان او انثی سقط عن الباقین واذا ترک الکل اثموا ۱۲ عالمگیری ص ۱۶۲ ج ۱

[۱۰] عالمگیری ص ۱۶۲ ج ۱ [۱۰] یعنی بدن کے جس حصہ کو چھپانا واجب ہے ۱۲

میّت کو آگے رکھ کر امام اس کے سینہ کے محاذی کھڑا ہو جائے اور سب لوگ یہ نیت کریں۔ نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ صَلٰوۃَ الْجَنَازَۃِ لِلّٰہِ تَعَالٰی وَدُعَاءً لِّلْمَیِّتِ یعنی میں نے یہ ارادہ کیا کہ نماز جنازہ پڑھوں جو خدا کی نماز ہے اور میت کے لئے دعا ہے یہ نیت کر کے دونوں ہاتھ مثل تکبیر تحریمہ کے کانوں تک اٹھا کر ایک مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر دونوں ہاتھ مثل نماز کے باندھ لیں پھر سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ آخر تک پڑھیں۔ اس کے بعد پھر ایک بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہیں مگر اس مرتبہ ہاتھ نہ اٹھائیں۔ بعد اس کے درود شریف پڑھیں اور بہتر یہ ہے کہ وہی درود پڑھا جائے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ پھر ایک مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہیں اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اٹھائیں۔ اس تکبیر کے بعد میّت کے لئے دعا کریں اگر وہ بالغ ہو خواہ مرد ہو یا عورت تو یہ دعا پڑھیں اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ اور بعض احادیث میں یہ دعا بھی وارد ہوئی ہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ وَعَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ وَاَکْرِمْ نُزُلَہٗ وَوَسِّعْ مَدْخَلَہٗ وَاغْسِلْہُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّہٖ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْہُ دَارًا خَیْرًا مِّنْ دَارِہٖ وَاَھْلًا خَیْرًا مِّنْ اَھْلِہٖ وَزَوْجًا خَیْرًا مِّنْ زَوْجِہٖ وَاَدْخِلْہُ الْجَنَّۃَ وَاَعِذْہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ اور اگر ان دونوں دعاؤں کو پڑھ لے تب بھی بہتر ہے بلکہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے رد المختار میں دونوں دعاؤں کو ایک ہی میں ملا کر لکھا ہے۔ ان دونوں دعاؤں کے سوا اور دعائیں بھی احادیث میں آئی ہیں اور اُن کو ہمارے فقہا نے بھی نقل کیا ہے جس دعا کو چاہے اختیار کر لے۔ اور اگر میت نابالغ لڑکا ہو تو یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا اور اگر نابالغ لڑکی ہو تو بھی یہی دعا ہے صرف اتنا فرق ہے کہ تینوں اجْعَلْہُ کی جگہ اجْعَلْھَا اور شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا کی جگہ شَافِعَۃً وَّمُشَفَّعَۃً پڑھیں جب یہ دعا پڑھ چکیں تو پھر ایک مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہیں اور اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اٹھائیں اور اس تکبیر کے بعد سلام پھیر دیں جس طرح نماز میں سلام پھیرتے ہیں۔ اس نماز میں التحیات اور قرآن مجید کی قرات وغیرہ نہیں ہے[1] **مسئلہ** نماز جنازہ امام اور مقتدی دونوں کے حق میں یکساں ہے صرف اس قدر فرق ہے کہ امام تکبیریں اور سلام بلند آواز سے کہے گا اور مقتدی آہستہ آواز سے باقی چیزیں یعنی ثنا اور درود اور دعا مقتدی بھی آہستہ آواز سے پڑھیں گے اور امام بھی آہستہ آواز سے پڑھے گا **مسئلہ ۱۵**[2] جنازے کی نماز میں مستحب ہے کہ حاضرین کی تین صفیں کر دی جائیں یہاں تک کہ اگر صرف سات آدمی ہوں تو ایک آدمی ان میں سے امام بنا دیا جائے اور پہلی صف میں تین آدمی

[1] وہی اربع تکبیرات برفع یدیہ فی الاول فقط ویثنی بعدہا ویصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد الثانیۃ ویدعو بعد الثالثۃ ویسلم بعد الرابعۃ ویسر الکل الا التکبیر ولا قراءۃ ولا تشہد فیہا ۱۲ در ص ۹۱۳ ج ۱

[2] ویستحب ان یصف ثلاثۃ صفوف حتی لو کانوا سبعۃ یتقدم احدہم للامامۃ ویقف وراءہ ثلاثۃ ثم اثنان ثم واحد ۱۲ در المختار ص ۹۱۳/۱۲۰

کھڑے ہوں اور دوسری میں دو اور تیسری میں ایک **مسئلہ ۱۶** جنازہ[1] کی نماز بھی ان چیزوں سے فاسد ہو جاتی ہے جن چیزوں سے دوسری نمازوں میں فساد آتا ہے صرف اس قدر فرق ہے کہ جنازہ کی نماز میں قہقہہ سے وضو نہیں جاتا اور عورت کے محاذات سے بھی اسمیں فساد نہیں آتا۔ **مسئلہ ۱۷** جنازے[2] کی نماز اس مسجد میں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جو پنجوقتی نمازوں یا جمعے یا عیدین[3] کی نماز کے لئے بنائی گئی ہو خواہ جنازہ مسجد کے اندر ہو یا مسجد سے باہر ہو اور نماز پڑھنے والے اندر ہوں۔ ہاں جو خاص جنازہ کی نماز کیلئے بنائی ہو اس میں مکروہ نہیں۔ **مسئلہ ۱۸** میت[4] کی نماز میں اس غرض سے زیادہ تاخیر کرنا کہ جماعت زیادہ ہو جائے مکروہ ہے۔ **مسئلہ ۱۹** جنازے[5] کی نماز بیٹھ کر یا سواری کی حالت میں پڑھنا جائز نہیں جب کہ کوئی عذر نہ ہو۔ **مسئلہ ۲۰** اگر ایک[6] ہی وقت میں کئی جنازے جمع ہو جائیں تو بہتر یہ ہے کہ ہر جنازے کی نماز علیحدہ پڑھی جائے اور اگر سب جنازوں کی ایک ہی نماز پڑھی جائے تب بھی جائز ہے اور اس وقت چاہیئے کہ سب جنازوں کی صف قائم کر دی جائے جس کی بہتر صورت یہ ہے کہ ایک جنازے کے آگے دوسرا جنازہ رکھدیا جائے کہ سب کے پیر ایک طرف ہوں اور سب کے سر ایک طرف۔ اور یہ صورت اسلئے بہتر ہے کہ اس میں سب کا سینہ امام کے محاذی (مقابل) ہوجائے گا جو مسنون ہے **مسئلہ ۲۱** اگر جنازے[7] مختلف اصناف (قسموں) کے ہوں تو اس ترتیب سے ان کی صف قائم کی جائے کہ امام کے قریب مردوں کے جنازے ان کے بعد لڑکوں کے اور ان کے بعد بالغہ عورتوں کے ان کے بعد نابالغہ لڑکیوں کے۔ **مسئلہ ۲۲** اگر کوئی شخص جنازہ کی نماز میں ایسے وقت پہنچا کہ کچھ تکبیریں اس کے آنے سے پہلے ہو چکی ہوں تو جس قدر تکبیریں ہو چکی ہیں اُن کے اعتبار سے وہ شخص مسبوق سمجھا جائے گا اور اس کو چاہیئے کہ فوراً آتے ہی مثل اور نمازوں کے تکبیر تحریمہ کہہ کر شریک نہ ہو جائے بلکہ امام کی تکبیر کا انتظار کرے جب امام تکبیر کہے تو اس کے ساتھ یہ بھی تکبیر کہے اور یہ تکبیر اس کے حق میں تکبیر تحریمہ ہوگی۔ پھر جب امام سلام پھیر دے تو یہ شخص اپنی گئی ہوئی تکبیروں کو ادا کر لے اور اس میں کچھ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی شخص ایسے وقت پہنچے کہ امام چوتھی تکبیر بھی کہہ چکا ہو تو وہ شخص اس تکبیر کے حق میں مسبوق نہ سمجھا جاوے گا اسکو چاہیئے کہ فوراً تکبیر کہہ کر امام کے سلام سے پہلے شریک ہو جائے اور ختم نماز کے بعد اپنی گئی ہوئی تکبیروں کا اعادہ کر لے۔ **مسئلہ ۲۳** اگر کوئی شخص تکبیر تحریمہ یعنی پہلی تکبیر یا کسی اور تکبیر کے وقت موجود تھا اور نماز میں شرکت کے لئے مستعد تھا مگر سستی یا اور کسی وجہ سے شریک نہ ہوا تو اس کو فوراً تکبیر کہہ کر شریک نماز ہو جانا چاہیئے۔ امام کی دوسری تکبیر کا اس کو انتظار نہ کرنا چاہیئے اور جس تکبیر کے وقت حاضر تھا اس تکبیر کا اعادہ اس کے ذمے نہ ہوگا۔ بشرطیکہ قبل اس کے کہ امام دوسری تکبیر کہے یہ اس

---

[1] ولو قہقہہ فی سجدۃ التلاوۃ او فی صلاۃ الجنازۃ تبطل ما کان فیہا ولا تنتقض الطہارۃ ۱۲ قاضیخان ص۳۰ ج۱ وتفسد صلاۃ الجنازۃ بما تفسد بہ سائر الصلوۃ الا المحاذاۃ المرأۃ ۱۲ عالمگیری ص۱۶۲ ج۱

[2] عالمگیری ص۱۶۵ ج۱

[3] قاضیخان ص۱۹۳ ج۱ ۔ عیدگاہ کے بارے میں فقہا کا اختلاف ہے بعض تو اسکو مسجد کے حکم میں داخل کرتے ہیں اور بعض انکار کرتے ہیں جو مسجد کے حکم میں نہیں مانتے

[4] وکرہ تاخیر صلاتہ ودفنہ لیصلی علیہ جمع عظیم بعد صلاۃ الجمعۃ الا اذا خیف فوتہا بسبب دفنہ ۱۲ در ص۳۸۰ ج۱ رد ص۹۳۹ ج۱

[5] ولم یجز الصلوۃ علیہا راکباً ولا قاعداً بغیر عذر ۱۲ در ص۳۸۰ ج۱

[6] و [7] ولو اجتمعت الجنائز یخیر الامام ان شاء صلی علی کل واحدۃ علی حدۃ وان شاء صلی علی الکل بالنیۃ علی الجمیع وہو فی کیفیۃ وضعہم بالخیار ان شاء وضعہم بالطول سطراً واحداً ویقف عند افضلہم وان وضعہم واحداً وراء واحد الی جہۃ القبلۃ وترتیبہم کترتیبہم فی صلاتہم خلفہ حالۃ الحیاۃ فیقرب منہ الافضل فالافضل فیصف الرجال الی جہۃ الامام ثم الصبیان ثم الخناثی ثم النساء ثم المراہقات ۱۲ عالمگیری ص۱۶۵ ج۱

عالمگیری ص۱۶۵ ج۱

تکبیر کو ادا کرے گو امام کی میت نہ ہو۔ مسئلہ ۲۴ جنازے کی نماز کا مسبوق جب اپنی گئی ہوئی تکبیروں کو ادا کرے اور خوف ہو کہ اگر دعا پڑھے گا تو دیر ہوگی اور جنازہ اس کے سامنے سے اٹھالیا جاوے گا تو دعا نہ پڑھے مسئلہ ۲۵ جنازے کی نماز میں اگر کوئی شخص لاحق ہو جائے تو اس کا وہی حکم ہے جو اور نمازوں کے لاحق کا ہے۔ مسئلہ ۲۶ جنازے کی نماز میں امامت کا استحقاق سب سے زیادہ بادشاہ وقت کو ہے گو تقویٰ اور ورع میں اس سے بہتر لوگ بھی وہاں موجود ہوں۔ اگر بادشاہ وقت وہاں نہ ہو تو اس کا نائب یعنی جو شخص اُس کی طرف سے حاکم شہر ہو وہ مستحق امامت ہے گو ورع اور تقویٰ میں اس سے افضل لوگ وہاں موجود ہوں۔ اور وہ بھی نہ ہو تو قاضی شہر۔ وہ بھی نہ ہو تو اس کا نائب۔ ان لوگوں کے ہوتے ہوئے دوسرے کا امام بنانا بلا ان کے اذن (اجازت) کے جائز نہیں انھیں کا امام بنانا واجب ہے اگر یہ لوگ کوئی وہاں موجود نہ ہوں تو اس محلہ کا امام مستحق ہے بشرطیکہ میت کے اعزہ میں کوئی شخص اس سے افضل نہ ہو۔ ورنہ میت کے وہ اعزہ جن کو حق ولایت حاصل ہے امامت کے مستحق ہیں یا وہ شخص جس کو وہ اجازت دیں اگر بے اجازت ولی میت کے کسی ایسے شخص نے نماز پڑھادی جس کو امامت کا استحقاق نہیں تو ولی کو اختیار ہے کہ پھر دوبارہ نماز پڑھے۔ حتیٰ کہ اگر میت دفن ہو چکی ہو تو اس کی قبر پر نماز پڑھ سکتا ہے تاوقتیکہ نعش کے پھٹ جانے کا خیال نہ ہو مسئلہ ۲۷ اگر بے اجازت ولی میت کے کسی ایسے شخص نے نماز پڑھادی ہو جسکو امامت کا استحقاق ہے تو پھر ولی میت نماز کا اعادہ نہیں کر سکتا اسی طرح اگر ولی میت نے بحالت نہ موجود ہونے بادشاہ وقت وغیرہ کے نماز پڑھادی ہو تو بادشاہ وقت وغیرہ کو اعادہ کا اختیار نہیں ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ اگر ولی میت بحالت موجود ہونے بادشاہ وقت وغیرہ کے نماز پڑھ لے تب بھی بادشاہ وقت وغیرہ کو اعادہ کا اختیار نہ ہوگا گو ایسی حالت میں بادشاہ وقت کے امام نہ بنانے سے ترک واجب کا گناہ اولیائے میت پر ہوگا۔ حاصل یہ کہ ایک جنازہ کی نماز کئی مرتبہ پڑھنا جائز نہیں مگر ولی میت کو جب کہ اسکی بے اجازت کسی غیر مستحق نے نماز پڑھادی ہو دوبارہ پڑھنا درست ہے۔

دفن کے مسائل

مسئلہ ۱ میت کا دفن کرنا فرض کفایہ ہے جس طرح اس کا غسل اور نماز۔ مسئلہ ۲ جب میت کی نماز سے فراغت ہو جائے تو فوراً اس کو دفن کرنے کے لئے جہاں قبر کھدی ہو لے جانا چاہیے مسئلہ ۳ اگر میت کوئی شیر خوار بچہ یا اس سے کچھ بڑا ہو تو لوگوں کو چاہیے کہ اس کو دست بدست لے جائیں یعنی

لے ثم یکبر ثلاثا قبل ان ترفع الجنازۃ متتابعا لا دعاء فیہا ۱۲ عالمگیری ص۱۶۵ ج۱

لے لان اللاحق فیہا کاللاحق فی سائر الصلاۃ ۱۲ بحر الرائق ص۲۰ ج ۲

لے السلطان احق بصلاتہ ثم نائبہ ثم القاضی ثم صاحب الشرط ثم خلیفۃ الوالی ثم خلیفۃ القاضی ثم امام الحی ثم الولی ویقدم الاقرب فالاقرب کترتیبہم فی النکاح فان صلی غیرہ اعاد ہا ہو ان شاء لعدم سقوط حقہ ۱۲ مراقی ص۹۶

لے ولا یعیدہ الولی ان صلی الامام الاعظم او السلطان او الوالی او القاضی او امام الحی لان ہولاء اولی منہ وان کان غیر ہولاء لہ ان یعید وان صلی علیہ لم یجز ان یصلی بعدہ ۱۲ عالمگیری ص۱۶۴ ج۱

لے دفن المیت فرض علی الکفایہ ۱۲ عالمگیری ص۱۶۵ ج۱

لے فالافضل ان یعجل التجہیز بتمامہ من حین یموت ۱۲ طحطاوی ص۳۸

لے سن من حمل الجنازۃ اربعۃ من الرجال اذا حملوا علی سریر اخذوہ بقوائمہ الاربع بہ وردت السنۃ وکرہ حملہا بین العمودین بان یحملہا رجلان احدہما مقدمہا والآخر مؤخرہا الا لضرورۃ

وان الصبی الرضیع او الفطیم او فوق ذلک قلیلا اذا مات فلا باس بان یحملہ رجل واحد علی یدیہ ویتداولہ الناس بالحمل علی ایدیہم ۱۲ عالمگیری ص۱۶۲ ج۱

ایک آدمی اس کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھالے پھر اس سے دوسرا آدمی لے لے۔ اسی طرح بدلتی ہوئے لے جائیں اور اگر میت کوئی بڑا آدمی ہو تو اس کو کسی چارپائی وغیرہ پر رکھ کر لے جائیں اور اس کے چاروں پایوں کو ایک ایک آدمی اٹھائے۔ میت کی چارپائی ہاتھوں سے اٹھا کر کندھوں پر رکھنا چاہئے مثل مال واسباب کے شانوں (کندھوں ۱۲) پر لادنا مکروہ ہے۔ اسی طرح بلاعذر اس کا کسی جانور یا گاڑی وغیرہ پر رکھ کر لے جانا بھی مکروہ ہے۔ اور عذر ہو تو بلا کراہت جائز ہے مثلاً قبرستان بہت دور ہو۔ **مسئلہ ۴** میت کے اٹھانے کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس کا اگلا داہنا پایا اپنے داہنے شانے پر رکھ کر کم سے کم دس قدم چلے بعد اس کے پچھلا داہنا پایا داہنے شانے پر رکھ کر کم سے کم دس قدم چلے بعد اس کے بایاں پایا اپنے بائیں شانے پر رکھ کر پھر پچھلا بایاں پایا بائیں شانے پر رکھ کر کم سے کم دس دس قدم چلے تاکہ چاروں پایوں کو ملا کر چالیس قدم ہو جائیں۔ **مسئلہ ۵** جنازے کا تیز قدم لے جانا مسنون ہے مگر نہ اس قدر کہ نعش کو حرکت واضطراب ہونے لگے۔ **مسئلہ ۶** جو لوگ جنازے کے ہمراہ جائیں اُن کو قبل اس کے کہ جنازہ شانوں سے اتارا جائے بیٹھنا مکروہ ہے ہاں اگر کوئی ضرورت بیٹھنے کی پیش آئے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ **مسئلہ ۷** جو لوگ جنازے کے ساتھ نہ ہوں بلکہ کہیں بیٹھے ہوئے ہوں ان کو جنازے کو دیکھ کر کھڑا ہو جانا نہ چاہئے۔ **مسئلہ ۸** جو لوگ جنازے کے ہمراہ ہوں ان کو جنازے کے پیچھے چلنا مستحب ہے اگرچہ جنازے کے آگے بھی چلنا جائز ہے ہاں اگر سب لوگ جنازے کے آگے ہو جائیں تو مکروہ ہے اسی طرح جنازے کے آگے کسی سواری پر چلنا بھی مکروہ ہے۔ **مسئلہ ۹** جنازے کے ہمراہ پیادہ پا چلنا مستحب ہے اور اگر کسی سواری پر ہو تو جنازے کے پیچھے چلے۔ **مسئلہ ۱۰** جنازے کے ہمراہ جو لوگ ہوں ان کو کوئی دعا یا ذکر بلند آواز سے پڑھنا مکروہ ہے۔ میت کی قبر کم سے کم اُس کے نصف قد کے برابر گہری کھودی جائے اور قد سے زیادہ نہ ہونا چاہئے اور موافق اُس کے قد کے لمبی ہو اور بغلی قبر بہ نسبت صندوقی کے بہتر ہے ہاں اگر زمین بہت نرم ہو کہ بغلی کھودنے میں قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو پھر بغلی قبر نہ کھودی جائے۔ **مسئلہ ۱۱** یہ بھی جائز ہے کہ اگر بغلی قبر نہ کھد سکے تو میت کو کسی صندوق میں رکھ کر دفن کر دیں خواہ صندوق لکڑی کا ہو یا پتھر کا یا لوہے کا مگر بہتر یہ ہے کہ اس صندوق میں مٹی بچھا دی جائے۔ **مسئلہ ۱۲** جب قبر تیار ہو چکے تو میت کو قبلے کی طرف سے قبر میں اتار دیں اسکی صورت یہ ہے کہ جنازہ قبر سے قبلہ کی جانب رکھا جائے اور اتارنے والے قبلے رو کھڑے ہو کر میت کو اٹھا کر قبر میں رکھدیں۔ **مسئلہ ۱۳** قبر میں اتارنے والوں کا طاق یا جفت ہونا مسنون نہیں۔ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کی قبر مقدس میں چار آدمیوں نے اتارا تھا۔ **مسئلہ ۱۴** قبر میں رکھتے وقت

لہ السنۃ ان یاخذ بقوائمہا الاربع علی طریق التعاقب بان تحمل من کل جانب عشر خطوات فیحملہا علی عاتقہ الایمن ثم المؤخر الایمن علی عاتقہ الایمن ثم القوم الایسر علی عاتقہ الایسر ثم المؤخر الایسر علی عاتقہ الایسر ۱۲ عالمگیری ص۱۶۲ ج۱

سہ ویسرع بالمیت وقت المشی بلا خبب وحدہ ان یسرع بہ بحیث لا یضطرب المیت علی الجنازۃ ۱۲ عالمگیری ص۱۶۲

سہ وانما یکرہ الجلوس قبل ان توضع عن مناکب الرجال ۱۲ عالمگیری ص۱۶۲

سہ ولا یقوم من مرت بہ جنازۃ ولم یرد المشی ۱۲ شرح نور الایضاح ص۹۸

ھ الافضل للمشی الجنازۃ المشی خلفہا ویجوز امامہا الا ان یتباعد عنہا او یتقدم الکل فیکرہ ویکرہ ان یتقدم الجنازۃ راکبا ۱۲ عالمگیری ص۱۶۲ ج۱

لہ ولا باس بالرکوب فی الجنازۃ والمشی افضل ۱۲ عالمگیری ص۱۶۲

سہ عالمگیری ص۱۶۲ ج۱

ھ جوز اتخاذ التابوت فی بلاد تا رخاوت الارض ولو اتخذ تابوت من حدید لا باس

نہ ویستحب ان یفرش فیہ التراب ۱۲ عالمگیری ص۱۶۲ ج۱ نلہ غنیہ ص۵۵۹ ہ عالمگیری ص۱۶۲ ج۱ بحر ص۲۰۶ ج۲ للہ ویقول واضعہ بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ عالمگیری ص۱۶۶

بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ کہنا مستحب ہے مسئلہ ۱۵ میتؒ کو قبر میں رکھ کر داہنے پہلو پر اس کو قبلہ رو کر دینا مسنون ہے۔ مسئلہ ۱۶ قبر میںؒ رکھنے کے بعد کفن کی وہ گرہ جو کفن کھل جانے کے خوف سے دی گئی تھی کھولدی جائے۔ مسئلہ ۱۷ بعدؒ اس کے کچی اینٹوں یا نرکل سے بند کر دیں پختہ اینٹوں یا لکڑی کے تختوں سے بند کرنا مکروہ ہے ہاں جہاں زمین بہت نرم ہو کہ قبر کے بیٹھ جانے کا خوف ہو تو پختہ اینٹ یا لکڑی کے تختے رکھدینا یا صندوق میں رکھنا بھی جائز ہے۔ مسئلہ ۱۸ عورتؒ کو قبر میں رکھتے وقت پردہ کرکے رکھنا مستحب ہے اور اگر میت کے بدن کے ظاہر ہو جانے کا خوف ہو تو پھر پردہ کرنا واجب ہے۔ مسئلہ ۱۹ مردوںؒ کے دفن کے وقت قبر پر پردہ کرنا نہ چاہئے ہاں اگر عذر ہو مثلاً پانی برس رہا ہو یا برف گر رہی ہو۔ یا دھوپ سخت ہو تو پھر جائز ہے۔ مسئلہ ۲۰ جبؒ میت کو قبر میں رکھ چکیں تو جس قدر مٹی اُس کی قبر سے نکلی ہو وہ سب اس پر ڈالدیں اس سے زیادہ مٹی ڈالنا مکروہ ہے جبکہ بہت زیادہ ہو کہ قبر ایک بالشت سے بہت زیادہ اونچی ہو جائے اور اگر تھوڑی سی ہو تو پھر مکروہ نہیں۔ مسئلہ ۲۱ قبر میںؒ مٹی ڈالتے وقت مستحب ہے کہ سرہانے کی طرف سے ابتدا کی جائے اور ہر شخص اپنے دونوں ہاتھوں میں مٹی بھر کر قبر میں ڈالدے اور پہلی مرتبہ پڑھے مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ اور دوسری مرتبہ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ اور تیسری مرتبہ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى۔ مسئلہ ۲۲ بعد دفنؒ کے تھوڑی دیر تک قبر پر ٹھیرنا اور میت کے لئے دعائے مغفرت کرنا یا قرآن مجید پڑھ کر اُس کا ثواب اس کو پہنچانا مستحب ہے۔ مسئلہ ۲۳ بعدؒ مٹی ڈال چکنے کے قبر پر پانی چھڑک دینا مستحب ہے۔ مسئلہ ۲۴ کسیؒ میت کو چھوٹا ہو یا بڑا مکان کے اندر دفن نہ کرنا چاہئے اسلئے کہ یہ بات انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے۔ مسئلہ ۲۵ قبرؒ کا مربع بنانا مکروہ ہے مستحب یہ ہے کہ اٹھی ہوئی مثل کوہان شتر کے بنائی جائے اس کی بلندی ایک بالشت یا اس سے کچھ زیادہ ہونا چاہئے۔ مسئلہ ۲۶ قبرؒ کا ایک بالشت سے بہت زیادہ بلند کرنا مکروہ تحریمی ہے قبر پر گچ کرنا یا اس پر مٹی لگانا مکروہ ہے مسئلہ ۲۷ بعدؒ دفن کر چکنے کے قبر پر کوئی عمارت مثل گنبد یا قبّے وغیرہ کے بنانا بغرض زینت حرام ہے اور مضبوطی کی نیت سے مکروہ ہے۔ میت کی قبر پر کوئی چیز بطور یادداشت کے لکھنا جائز ہے بشرطیکہ کوئی ضرورت ہو ورنہ جائز نہیں۔ لیکن اس زمانہ میں چونکہ عوام نے اپنے عقائد اور اعمال کو بہت خراب کر لیا ہے اور ان مفاسد سے مباح بھی ناجائز ہو جاتا ہے۔ اس لئے ایسے امور بالکل ناجائز ہوں گے اور جو جو ضرورتیں یہ لوگ بیان کرتے ہیں سب نفس کے بہانے ہیں جن کو وہ دل میں خود بھی سمجھتے ہیں۔

لہ وسلہ ویوجہ المیت فی القبر الی القبلۃ علی جنبہ الایمن وتحل العقدۃ ۱۲ عالمگیری ۱۶۶/۱ سلہ ویستحب اللبن والقصب والحشیش فی اللحد ویکرہ الآجر والخشب وقیل لاباس بہ عند رخاوۃ الارض ۱۲ غنیہ ۵۹۵ کلہ وشہ ویستحب تسجیۃ قبر المرأۃ بثوب حال ادخالہا القبر حتی یسوی اللبن ونحوہ علی اللحد ولا یستحب فی حق الرجل عندنا ۱۲ غنیہ ۵۹۶ لہ ویہال التراب ویکرہ ان یزاد علی التراب الذی اخرج من القبر ویسنم القبر قدر الشبر ۱۲ عالمگیری ۱۶۶/۱ لہ وشہ وفہ ویستحب لمن شہد دفن المیت ان یحثو فی قبرہ ثلاث حثیات من التراب بیدیہ جمیعا و یکون من قبل راس المیت ویقول فی حثیۃ الاولی منہا خلقناکم وفی الثانیۃ وفیہا نعیدکم وفی الثالثۃ ومنہا نخرجکم تارۃ اخری ویستحب اذا دفن المیت ان یجلسوا ساعۃ عند القبر بعد الفراغ یتلون القرآن ویدعون للمیت ولاباس برش الماء علیہ ۱۲ عالمگیری ۱۶۶ ج ۱ للہ لا ینبغی ان یدفن المیت فی الدار وان کان صغیرا لان

ہذہ السنۃ کانت للانبیاء علیہم السلام ۱۲ بحر الرائق ج ۲ ص ۲۰۱ للہ ویسنم القبر قدر الشبر ولا یربع ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۱۶۶ کلہ و۳لہ غنیہ ص ۵۹۹

شہید کے احکام

اگرچہ شہید بھی بظاہر میت ہے مگر عام موتیٰ کے سب احکام اس میں جاری نہیں ہو سکتے اور فضائل بھی اس کے بہت ہیں اس لئے اس کے احکام علیحدہ بیان کرنا مناسب معلوم ہوا شہید کے اقسام احادیث میں بہت وارد ہوئے ہیں بعض علماء نے ان اقسام کے جمع کرنے کے لئے مستقل رسالے بھی تصنیف فرمائے ہیں مگر ہم کو شہید کے جو احکام یہاں بیان کرنا مقصود ہیں وہ اس شہید کی ساتھ خاص ہیں جس میں یہ چند شرطیں پائی جائیں۔ شرط[۱] (۱) مسلمان ہونا۔ پس غیر اہل اسلام کے لئے کسی قسم کی شہادت ثابت نہیں ہو سکتی۔ شرط (۲) مکلف یعنی عاقل بالغ ہونا پس جو شخص حالت جنون وغیرہ میں مارا جائے یا عدم بلوغ کی حالت میں تو اس کے لئے شہادت کے وہ احکام جن کا ہم ذکر آگے کریںگے ثابت نہ ہونگے۔ شرط (۳) حدث اکبر سے پاک ہونا اگر کوئی شخص حالت جنابت میں یا کوئی عورت حیض و نفاس میں شہید ہو جائے تو اس کے لئے بھی شہید کے وہ احکام ثابت نہ ہوں گے۔ شرط (۴) بے گناہ مقتول ہونا پس اگر کوئی شخص بے گناہ نہیں مقتول ہوا بلکہ کسی جرم شرعی کی سزا میں مارا گیا ہو یا مقتول ہی نہ ہوا ہو بلکہ یوں ہی مر گیا ہو تو اس کے لئے بھی شہید کے وہ احکام ثابت نہ ہونگے۔ شرط (۵) اگر کسی مسلمان یا ذمّی کے ہاتھ سے مارا گیا ہو تو یہ بھی شرط ہے کہ کسی آلہ جارحہ سے مارا گیا ہو اگر کسی مسلمان یا ذمّی کے ہاتھ سے بذریعہ آلہ غیر جارحہ کے مارا گیا ہو۔ مثلاً کسی پتھر وغیرہ سے مارا جاوے تو اس پر شہید کے حکم جاری نہ ہوں گے۔ لیکن لوہا مطلقاً آلہ جارحہ کے حکم میں ہے گو اس میں دھار نہ ہو، اور اگر کوئی شخص حربی کافروں یا باغیوں یا ڈاکہ زنی کے ہاتھ سے مارا گیا ہو یا ان کے معرکۂ جنگ میں مقتول ملے تو اس میں آلہ جارحہ سے مقتول ہونے کی شرط نہیں حتی کہ اگر کسی پتھر وغیرہ سے بھی وہ لوگ ماریں اور مر جائے تو شہید کے احکام اس پر جاری ہو جائیں گے بلکہ یہ بھی شرط نہیں کہ وہ لوگ خود مرتکب قتل ہوئے ہوں بلکہ اگر وہ سبب قتل بھی ہوئے ہوں۔ یعنی ان سے وہ امور وقوع میں آئیں جو باعث قتل ہو جائیں تب بھی شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے۔ مثال (۱) کسی حربی وغیرہ نے اپنے جانور سے کسی مسلمان کو روندڈالا اور خود بھی اس پر سوار تھا۔ (۲) کوئی مسلمان کسی جانور پر سوار تھا۔ اس جانور کو کسی حربی وغیرہ نے بھگایا جس کی وجہ سے مسلمان اس جانور سے گر کر مر گیا۔ (۳) کسی حربی وغیرہ نے کسی مسلمان کے گھر یا جہاز میں آگ لگادی جس سے کوئی جل کر مر گیا۔

[۱] وہو کل مکلف ای بالغ عاقل وخرج بذلک الصبی وخرج بقید العاقل المجنون مسلم احترز بہ عن الکافر طاہر ای لیس بہ جنابۃ و لا حیض ولا نفاس قتل ظلماً بغیر حق بجارحۃ ای بما یوجب القصاص لم یجب بنفس القتل مال قید بہ لان من قتلہ مسلم خطاء او عمداً بالثقل او غیرہ فلیس بشہید لوجوب الدیۃ بقتلہ وکذا لو وجد مذبوحاً ولم یعلم قاتلہ او وجد فی محلۃ مقتولا ولم یعلم قاتلہ لانہ لا یدری قتل ظالماً او مظلوماً عمداً او خطاءً بل قصاص حتی لو وجب المال بعارض کالصلح فی القتل العمد او قتل الاب ابنہ لا تسقط الشہادۃ لان نفس القتل لم یوجب الدیۃ بل یوجب القصاص و انما سقط للصلح او للشبہۃ و لم یرتث وکذا یکون شہیدا لو قتلہ باغ او حربی او قاطع طریق ولو تسببا او بغیر آلۃ جارحۃ فان مقتولہم شہید بای آلۃ قتلوہ ہذا اذا کان القتل المباشرۃ ومثالہ لو وطئت دابتہم مسلما او نفروا دابۃ مسلم فرمتہ او رموہ من السور او القوا علیہ حائطا او رموا بنار فاحرقوا سفینتہم ولو انفلتت دابۃ مشرک لیس علیہا احد فوطئت مسلما او رمی مسلم ای الکفار فاصاب مسلما او نفرت دابۃ مسلم من سواد الکفار او نفر المسلمون (بقیہ بر صفحہ ۹۴)

شرط (۶) اُس قتل کی سزا میں ابتداءً شریعت کی طرف سے کوئی مالی عوض نہ مقرر ہو بلکہ قصاص واجب ہوا ہو پس اگر مالی عوض مقرر ہو گا تب بھی اُس مقتول پر شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے گو ظلماً مارا جائے۔ مثال (۱) کوئی مسلمان کسی مسلمان کو غیر آلہ جارحہ سے قتل کر دے۔ (۲) کوئی مسلمان کسی مسلمان کو آلہ جارحہ سے قتل کر دے مگر خطاءً مثلاً کسی جانور پر یا کسی نشانے پر حملہ کر رہا ہو اور وہ کسی انسان کے لگ جائے۔ (۳) کوئی شخص کسی جگہ سوائے معرکۂ جنگ کے مقتول پایا جائے اور کوئی قاتل اس کا معلوم نہ ہو۔ ان سب صورتوں میں چونکہ اس قتل کے عوض میں مال واجب ہوتا ہے قصاص نہیں واجب ہوتا اسلئے یہاں شہید کے احکام جاری نہ ہونگے۔ مالی عوض کے مقرر ہونے میں ابتداءً کی قید اس وجہ سے لگائی گئی کہ اگر ابتداءً قصاص مقرر ہوا ہو مگر کسی مانع کے سبب سے قصاص معاف ہو کر اس کے بدلہ میں مال واجب ہوا ہو تو وہاں شہید کے احکام جاری ہو جاویں گے۔ مثال (۱) کوئی شخص آلۂ جارحہ سے قصداً ظلماً مارا گیا لیکن قاتل میں اور ورثہ مقتول میں کچھ مال کے عوض صلح ہو گئی ہو تو اس صورت میں چونکہ ابتداءً قصاص واجب ہوا تھا اور مال ابتدا میں واجب نہیں ہوا تھا بلکہ صلح کے سبب سے واجب ہوا اسلئے یہاں شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے۔ (۲) کوئی باپ اپنے بیٹے کو آلۂ جارحہ سے مار ڈالے تو اس صورت میں ابتداءً قصاص ہی واجب ہوا تھا۔ مال ابتداءً واجب نہیں ہوا لیکن باپ کے احترام و عظمت کی وجہ سے قصاص معاف ہو کر اس کے بدلے میں مال واجب ہوا ہے۔ لہذا یہاں بھی شہید کے احکام جاری ہو جاویں گے۔ **شرط (۷)** بعد زخم لگنے کے پھر کوئی امر راحت و تمتع زندگی کا مثل کھانے پینے سونے دوا کرنے خرید و فروخت وغیرہ کے اس سے وقوع میں نہ آئیں اور نہ بمقدار وقت ایک نماز کے اس کی زندگی حالت ہوش و حواس میں گذرے اور نہ اس کو حالت ہوش میں معرکہ سے اٹھا کر لائیں ہاں اگر جانوروں کے پامال کرنے کے خوف سے اٹھا لائیں تو کچھ حرج نہ ہوگا۔ پس اگر کوئی شخص بعد زخم کے زیادہ کلام کرے تو وہ بھی شہید کے احکام میں داخل نہ ہوگا اس لئے کہ زیادہ کلام کرنا زندوں کی شان سے ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص وصیت کرے تو وہ وصیت اگر کسی دنیاوی معاملہ میں ہو تو شہید کے حکم سے خارج ہو جائے گا اور اگر دینی معاملہ میں ہو تو خارج نہ ہوگا اگر کوئی شخص معرکۂ جنگ میں شہید ہوا اور اس سے یہ باتیں صادر ہوں تو شہید کے احکام سے خارج ہو جائے گا ورنہ نہیں لیکن یہ شخص اگر محاربہ میں مقتول ہوا ہے اور ہنوز حرب ختم نہیں ہوئی تو باوجود تمتعات مذکورہ کے بھی وہ شہید ہے

(بسلسلہ صفحہ ۹۳) منہم فالجؤہم الی خندق او نار او نحوہ جعلوا حولہم الشوک فمشی علیہ مسلم فمات بذلک لم یکن شہیداً او وجد جریحاً میتاً فی معرکتہم المراد بالجراحۃ علامۃ القتل کخروج الدم من عینہ او اذنہ او حلقہ صافیاً لا من انفہ او ذکرہ او دبرہ او حلقہ جامداً و یغسل من وجد قتیلاً فی مصر او قریۃ فیما تجب فیہ الدیۃ ولو فی بیت المال کالمقتول فی جامع او شارع ولم یعلم قاتلہ او علم ولم یجب القصاص فان وجب کان شہیداً او قتل بحد او قصاص او جرح وارتث وذلک بان اکل او شرب او نام او تداوی ولو قلیلاً او اوی خیمۃ او مضی علیہ وقت صلوٰۃ وہو یعقل ویقدر علی ادائہا او نقل من المعرکۃ وہو یعقل سواء وصل حیاً او مات علی الایدی وکذا لو قام من مکانہ الی مکان اخر لا لخوف وطئ الخیل او اوصی بامور الدنیا وان بامور الاخرۃ لا یصیر مرتثا او باع او اشتری او تکلم بکلام کثیر والا فلا ہذا کلہ اذا کان بعد انقضاء الحرب ولو فیہا والا یصیر مرتثا بشیء مما ذکر وکل ذلک فی الشہید الکامل والا فالمرتث شہید الآخرہ ۱۲ طحطاوی علی در المختار صفحہ ۳۸۵ / ۱۶۰

مسئلہ[۱] جس شہید میں یہ سب شرائط پائی جائیں اس کا ایک حکم یہ ہے کہ اس کو غسل نہ دیا جائے اور اس کا خون اس کے جسم سے زائل نہ کیا جائے اسی طرح اس کو دفن کر دیں۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ جو کپڑے پہنے ہوئے ہو اُن کپڑوں کو اس کے جسم سے نہ اُتاریں ہاں اگر اس کے کپڑے عدد مسنون سے کم ہوں تو عدد مسنون کے پورا کرنے کے لئے اور کپڑے زیادہ کر دیئے جائیں اسی طرح اگر اُس کے کپڑے کفن مسنون سے زیادہ ہوں تو زائد کپڑے اتار لئے جائیں اور اگر اس کے جسم پر ایسے کپڑے ہوں جن میں کفن ہونے کی صلاحیت نہ ہو جیسے پوستین وغیرہ تو ان کو بھی اتار لینا چاہئے۔ ہاں اگر ایسے کپڑوں کے سوا اُس کے جسم پر کوئی کپڑا نہ ہو تو پھر پوستین وغیرہ کو نہ اتارنا چاہئے۔ ٹوپی۔ جوتہ۔ ہتھیار وغیرہ ہر حال میں اتار لیا جائے گا اور باقی سب احکام جو اور موتیٰ کے لئے ہیں مثل نماز وغیرہ کے وہ سب اُن کے حق میں بھی جاری ہوں گے اگر کسی شہید میں ان شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جاوے تو اس کو غسل بھی دیا جائے گا اور مثل دوسرے مردوں کے نیا کفن بھی پہنایا جاوے گا۔

جنازے کے متفرق مسائل

مسئلہ[۱] اگر میت کو قبر میں قبلہ رو کرنا یاد نہ رہے اور بعد دفن کرنے اور مٹی ڈال دینے کے خیال آئے تو پھر قبلہ رو کرنے کے لئے اُس کی قبر کھولنا جائز نہیں ہاں اگر صرف تختے رکھے گئے ہوں مٹی نہ ڈالی گئی ہو تو وہاں تختے ہٹا کر اس کو قبلہ رو کر دینا چاہئے۔ مسئلہ[۲] عورتوں[۳] کو جنازے کے ہمراہ جانا مکروہ تحریمی ہے۔ مسئلہ[۳] رونے[۴] والی عورتوں کا یا بیان کرنے والیوں کا جنازہ کے ساتھ جانا ممنوع ہے۔ مسئلہ[۴] میّت کو قبر میں رکھتے وقت اذان کہنا بدعت ہے۔ مسئلہ[۵] اگر امام جنازے کی نماز میں چار تکبیر سے زیادہ کہے تو حنفی مقتدیوں کو چاہئے کہ ان زائد تکبیروں میں اُس کا اتباع نہ کریں بلکہ سکوت کئے ہوئے کھڑے رہیں جب امام سلام پھیرے تو خود بھی سلام پھیر دیں ہاں اگر زائد تکبیریں امام سے نہ سنی جائیں بلکہ مکبّر سے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ اتباع کریں اور ہر تکبیر کو تکبیر تحریمہ سمجھیں یہ خیال کر کے کہ شاید اس سے پہلے جو چار تکبیریں مکبر نقل کر چکا ہے وہ غلط ہوں امام نے اب تکبیر تحریمہ کہی ہو۔ مسئلہ[۶] اگر کوئی شخص کشتی پر مر جائے اور زمین وہاں سے اس قدر دور ہو کہ نعش کے خراب ہو جانے کا خوف ہو تو اس وقت چاہئے کہ غسل اور تکفین اور نماز سے فراغت کر کے اس کو دریا میں ڈال دیں اور اگر کنارہ اس قدر دور نہ ہو اور وہاں جلدی اُترنے کی امید ہو تو اس نعش کو رکھ چھوڑیں اور زمین میں دفن کر دیں۔ مسئلہ[۷] اگر کسی شخص کو نماز جنازے کی

[۱] وحکمہ ان لا یغسل و یصلی علیہ ویدفن بدمہ و ثیابہ و ینزع عنہ مالیس من سنن الکفن نحو السلاح والجلود والفرو والحشو والخف والقلنسوۃ والسراویل و یزاد حتی یتم الکفن وینقص ان کان زیادۃ علی سنۃ الکفن ۱۲ عالمگیری ص۱۶۸ ج۱

[۲] واذا دفن المیت مستدبر القبلۃ واھالوا التراب علیہ فانہ لا ینبش لیجعل المستقبل القبلۃ بحر ص۲۰۸ ولو سوی علیہ اللبن ولم یھل علیہ التراب نزع اللبن ۱۲ عالمگیری ص۱۶۵ ج۱

[۳] ویکرہ خروجھن تحریما ۱۲ در المختار ص۸۳۰

[۴] واذا کان مع الجنازۃ نائحۃ او صائحۃ زجرت ۱۲ عالمگیری ص۱۶۲ ج۱

[۵] لا یسن الاذان عند ادخال المیت فی قبرہ کما المعتاد الآن وقد صرح ابن حجر فی فتاویہ بانہ بدعۃ ۱۲ رد المحتار

[۶] ولو کبر امامہ خمسا لم یتبع فیمکث المؤتم حتی یسلم اذا سلم ہذا اذا سمع من الامام ولو من المبلغ تابعہ ونوی الافتتاح بکل تکبیرۃ بحوان تکبیرۃ الامام للافتتاح الآن واخطأ المبلغ ۱۲ طحطاوی

[۷] ومن مات فی سفینۃ وکان البر بعیدا وخیف الضرر بہ غسل وکفن وصلی علیہ والقی فی البحر ۱۲ مراقی الفلاح ص۱۰۲ ۱۲ بحر الرائق ص۱۹۷ جلد دوم علی رد المختار ص۸۳۷ ج۱

وہ دعا جو منقول ہے یاد نہ ہو تو اس کو صرف اللھم اغفر للمؤمنین والمؤمنات کہہ دینا کافی ہے اگر یہ بھی نہ ہو سکے اور صرف چار تکبیروں پر اکتفار کی جائے تب بھی نماز ہو جائے گی اس لئے کہ دعا فرض نہیں بلکہ مسنون ہے اور اسی طرح درود شریف بھی فرض نہیں ہے۔ **مسئلہ ۸** جب[۱] قبر میں مٹی پڑ چکے تو اس کے بعد میت کا قبر سے نکالنا جائز نہیں۔ ہاں اگر کسی آدمی کی حق تلفی ہوتی ہو تو البتہ نکالنا جائز ہے۔ مثال (۱) جس میں اس کو دفن کیا ہے وہ کسی دوسرے کی ملک ہو اور وہ اس کے دفن پر راضی نہ ہو۔ (۲) کسی شخص کا مال قبر میں رہ گیا ہو۔ **مسئلہ ۹** اگر کوئی عورت[۲] مر جائے اور اس کے پیٹ میں زندہ بچہ ہو تو اس کا پیٹ چاک کر کے وہ بچہ نکال لیا جائے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کا مال نگل کر مر جائے اور مال والا مانگے تو وہ مال اس کا پیٹ چاک کر کے نکال لیا جائے۔ لیکن اگر مردہ مال چھوڑ کر مرا ہے تو اس کے ترکہ میں سے وہ مال ادا کر دیا جائے اور پیٹ چاک نہ کیا جائے۔
مسئلہ ۱۰ قبل[۳] دفن کے نعش کا ایک مقام سے دوسرے مقام میں دفن کرنے کے لئے لے جانا خلاف اولی ہے جبکہ وہ دوسرا مقام ایک دو میل سے زیادہ نہ ہو اور اگر اس سے زیادہ ہو تو جائز نہیں اور بعد دفن کے نعش کھود کر لے جانا تو ہر حالت میں ناجائز ہے۔ **مسئلہ ۱۱** میت[۴] کی تعریف کرنا خواہ نظم میں ہو یا نثر میں جائز ہے بشرطیکہ تعریف میں کسی قسم کا مبالغہ نہ ہو وہ تعریفیں بیان نہ کی جائیں جو اس میں نہ ہوں۔ **مسئلہ ۱۲** میت[۵] کے اعزہ کو تسکین و تسلی دینا اور صبر کے فضائل اور اس کا ثواب ان کو سنا کر ان کو صبر پر رغبت دلانا اور ان کے اور نیز میت کے لئے دعا کرنا جائز ہے اسی کو تعزیت کہتے ہیں۔ تین دن کے بعد تعزیت کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ لیکن اگر تعزیت کرنے والا یا میت کے اعزہ سفر میں ہوں اور تین دن کے بعد آئیں تو اس صورت میں تین دن کے بعد بھی تعزیت مکروہ نہیں جو شخص ایک مرتبہ تعزیت کر چکا ہو اس کو پھر دوبارہ تعزیت کرنا مکروہ ہے۔ **مسئلہ ۱۳** اپنے[۶] لئے کفن تیار رکھنا مکروہ نہیں قبر کا تیار رکھنا مکروہ ہے۔ **مسئلہ ۱۴** میت[۷] کے کفن پر بغیر روشنائی کے ویسے ہی انگلی کی حرکت سے کوئی دعا مثل عہد نامہ وغیرہ کے لکھنا یا اس کے سینے پر بسم اللہ الرحمن الرحیم اور پیشانی پر کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لکھنا جائز ہے۔ مگر کسی صحیح حدیث سے اس کا ثبوت نہیں ہے اس لئے اس کے مسنون یا مستحب ہونے کا خیال نہ رکھنا چاہئے۔ **مسئلہ ۱۵** قبر[۸] پر کوئی سبز شاخ رکھ دینا مستحب ہے اور اگر اس کے قریب کوئی درخت نکل آیا ہو تو اس کا کاٹ ڈالنا مکروہ ہے۔ **مسئلہ ۱۶** ایک[۹] قبر میں ایک سے زیادہ نعش کا دفن کرنا نہ چاہئے مگر بوقت ضرورت شدیدہ جائز ہے پھر اگر سب مردے مرد ہی مرد ہوں تو جو ان سب میں

---

[۱] ولا یخرج من القبر الا ان یکون الارض مغصوبۃ ای بعد ما اہیل التراب علیہ لا یجوز اخراجہ بغیر ضرورۃ یجوز نبشہ بحق الآدمی کما اذا سقط فیہا متاعہ او کفن بثوب مغصوب او دفن فی ملک الغیر ۱۲ بحر ص۲۱۰ ج۲

[۲] طحطاوی علی الدر المختار ص۳۸۲ ج۱

[۳] ویستحب فی القتیل والمیت دفنہ فی المکان الذی مات فی مقابر اولئک القوم وان نقل قبل الدفن الی قدر میل او میلین فلا باس بہ ۱۲ عالمگیری ص۱۶۶ ج۱

[۴] ولا باس بارثائہ بشعر وغیرہ لکن یکرہ الافراط فی مدحہ ولا سیما عند جنازتہ ۱۲ طحطاوی علی در ص۳۸۲ ج۱

[۵] عالمگیری ص۱۶۷ ج۱

[۶] والذی ینبغی انہ لا یکرہ تہیئۃ نحو الکفن بخلاف القبر یکرہ ۱۲ طحطاوی علی الدر ص۳۸۳

[۷] ولو کتب علی جبہۃ المیت او عمامتہ او کفنہ عہد نامہ یرجی ان یغفر اللہ للمیت واوصی بعضہم ان یکتب فی جبہتہ وصدرہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۱۲ طحطاوی علی الدر ص۳۸۲ ج۱

[۸] یکرہ قطع النبات الرطب والحشیش من المقبرۃ دون الیابس وندب وضع ذلک (ای الجریدۃ الخضراء) للاتباع ۱۲ رد ص۹۳۶ ج۱

[۹] بحر ص۲۰۹ ج۲ عالمگیری ص۱۶۷ ج۱

افضل ہو اس کو آگے رکھیں باقی سب کو اس کے پیچھے درجہ بدرجہ رکھدیں اور اگر کچھ مرد ہوں اور کچھ عورتیں تو مردوں کو آگے رکھیں اور اُن کے پیچھے عورتوں کو۔

مسئلہ ۱۷؎ قبروں کی زیارت کرنا یعنی ان کو جاکر دیکھنا مردوں کے لئے مستحب ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ہر ہفتے میں کم سے کم ایک مرتبہ زیارت قبور کی جائے اور بہتر یہ ہے کہ وہ دن جمعے کا ہو۔ بزرگوں کی قبروں کی زیارت کے لئے سفر کرکے جانا بھی جائز ہے جبکہ کوئی عقیدہ اور عمل خلاف شرع نہ ہو، جیسا آج کل عرسوں میں مفاسد ہوتے ہیں۔

مسجد کے احکام

یہاں ہم کو مسجد کے وہ احکام بیان کرنا مقصود نہیں جو وقف سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے کہ اُن کا ذکر وقف کے بیان میں مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ہم یہاں ان احکام کو بیان کرتے ہیں جو نماز سے یا مسجد کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔

مسئلہ ۱؎ مسجد کے دروازہ کا بند کرنا مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر نماز کا وقت نہ ہو اور مال واسباب کی حفاظت کے لئے دروازہ بند کرلیا جاوے تو جائز ہے۔

مسئلہ ۲؎ مسجد کی چھت پر پائخانہ۔ پیشاب یا جماع کرنا ایسا ہی ہے جیسا مسجد کے اندر۔

مسئلہ ۳؎ جس گھر میں مسجد ہو اُس پورے گھر کو مسجد کا حکم نہیں۔ اسی طرح اس جگہ کو بھی مسجد کا حکم نہیں جو عیدین یا جنازے کی نماز کے لئے مقرر کی گئی ہو۔

مسئلہ ۴؎ مسجد کے درودیوار کا منقش کرنا اگر اپنے خاص مال سے ہو تو مضائقہ نہیں مگر محراب اور محراب والی دیوار پر مکروہ ہے اور اگر مسجد کی آمدنی سے ہو تو ناجائز ہے

مسئلہ ۵؎ مسجد کے درودیوار پر قرآن مجید کی آیتوں یا سورتوں کا لکھنا اچھا نہیں۔

مسئلہ ۶؎ مسجد کے اندر یا مسجد کی دیواروں پر تھوکنا یا ناک صاف کرنا بہت بری بات ہے اور اگر نہایت ضرورت درپیش آئے تو اپنے کپڑے وغیرہ میں تھوک وغیرہ لے لے۔ مسئلہ ۷؎ مسجد کے اندر وضو یا کلی وغیرہ کرنا مکروہ تحریمی ہے مسئلہ ۸؎ جنب اور حائض کو مسجد کے اندر جانا گناہ ہے۔

مسئلہ ۹؎ مسجد کے اندر خرید و فروخت کرنا مکروہ تحریمی ہے ہاں اعتکاف کی حالت میں بقدر ضرورت مسجد کے اندر خرید و فرخت کرنا جائز ہے ضرورت سے زیادہ اس وقت بھی جائز نہیں۔ مگر وہ چیز مسجد کے اندر موجود نہ ہونا چاہئے۔

۱؎ وبزیارۃ القبور لاباس بہا بل تندب و تزار فی کل اسبوع الا ان الافضل یوم الجمعۃ والسبت والاثنین والخمیس وہل تندب الرحلۃ لہا الظاہر نعم صرح بہ من ائمتنا ۱۲ رد ج ۱ صفحہ ۹۴۳

۱؎ کرہ غلق باب المسجد وقیل لاباس بغلق المسجد فی غیر اوان الصلوۃ صیانۃ لمتاع المسجد وہذا ہو الصحیح ۱۲ عالمگیری ج ۱ صفحہ ۱۰۹

۲؎ و۳؎ وکذا الوطی فوق المسجد والبول والتخلی لا فوق بیت فیہ مسجد اختلفوا فی مصلی العید والجنازۃ الاصح انہ لا یاخذ حکم المسجد ۱۲ عالمگیری ج ۱ صفحہ ۱۰۹

۴؎ عالمگیری ج ۱ صفحہ ۱۰۹

۵؎ لیس بمستحسن کتابت القرآن علی المحاریب والجدران ۱۲ طحطاوی علی الدر ج ۱ صفحہ ۲۷۶

۶؎ و۷؎ یکرہ المضمضۃ والوضوء فیہ ولا یبزق فی المسجد لا فوق البواری ولا تحت الحصیر فان اضطر اخذہ بثوبہ ولا یلقیہا فی المسجد ولا یبزق علی اساطین المسجد ولا علی حیطانہ ۱۲ قاضیخان ج ۱ صفحہ ۶۵

۸؎ ویحرم بالحیض والنفاس دخول مسجد لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا احل المسجد لجنب ولا حائض ۱۲ مراقی صفحہ ۲۴ ۹؎ ویکرہ کل عقد الا المعتکف بشرطہ وہو ان یحتاج بنفسہ او عیالہ وان لا یحضر السلعۃ فی المسجد ۱۲ طحطاوی ج ۱ صفحہ ۲۴۴

مسئلہ ۱۰ اگر کسی[1] کے پیر میں مٹی وغیرہ بھر جائے تو اسکو مسجد کی دیوار یا ستون سے پونچھنا مکروہ ہے۔
مسئلہ ۱۱ مسجد[2] کے اندر درختوں کا لگانا مکروہ ہے اس لئے کہ یہ دستور اہل کتاب کا ہے۔ ہاں اگر اس میں مسجد کا کوئی فائدہ ہو تو جائز ہے۔ مثلاً مسجد کی زمین میں نمی زیادہ ہو کہ دیواروں کے گرجانیکا اندیشہ ہو تو ایسی حالت میں اگر درخت لگایا جائے تو وہ نمی کو جذب کرلے گا۔
مسئلہ ۱۲ مسجد[3] کو راستہ قرار دینا جائز نہیں ہے ہاں اگر سخت ضرورت لاحق ہو تو گاہے گاہے ایسی حالت میں مسجد سے ہو کر نکل جانا جائز ہے۔
مسئلہ ۱۳ مسجد[4] میں کسی پیشہ ور کو اپنا پیشہ کرنا جائز نہیں اسلئے کہ مسجد دین کے کاموں خصوصاً نماز کے لئے بنائی جاتی ہے اس میں دنیا کے کام نہ ہونا چاہئیں۔ حتیٰ کہ جو شخص قرآن وغیرہ تنخواہ لیکر پڑھاتا ہو وہ بھی پیشہ والوں میں داخل ہے اس کو مسجد سے علیحدہ بیٹھ کر پڑھانا چاہئے۔ ہاں اگر کوئی شخص مسجد کی حفاظت کے لئے مسجد میں بیٹھے اور ضمناً اپنا کام بھی کرتا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں مثلاً کوئی کاتب یا درزی مسجد کے اندر بغرض حفاظت بیٹھے اور ضمناً اپنی کتابت یا سلائی بھی کرتا جائے تو جائز ہے۔

تتمہ حصہ دوم بہشتی زیور کا تمام ہوا آگے تتمہ حصہ سوم کا شروع ہوتا ہے۔

تتمہ حصہ سوم بہشتی زیور لنور محمدی

روزے کا بیان

مسئلہ ۱ ایک[5] شہر والوں کا چاند دیکھنا دوسرے شہر والوں پر بھی حجت ہے ان دونوں شہروں میں کتنا ہی فصل کیوں نہ ہو حتیٰ کہ اگر ابتدائے مغرب میں چاند دیکھا جائے اور اس کی خبر معتبر طریقے سے انتہائے مشرق کے رہنے والوں کو پہنچ جائے تو اُن پر اس دن کا روزہ ضروری ہوگا۔ **مسئلہ ۲** اگر[6] دو ثقہ آدمیوں کی شہادت سے رؤیت ہلال ثابت ہو جائے اور اسی حساب سے لوگ روزہ رکھیں بعد تیس روزے پورے ہو جانے کے عیدالفطر کا چاند نہ دیکھا جائے خواہ مطلع صاف ہو یا نہیں تو اکتیسویں دن افطار کرلیا جاوے اور وہ دن شوال کی پہلی تاریخ سمجھی جائے۔ **مسئلہ ۳** اگر تیس[7] تاریخ کو دن کے وقت چاند دکھلائی دے تو وہ شب آئندہ کا سمجھا جائے گا۔ شب گذشتہ کا نہ سمجھا جائے گا اور وہ دن آئندہ ماہ کی تاریخ نہ قرار دیا جائے گا خواہ یہ رؤیت زوال سے پہلے ہو

[1] نا نکرہ ویکرہ مسح الرجل من طین والروغۃ باسطوانۃ المسجد او بحائط ویکرہ غرس الشجر فی المسجد لانہ یشبہ بالبیعۃ ویشتغل مکان الصلوٰۃ الا ان یکون فیہ منفعۃ للمسجد بان کانت الارض نزۃ لا تستقر اساطینہا فیغرس فیہ الشجر لتقل النزۃ و لا یجوز ان یتخذ فی المسجد طریقا لیمر فیہ من غیر عذر فان فعل بعذر جاز ویکرہ ان یخیط فی المسجد لانہ اعد للعبادۃ دون الاکتساب وکذا الوراق والفقیہ اذا کتب باجرۃ او المعلم اذا علم الصبیان باجرۃ وان فعلوا بغیر اجر فلا باس بہ اذا اقعد الرجل فی المسجد خیاطا یخیط فیہ و یحفظ المسجد عن الصبیان والدواب لا باس بہ ۱۲ قاضیخان صفحہ ۶۵ ج ۱ ۔

[5] ولا عبرۃ لاختلاف المطالع فی ظاہر الروایۃ و علیہ فتوی وبہ کان یفتی شمس الائمۃ قال لو رای اہل مغرب ہلال رمضان یجب الصوم علی اہل مشرق ۱۲ عالمگیری صفحہ ۱۹۹ ج ۱ ۔

[6] واذا شہد علی ہلال رمضان شاہدان والسماء متغیمۃ وقبل القاضی شہادتہما وصاموا ثلثین یوما فلم یروا ہلال شوال ان کانت السماء متغیمۃ یفطرون من الغد بالاتفاق وان کانت مصحیۃ یفطرون ایضا علی الصحیح ۱۲ عالمگیری صفحہ ۱۹۸ ج ۱ ۔ [7] قاضی خان صفحہ ۱۹۵ جلد دوم ۱۲

یا زوال کے بعد۔ مسئلہ[۵] جو شخص[۵۱] رمضان یا عید کا چاند دیکھے اور کسی سبب سے اس کی شہادت
شرعاً قابل اعتبار نہ قرار پائے اُس پر اُن دونوں دنوں کا روزہ رکھنا واجب ہے۔ مسئلہ
کسی شخص[۵۲] نے بسبب اس کے کہ اس کو روزے کا خیال نہ رہا کچھ کھا پی لیا یا جماع کرلیا اور یہ سمجھا کہ میرا
روزہ جاتا رہا اس خیال سے قصداً کچھ کھا پی لیا تو اس کا روزہ اس صورت میں فاسد ہو جائے گا اور کفارہ
لازم نہ ہوگا صرف قضا واجب ہے۔ اور اگر مسئلہ جانتا ہو اور پھر بھول کر ایسا کرنے کے بعد عمداً افطار
کردے تو جماع کی صورت میں کفارہ بھی لازم ہوگا اور کھانے کی صورت میں اس وقت بھی صرف قضا
ہی ہے۔ مسئلہ[۶] کسی[۵۳] کو بے اختیار قے ہوگئی یا احتلام ہوگیا یا صرف کسی عورت وغیرہ کے دیکھنے
سے انزال ہوگیا اور مسئلہ نہ معلوم ہونے کے سبب سے وہ یہ سمجھا کہ میرا روزہ جاتا رہا اور عمداً اُس
نے کھا پی لیا تو روزہ فاسد ہوگیا اور صرف قضا لازم ہوگی نہ کفارہ اور اگر مسئلہ معلوم ہو کہ اس سے روزہ
نہیں جاتا اور پھر عمداً افطار کردیا تو کفارہ بھی لازم ہوگا۔ مسئلہ[۷] مرد[۵۴] اگر اپنے خاص حصے کے سوراخ
میں کوئی چیز ڈالے تو وہ چونکہ جوف تک نہیں پہنچتی اس لئے روزہ فاسد نہ ہوگا۔ مسئلہ[۸] کسی[۵۵] نے
مردہ عورت سے یا ایسی کم سن نابالغہ لڑکی سے جس کے ساتھ جماع کی رغبت نہیں ہوتی یا کسی جانور سے
جماع کیا یا کسی کو لپٹایا یا بوسہ لیا یا جلق کا مرتکب ہوا اور ان سب صورتوں میں منی کا خروج ہوگیا تو
روزہ فاسد ہو جائے گا اور کفارہ واجب نہ ہوگا۔ مسئلہ[۹] کسی[۵۶] روزہ دار عورت سے زبردستی یا سوتے
کی حالت میں یا بحالتِ جنون جماع کیا تو عورت کا روزہ فاسد ہو جائے گا اور عورت پر صرف قضا لازم
آئے گی اور مرد بھی اگر روزہ دار ہو تو اس پر قضا و کفارہ دونوں لازم ہیں۔ مسئلہ[۱۰] وہ[۵۷] شخص جس میں
روزے کے واجب ہونے کے تمام شرائط پائے جاتے ہوں۔ رمضان کے اس ادائی روزہ میں جس
کی نیت صبح صادق سے پہلے کرچکا ہو عمداً منہ کے ذریعہ سے جوف میں کوئی ایسی چیز پہنچائے جو
انسان کی دوا یا غذا میں مستعمل ہوتی ہو یعنی اس کے استعمال سے کسی قسم کا نفع جسمانی یا لذت متصور
ہو اور اس کے استعمال سے سلیم الطبع انسان کی طبیعت نفرت نہ کرتی ہو گو وہ بہت ہی قلیل ہو حتی
کہ ایک تل کی برابر یا جماع کرے یا کرائے۔ لواطت بھی اسی حکم میں ہے۔ جماع میں خاص حصے کے
سر کا داخل ہو جانا کافی ہے۔ منی کا خارج ہونا بھی شرط نہیں۔ ان سب صورتوں میں قضا اور کفارہ
دونوں واجب ہونگے۔ مگر یہ بات شرط ہے کہ جماع ایسی عورت سے کیا جائے جو قابل جماع ہو۔
بہت کم سن لڑکی نہ ہو جس میں جماع کی بالکل قابلیت نہ پائی جائے۔ مسئلہ[۱۱] اگر کوئی شخص
سر میں تیل ڈالے یا سرمہ لگائے یا مرد اپنے مشترک حصے کے سوراخ میں کوئی خشک چیز داخل کرے

۵۱ رجل رأی ہلال رمضان او الفطر و شہد و لم تقبل شہادتہ کان علیہ ان یصوم ۱۲ عالمگیری ص۱۹۵ ج۱
۵۲ طحطاوی ص۴۵۳ ج۱
۵۳ و لو ذرعہ القی او احتلم فظن انہ یفطرہ فافطر لا کفارۃ علیہ و ان علم انہ لا یفطرہ فعلیہ الکفارۃ ۱۲ عالمگیری ص۲۰۶ ج۱
۵۴ و اقطر فی احلیلہ لا یفسد صومہ ۱۲ عالمگیری ص۲۰۴ ج۱
۵۵ و کذا اذا جامع بہیمۃ او میتۃ او ناکح بیدہ او جامع فیما دون الفرج و لم ینزل لا یفسد صومہ و ان انزل فی ہذہ الوجوہ کان علیہ القضاء دون الکفارۃ ۱۲ قاضی خان ص۲۰۸ ج۱
۵۶ او وطئت نائمۃ او مجنونۃ قضی فی الصور کلہا فقط اما الواطی فعلیہ القضاء و الکفارۃ[۱۲]
۵۷ اذا فعل المکلف الصائم مبیتا النیۃ فی اداء رمضان شیئا من المفطرات طائعا متعمدا غیر مضطر لزمہ القضاء و لزمہ الکفارۃ و ہی الجماع فی احد السبیلین علی الفاعل و ان لم ینزل و علی المفعول بہ و کذا الاکل و الشرب و ان قل سواء فی الفطر ما یتغذی بہ او یتداوی

۱۲ مراقی الفلاح ص۳۷۱ ۵۸ طحطاوی علی الدر ص۴۵۱ ج۱

اور اس کا سر باہر رہے یا تر چیز داخل کرے اور وہ موضع حقنہ تک نہ پہنچے تو چونکہ یہ چیزیں جوف تک نہیں پہنچتیں اس لئے روزہ فاسد نہ ہوگا اور نہ کفارہ واجب ہوگا نہ قضا اور اگر خشک چیز مثلاً روئی یا کپڑا وغیرہ مرد نے اپنی دُبر میں داخل کی اور وہ ساری اندر غائب کردی یا تر چیز داخل کی اور وہ موضع حقنہ تک پہنچ گئی تو روزہ فاسد ہوجائے گا اور صرف قضا واجب ہوگی۔ **مسئلہ ۱۲** جو لوگ حقہ پینے کے عادی ہوں یا کسی نفع کی غرض سے حقہ پئیں روزہ کی حالت میں تو ان پر بھی کفارہ[1] اور قضا دونوں واجب ہوں گے۔ **مسئلہ ۱۳** اگر کوئی[2] عورت کسی نابالغ بچے یا مجنون سے جماع کرائے تب بھی اس کو قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے **مسئلہ ۱۴** جماع[3] میں عورت اور مرد دونوں کا عاقل ہونا شرط نہیں حتی کہ اگر ایک مجنون ہو اور دوسرا عاقل تو عاقل پر کفارہ لازم ہوگا۔ **مسئلہ ۱۵** سونے[4] کی حالت میں منی کے خارج ہونے سے جس کو احتلام کہتے ہیں اگرچہ بغیر غسل کئے ہوئے روزہ رکھے روزہ فاسد نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی عورت کے یا اس کا خاص حصہ دیکھنے سے یا صرف کسی بات کا خیال دل میں کرنے سے منی خارج ہوجائے جب بھی روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ **مسئلہ ۱۶** مرد[5] کا اپنے خاص حصے کے سوراخ میں کوئی چیز مثل تیل یا پانی کے ڈالنا خواہ پچکاری کے ذریعہ سے یا ویسے ہی۔ یا سلائی وغیرہ کا داخل کرنا اگرچہ یہ چیزیں مثانہ تک پہنچ جائیں روزے کو فاسد نہیں کرتا **مسئلہ ۱۷** کسی[6] شخص نے بسبب اس کے کہ اس کو روزے کا خیال نہیں رہا یا ابھی کچھ رات باقی تھی اس لئے جماع شروع کردیا یا کچھ کھانے پینے لگا اور بعد اس کے جیسے ہی روزے کا خیال آگیا یا جونہی صبح صادق ہوئی فوراً علیحدہ ہوگیا یا لقمے کو منہ سے پھینک دیا۔ اگرچہ بعد علیحدہ ہوجانے کے منی بھی خارج ہوجائے تب بھی روزہ فاسد نہ ہوگا اور یہ انزال احتلام کے حکم میں ہوگا۔ **مسئلہ ۱۸** مسواک[7] کرنے سے اگرچہ بعد زوال کے ہو تازی لکڑی سے ہو یا خشک سے روزے میں کچھ نقصان نہ آویگا **مسئلہ ۱۹** عورت[8] کا بوسہ لینا اور اس سے بغلگیر ہونا مکروہ ہے جب کہ انزال کا خوف ہو یا اپنے نفس کے بے اختیار ہوجانے کا اور اس حالت میں جماع کرلینے کا اندیشہ ہو اور اگر یہ خوف و اندیشہ نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں۔ **مسئلہ ۲۰** کسی[9] عورت وغیرہ کے ہونٹ کا منہ میں لینا اور مباشرت فاحشہ یعنی خاص بدن برہنہ ملانا بدون دخول کے ہر حال میں مکروہ ہے خواہ انزال یا جماع کا خوف ہو یا نہیں۔ **مسئلہ ۲۱** اگر[10] کوئی مقیم بعد نیت صوم کے مسافر بن جائے اور تھوڑی دور جاکر کسی بھولی ہوئی چیز کے لینے کو اپنے مکان واپس آئے اور وہاں پہنچ کر روزے کو فاسد کردے تو اس کو کفارہ دینا ہوگا اسلئے کہ اس پر مسافر کا اطلاق نہ تھا گو وہ ٹھیرنے کی نیت سے نہ گیا تھا اور نہ وہاں

---

[1] ولو ادخل حلقه الدخان افطر ای دخان کان ولو عود او عنبر لو ذاكرا لامكان التحرز عنه فليتنبه له كما بسطه الشرنبلالي ومنع من بين الدخان وشربه اشاربه في الصوم لاشك يفطر ويلزمه التكفير لو ظن نفعا وكذا دفعا لشهوات بطن ۱۲ در و رد ص ۹۹ ج ۲

[2] ولو مكنت نفسها من صبي او مجنون فزنى بها فعليها الكفارة بالاتفاق ۱۲ عالمگیری ص ۲۰۵ ج ۱

[3] اذ لا فرق بين وطئه عاقلة او غيرها ۱۲ رد المحتار ص ۱۰۱ ج ۲

[4] وكذا الاحتلام وكذا اذا نظر الى امرأة فانزل او تفكر فامنى لا تفسد صومه ۱۲ قاضیخان ص ۲۰۸ ج ۱

[5] واذا اقطر في احليله يفسد صومه عند ابي حنيفة رح ومحمد رح سواء اقطر فيه الماء او الدهن وهذا الاختلاف فيما اذا وصل المثانة ۱۲ عالمگیری ص ۲۰۴ ج ۱

[6] اذا اولج قبل طلوع الفجر فلما خشي الصبح اخرجه فامنى بعد الصبح لا قضاء عليه وان بدأ بالجماع ناسيا او اولج قبل طلوع الفجر او الناسي تذكر ان نزع نفسه في فوره لا يفسد صومه في الصحيح ۱۲ عالمگیری ص ۲۰۴

[7] ولا باس بالسواك الرطب واليابس في الغداة والعشي ۱۲ قاضیخان ص ۲۰۴

[8] ولا باس بالقبلة اذا امن على نفسه من الجماع والانزال ويكره ان لم يامن ۱۲ عالمگیری ص ۲۰۰ ج ۱

[9] عالمگیری ص ۲۰۰ ج ۱

[10] عالمگیری ص ۲۰۶ ج ۱

ٹھیرا **مسئلہ ۲۲** [سوا] جماع کے اور کسی سبب سے اگر کفارہ واجب ہوا ہو اور ایک ہی کفارہ ادا نہ کرنے پایا ہو کہ دوسرا واجب ہو جائے تو ان دونوں کے لئے ایک ہی کفارہ کافی ہے۔ اگرچہ دونوں کفارے دو رمضانوں کے ہوں۔ ہاں جماع کے سبب سے جو روزے فاسد ہوئے ہوں تو اگر وہ ایک ہی رمضان کے روزے ہیں تو ایک ہی کفارہ کافی ہے اور دو رمضان کے ہیں تو ہر ایک رمضان کا کفارہ علیحدہ دینا ہوگا اگرچہ پہلا کفارہ نہ ادا کیا ہو۔

[لہ] اس مسئلہ میں تین مسلک ہیں ایک یہ کہ قبل کفارہ مطلقاً تداخل ہو سکتا ہے۔ دوم یہ کہ ایک رمضان میں مطلقاً تداخل ہو سکتا ہے اور دو رمضان میں مطلقاً نہیں ہو سکتا۔ سوم یہ کہ کفارہ جماع میں مطلقاً تداخل نہیں ہو سکتا اور کفارہ غیر جماع میں مطلقاً تداخل ہو سکتا ہے۔ بہشتی زیور میں مسلک دوم کو اختیار کیا ہے اور بہشتی گوہر میں مسلک سوم کو یہ اختلاف رائے مولوی احمد علی صاحب مؤلف بہشتی زیور و مولوی عبدالشکور صاحب مؤلف علم الفقہ ہے اور حضرت مولانا مدظلہ العالی نے تتمہ ثانیہ امداد الفتاوی ص۳۶ میں ایک سوال کے جواب میں مسئلہ بہشتی زیور کو غیر معلوم السند اور مسئلہ بہشتی گوہر کو مستند الی الدر المختار ورد المحتار خیال فرمایا ہے اور ہم نے اس کی اصلاح میں ثابت کیا ہے کہ مسئلہ بہشتی زیور ماخوذ از رد المحتار ہے اور وہی ان کے نزدیک راجح ہے فمن شاء التفصیل فلیراجع الی اصلاحاتنا المتعلقۃ بالتتمۃ المذکورۃ ۱۲ تصحیح الاغلاط۔ پھر بعد میں بہشتی گوہر کے مسلک پر بھی ترمیم کر دی گئی۔ اب حاصل مسئلہ کا یہ ہے کہ غیر جماع میں تو مطلقاً تداخل ہو سکتا ہے اور جماع میں ایک رمضان کے کفارات متداخل ہو سکتے ہیں دو رمضان کے نہیں۔ کیونکہ جماع سے مطلقاً تداخل نہ ہونا خلاف ظاہر روایت ہے کما یظہر من الشامیۃ ومراقی الفلاح فلیراجع خلاصہ یہ کہ ظاہر روایت میں ایک رمضان کے کفارات متداخل ہو سکتے ہیں جبکہ ہنوز کوئی کفارہ ادا نہ کیا ہو دو رمضان کے متداخل نہیں ہو سکتے اور اس میں جماع و غیر جماع سب مساوی ہیں مگر ہم نے غیر جماع میں قول صحیح و معتمد کو لیا ہے ۱۲ ظفر احمد

اعتکاف کے مسائل

مسئلہ ۱ اعتکاف [سلہ] کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں (۱) مسجد جماعت میں ٹھیرنا (۲) بہ نیت اعتکاف ٹھیرنا۔ پس بے قصد و ارادہ ٹھیر جانے کو اعتکاف نہیں کہتے چونکہ نیت کے صحیح ہونے کے لئے نیت کرنے والے کا مسلمان اور عاقل ہونا شرط ہے لہذا عقل اور اسلام کا شرط ہونا بھی نیت کے ضمن میں آگیا۔ (۳) حیض و نفاس سے خالی اور پاک ہونا اور جنابت سے پاک ہونا۔

مسئلہ ۲ سب [سلہ] سے افضل وہ اعتکاف ہے جو مسجد حرام یعنی کعبہ مکرمہ میں کیا جائے اُس کے بعد مسجد نبوی کا اس کے بعد مسجد بیت المقدس کا اُس کے بعد اس جامع مسجد کا جس میں جماعت کا انتظام ہو۔ اگر جامع مسجد میں جماعت کا انتظام نہ ہو تو محلے کی مسجد اس کے بعد وہ مسجد جس میں زیادہ جماعت ہوتی ہو۔

مسئلہ ۳ اعتکاف [سلہ] کی تین قسمیں ہیں واجب [۱]، سنت مؤکدہ [۲]، مستحب [۳]۔ واجب ہے اگر نذر کی جائے نذر خواہ غیر معلق ہو جیسے کوئی شخص بے کسی شرط کے اعتکاف کی نذر کرے یا

[لہ] ولو جامع مرارا فی ایام من رمضان احد ولم یکفر علیہ کفارۃ واحدۃ فلو جامع وکفر ثم جامع اخری فعلیہ کفارۃ اخری ولو جامع فی رمضانین فعلیہ کفارتان وان لم یکفر للاولی ۱۲ بحر الرائق ص۲۹۵ ج۲

[سلہ] والکون فی المسجد والنیۃ شرطان للصحۃ والاسلام والعقل والطہارۃ عن الجنابۃ والحیض والنفاس ۱۲ بحر ص۳۲۲ ج۲

[سلہ] واما الافضل فان یکون فی المسجد الحرام ثم فی مسجد المدینۃ وہو مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم مسجد بیت المقدس ثم مسجد الجامع ثم مساجد العظام التی کثر اہلہا ۱۲ بحر الرائق ص۳۲۴ ج۲

[سلہ] وہو ثلثۃ اقسام واجب بالنذر بلسانہ وبالشروع وبالتعلیق وسنۃ مؤکدۃ فی العشر الاخیر من رمضان ای سنۃ کفایۃ اذا قام بہا البعض ومستحب فی غیرہ من الازمنۃ ۱۲ طحطاوی علی الدر ص۴۷۳ ج۱

معلق جیسے کوئی شخص یہ شرط کرے کہ اگر میرا فلاں کام ہوجائیگا تو میں اعتکاف کروں گا اور سنت مؤکدہ ہے رمضان کے اخیر عشرے میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بالالتزام اعتکاف کرنا احادیث صحیحہ میں منقول ہے مگر یہ سنت مؤکدہ بعض کے کرلینے سے سب کے ذمہ سے اتر جائے گی اور مستحب ہے اس عشرۂ رمضان کے اخیر عشرہ کے سوا اور کسی زمانے میں خواہ وہ رمضان کا پہلا دوسرا عشرہ ہو یا اور کوئی مہینہ۔ **مسئلہ**[1] اعتکاف واجب کے لئے صوم شرط ہے۔ جب کوئی شخص اعتکاف کرے گا تو اس کو روزہ رکھنا بھی ضروری ہوگا بلکہ اگر یہ بھی نیت کرے کہ میں روزہ نہ رکھوں گا تب بھی اس کو روزہ رکھنا لازم ہوگا۔ اسی وجہ سے اگر کوئی شخص رات کے اعتکاف کی نیت کرے تو وہ بھی لغو سمجھی جاوے گی۔ کیونکہ رات روزے کا محل نہیں۔ ہاں اگر رات دن دونوں کی نیت کرے یا صرف کئی دنوں کی تو پھر رات ضمناً داخل ہوجائے گی اور رات کو بھی اعتکاف کرنا ضروری ہوگا اور اگر صرف ایک ہی دن کے اعتکاف کی نذر کرے تو پھر رات ضمناً بھی داخل نہ ہوگی۔ روزے کا خاص اعتکاف کے لئے رکھنا ضروری نہیں خواہ کسی غرض سے روزہ رکھا جائے اعتکاف کے لئے کافی ہے مثلاً کوئی شخص رمضان میں اعتکاف کی نذر کرے تو رمضان کا روزہ اس اعتکاف کے لئے بھی کافی ہے۔ ہاں اس روزہ کا واجب ہونا ضروری ہے نفل روزے اس کے لئے کافی نہیں۔ مثلاً کوئی شخص نفل روزہ رکھے اور بعد اس کے اسی دن اعتکاف کی نذر کرے تو صحیح نہیں۔ اگر کوئی شخص پورے رمضان کے اعتکاف کی نذر کرے اور اتفاق سے رمضان میں نہ کرسکے تو کسی اور مہینے میں اس کے بدلے کرلینے سے اس کی نذر پوری ہوجائے گی مگر علی الاتصال روزے رکھنا اور اُن میں اعتکاف کرنا ضروری ہوگا۔ **مسئلہ**[2] اعتکاف مسنون میں تو روزہ ہوتا ہی ہے اس لئے اس کے واسطے شرط کرنے کی ضرورت نہیں۔ **مسئلہ**[3] اعتکاف مستحب میں بھی احتیاط یہ ہے کہ روزہ شرط ہے اور معتمد یہ ہے کہ شرط نہیں۔ **مسئلہ**[4] اعتکاف واجب کم سے کم ایک دن ہوسکتا ہے اور زیادہ جس قدر نیت کرے اور اعتکاف مسنون ایک عشرہ۔ اسلئے کہ اعتکاف مسنون رمضان کے اخیر عشرے میں ہوتا ہے اور اعتکاف مستحب کے لئے کوئی مقدار مقرر نہیں ایک منٹ بلکہ اس سے بھی کم ہوسکتا ہے۔ **مسئلہ**[5] حالت اعتکاف میں دو قسم کے افعال حرام ہیں یعنی اُن کے ارتکاب سے اگر اعتکاف واجب یا مسنون ہے تو فاسد ہوجائے گا اور اس کی قضا کرنا پڑے گی اور اگر اعتکاف مستحب ہے تو ختم ہوجائے گا۔ اسلئے کہ اعتکاف مستحب کے لئے کوئی مدت مقرر نہیں پس اُس کی

---

[1] وشرط صوم لصحۃ الاول وہو الواجب بالنذر اتفاقا فقط فلو نذر اعتکاف لیلۃ لم یصح وان نوی معہا الیوم لعدم محلیتہا للصوم اما لو نوی بہا الیوم صح بخلاف ما لو قال فی نذرہ لیلا ونہارا فانہ یصح وان لم یکن اللیل محلا للصوم لانہ یدخل اللیل تبعا واعلم ان الشرط فی الصوم مراعاۃ وجودہ لا ایجادہ لشرط قصدا فلو نذر اعتکاف شہر رمضان لزمہ واجزاہ صوم رمضان عن صوم الاعتکاف لکن قالوا لو صام تطوعا ثم نذر اعتکاف ذلک الیوم لم یصح لانعقادہ من اول تطوعا فتعذر جعلہ واجبا ولو لم یعتکف رمضان المعین قضی شہرا غیرہ بصوم مقصود فلو شرط الی الکمال الاصلی لم یجز فی رمضان اخر ولا فی واجب سوی قضاء رمضان الاول ۱۲ طحطاوی علی الدر ص۲۴۷ ج۱

[2] وسکتوا عن بیان حکم مسنون لظہور انہ لا یکون بالصوم عادۃ رد المحتار ص۱۰ ج۲

[3] انہ شرط للتطوع ایضا وفی اشتراطہ الصوم علی من المذہب ۱۲ رد المحتار ص۱۳۲ ج۲

قضا بھی نہیں۔ **پہلی قسم**[۱] اعتکاف کی جگہ سے بے ضرورت باہر نکلنا ضرورت عام ہے خواہ طبعی ہو یا شرعی۔ طبعی جیسے پائخانہ پیشاب غسل جنابت۔ کھانا کھانا بھی ضرورت طبعی میں داخل ہے جبکہ کوئی شخص کھانا لانے والا نہ ہو۔ شرعی ضرورت جیسے جمعے کی نماز۔ **مسئلہ ۹** جس[۲] ضرورت کے لئے اپنے اعتکاف کی مسجد سے باہر جائے بعد اس کے فارغ ہونے کے وہاں قیام نہ کرے اور جہاں تک ممکن ہو ایسی جگہ اپنی ضرورت رفع کرے جو اس مسجد سے زیادہ قریب ہو۔ مثلاً پائخانہ کے لئے اگر جائے اور اس کا گھر دور ہو اور اس کے کسی دوست وغیرہ کا گھر قریب ہو تو وہیں جائے ہاں اگر اس کی طبیعت اپنے گھر سے مانوس ہو دوسری جگہ جانے سے اس کی ضرورت رفع نہ ہو تو پھر جائز ہے۔ اگر جمعے کی نماز کے لئے کسی مسجد میں جائے اور بعد نماز کے وہیں ٹھہر جائے اور وہیں اعتکاف کو پورا کرے تب بھی جائز ہے مگر مکروہ ہے۔ **مسئلہ ۱۰** بھولے[۳] سے بھی اپنے اعتکاف کی مسجد کو ایک منٹ بلکہ اس سے بھی کم چھوڑ دینا جائز نہیں۔ **مسئلہ ۱۱** جو عذر[۴] کثیر الوقوع نہ ہوں اُن کے لئے اپنے معتکف کو چھوڑ دینا منافی اعتکاف ہے۔ مثلاً کسی مریض کی عیادت کے لئے یا کسی ڈوبتے ہوئے کو بچانے کے لئے یا آگ بجھانے کو یا مسجد کے گرنے کے خوف سے گو ان صورتوں میں معتکف سے نکل جانا گناہ نہیں بلکہ جان بچانے کی غرض سے ضروری ہے مگر اعتکاف قائم نہ رہے گا۔ اگر کسی شرعی یا طبعی ضرورت کے لئے نکلے اور اُس درمیان میں خواہ ضرورت رفع ہونے کے پہلے یا اس کے بعد کسی مریض کی عیادت کرے یا نماز جنازے میں شریک ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ **مسئلہ ۱۲** جمعے[۵] کی نماز کے لئے ایسے وقت جاوے کہ تحیۃ المسجد اور سنت جمعہ وہاں پڑھ سکے اور بعد نماز کے بھی سنت پڑھنے کے لئے ٹھیرنا جائز ہے اس مقدار وقت کا اندازہ اُس شخص کی رائے پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ اگر اندازہ غلط ہو جائے یعنی کچھ پہلے سے پہنچ جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ **مسئلہ ۱۳** اگر[۶] کوئی شخص زبردستی معتکف سے باہر نکال دیا جائے تب بھی اس کا اعتکاف قائم نہ رہے گا۔ مثلاً کسی جرم میں حاکم وقت کی طرف سے وارنٹ جاری ہو اور سپاہی اس کو گرفتار کر لیجائیں یا کسی کا قرض چاہتا ہو اور وہ اس کو باہر نکالے۔ **مسئلہ ۱۴** اسی[۷] طرح اگر کسی شرعی یا طبعی ضرورت سے نکلے اور راستہ میں کوئی قرضخواہ روک لے یا بیمار ہو جائے اور پھر معتکف تک پہنچنے میں کچھ دیر ہو جائے تب بھی اعتکاف قائم نہ رہے گا۔ **دوسری قسم** اُن افعال کی جو اعتکاف میں ناجائز ہیں جماع وغیرہ کرنا خواہ عمداً کیا جائے یا سہواً اعتکاف کا خیال نہ رہنے کے سبب سے مسجد میں کیا جائے یا مسجد سے باہر۔ ہر حال میں اعتکاف باطل ہو جائے گا۔ جو افعال کہ

[۱] و [۲] ولا یخرج المعتکف من المسجد الا لحاجۃ لازمۃ شرعیۃ کالجمعۃ او لحاجۃ طبیعیۃ کالبول والغائط واذا خرج لبول او غائط لا یمکث فی منزلہ بعد الفراغ من الطہور ولو خرج المعتکف عن المسجد بغیر عذر ساعۃ بطل اعتکافہ ۱۲ قاضیخان ص ۲۲۲ ج ۱ وقیل یخرج بعد الغروب للاکل والشرب وینبغی حملہ علی ما اذا لم یجد من یاتی لہ بہ فحینئذ یکون من الحوائج الضروریۃ کالبول والغائط ۱۲ بحر ص ۳۲۷ ج ۲

[۳] وکذا اذا خرج بغیر عذر ناسیا فسد اعتکافہ وان کان ساعۃ ۱۲ قاضیخان ص ۲۲۲ ج ۱

[۴] واما ما لا یغلب کانجاء غریق وانہدام مسجد فمسقط للاثم لا للبطلان او خرج لہا ثم ذہب لعیادۃ مریض او صلوۃ جنازۃ من غیر ان یکون خرج لذلک قصداً فانہ جائز ۱۲ در ورد ص ۱۳۳ ج ۲

[۵] یخرج فی وقت یمکنہ ادراکہا وصلوۃ اربع قبلہا ورکعتان تحیۃ المسجد یحکم فی ذلک ما یراہ ان یجتہد فی خروج علی ادراک سماع الجمعۃ ۱۲ بحر ص ۳۲۷ ج ۲

[۶] وکذا لو اخرجہ السلطان مکرہا او اخرجہ الغریم او خرج ہو لبول او غائط فحبسہ الغریم ساعۃ فسد اعتکافہ فی قول ابی حنیفۃ رح ۱۲ قاضیخان ص ۲۲۲ ج ۱ [۷] بحر ص ۳۲۷ ج ۲ [۸] بحر الرائق صفحہ ۳۲۷ جلد دوم

تابع جماع کے ہیں جیسے بوسہ لینا یا معانقہ کرنا وہ بھی حالتِ اعتکاف میں ناجائز ہیں۔ مگر ان سے اعتکاف باطل نہیں ہوتا تاوقتیکہ منی نہ خارج ہو ہاں اگر ان افعال سے منی کا خروج ہو جائے تو پھر اعتکاف فاسد ہو جائے گا البتہ صرف خیال اور فکر سے اگر منی خارج ہو جائے تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا مسئلہ[15] حالت اعتکاف میں بضرورت کسی دنیاوی کام میں مشغول ہونا مکروہ تحریمی ہے۔ مثلاً بے ضرورت خرید و فروخت یا تجارت کا کوئی کام کرنا ہاں جو کام نہایت ضروری ہو مثلاً گھر میں کھانے کو نہ ہو اور اس کے سوا کوئی دوسرا شخص قابل اطمینان خریدنے والا نہ ہو ایسی حالت میں خرید و فروخت کرنا جائز ہے مگر مبیع کا مسجد میں لانا کسی حال میں جائز نہیں۔ بشرطیکہ اس کے مسجد میں لانے سے مسجد کے خراب ہو جانے یا جگہ رک جانے کا خوف ہو ہاں اگر مسجد کے خراب ہونے یا جگہ رک جانے کا خوف نہ ہو تو بعض کے نزدیک جائز ہے۔ مسئلہ[16] حالت اعتکاف میں بالکل چپ بیٹھنا بھی مکروہ تحریمی ہے ہاں بری باتیں زبان سے نہ نکالے جھوٹ نہ بولے غیبت نہ کرے بلکہ قرآن مجید کی تلاوت یا کسی دینی علم کے پڑھنے پڑھانے یا کسی اور عبادت میں اپنے اوقات صرف کرے۔ خلاصہ یہ کہ چپ بیٹھنا کوئی عبادت نہیں۔

زکوٰۃ کا بیان

مسئلہ[1] سال گذرنا سب میں شرط ہے۔ مسئلہ[2] ایک قسم جانوروں کی جن میں زکوٰۃ فرض ہے سائمہ ہے اور سائمہ وہ جانور ہیں جن میں یہ باتیں پائی جاتی ہیں۔ (۱) سال کے اکثر حصے میں اپنے منھ سے چر کے اکتفا کرتے ہوں اور گھر میں ان کو کھڑے کر کے نہ کھلایا جاتا ہو اگر نصف سال اپنے منھ سے چر کے رہتے ہوں اور نصف سال اُن کو گھر میں کھڑے کر کے کھلایا جاتا ہو تو پھر وہ سائمہ نہیں ہیں۔ اسی طرح اگر گھاس اُن کے لئے گھر میں منگائی جاتی ہو خواہ وہ بقیمت یا بے قیمت تو پھر وہ سائمہ نہیں ہیں۔ (۲) دودھ کی غرض سے یا نسل کے زیادہ ہونے کے لئے یا فربہ کرنے کے لئے رکھے گئے ہوں اگر دودھ اور نسل اور فربہی کی غرض سے نہ رکھے گئے ہوں بلکہ گوشت کھانے کے لئے یا سواری کے لئے تو پھر سائمہ نہ کہلائینگے؛

سائمہ جانوروں کی زکوٰۃ کا بیان

مسئلہ[1] سائمہ جانوروں کی زکوٰۃ میں یہ شرط ہے کہ وہ اونٹ یا اونٹنی یا گائے بیل بھینس بھینسا

سلہ ویکرہ الصمت اذا اعتقدہ قربۃ اما اذا لم یعتقدہ قربۃ فلا یکرہ وہو انہ لا یتکلم الا بخیر یتخالف مایکون ماثماً ویلازم قراۃ القران والحدیث والعلم والتدریس وسیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقصص الانبیاء وحکایات الصالحین وکتابت امور الدین ۱۲ بحر صفحہ ۳۲۷ ج ۲
سلہ شرد اوجوبہا حولان الحول علی المال ۱۲ عالمگیری صفحہ ۱۷۵ ج ۱
سلہ والسائمۃ ہی التی تسام فی البراری بقصد الدور والنسل والزیادۃ فی السمن والثمن حتی لو اسیمت للحمل والرکوب لا للدر والنسل فلا زکاۃ فیہا وکذا لو اسیمت للحم فان کانت تسام فی بعض السنۃ وتعلف فی البعض فان اسیمت فی اکثرہا فہی سائمۃ والا فلا ۱۲ عالمگیری صفحہ ۱۷۶ ج ۱
سلہ المتولد من الظبی والغنم اذا کان الام من الغنم فہو من الغنم عندنا یجب فیہا الزکاۃ بعشر الام وکذا المتولد من البقر الاہلی والوحشی ۱۲ قاضیخان صفحہ ۲۴۸ ج ۱

بکرا، بکری، بھیڑ دنبہ ہو۔ جنگلی جانوروں پر جیسے ہرن وغیرہ زکوٰۃ فرض نہیں ہاں اگر تجارت کی نیت سے خرید کر رکھے جائیں تو ان پر تجارت کی زکوٰۃ فرض ہوگی جو جانور کسی دیسی اور جنگلی جانور سے مل کر پیدا ہوں تو اگر ان کی ماں دیسی ہے تو وہ دیسی سمجھے جائیں گے اور اگر جنگلی ہے تو جنگلی سمجھے جائیں گے۔ **مثال** بکری اور ہرن سے کوئی جانور پیدا ہوا ہو تو وہ بکری کے حکم میں ہے اور نیل گاؤ اور گائے سے کوئی جانور پیدا ہو تو وہ گائے کے حکم میں ہے۔ **مسئلہ ۲** جو[1] جانور سائمہ ہو اور سال کے درمیان میں اس کو تجارت کی نیت سے بیع کر دیا جائے تو اس سال اس کی زکوٰۃ نہ دینا پڑے گی اور جب سے اس نے تجارت کی نیت کی اس وقت سے اس کا تجارتی سال شروع ہوگا۔ **مسئلہ ۳** جانوروں[2] کے بچوں میں اگر وہ تنہا ہوں زکوٰۃ فرض نہیں ہاں اگر اُن کے ساتھ بڑا جانور بھی ہو تو پھر ان پر بھی زکوٰۃ فرض ہو جائے گی اور زکوٰۃ میں وہی بڑا جانور دیا جائے گا اور سال پورا ہونے کے بعد اگر وہ بڑا جانور مر جائے تو زکوٰۃ ساقط ہو جائیگی **مسئلہ ۴** وقف[3] کے جانوروں پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ **مسئلہ ۵** گھوڑوں[4] پر جب وہ سائمہ ہوں اور نر و مادہ مخلوط ہوں زکوٰۃ ہے یا تو فی گھوڑا ایک دینار یعنی پونے تین روپے دیدے اور یا سب کی قیمت لگا کر اسی قیمت کا چالیسواں حصہ دیدے۔ **مسئلہ ۶** گدھے[5] اور خچر پر جب کہ تجارت کے لئے نہ ہوں زکوٰۃ فرض نہیں۔

اونٹ کا نصاب

یاد رکھو کہ[6] پانچ اونٹ میں زکوٰۃ فرض ہے اس سے کم میں نہیں۔ پانچ اونٹ میں ایک بکری اور دس میں دو اور پندرہ میں تین اور بیس میں چار بکری دینا فرض ہے خواہ نر ہو یا مادہ مگر ایک سال سے کم نہ ہو اور درمیان میں کچھ نہیں۔ پھر پچیس اونٹ میں ایک ایسی اونٹنی جس کو دوسرا برس شروع ہو اور چھبیس سے پینتیس تک کچھ نہیں پھر چھتیس اونٹ میں ایک ایسی اونٹنی جس کو تیسرا برس شروع ہو چکا ہو اور سینتیس سے پینتالیس تک کچھ نہیں پھر چھیالیس اونٹ میں ایک ایسی اونٹنی جس کو چوتھا برس شروع ہو اور سینتالیس سے ساٹھ تک کچھ نہیں۔ پھر اکسٹھ اونٹ میں ایک ایسی اونٹنی جس کو پانچواں برس شروع ہو اور باسٹھ سے پچھتر تک کچھ نہیں پھر چھہتر اونٹ میں دو ایسی اونٹنیاں جن کو تیسرا برس شروع ہو اور ستتر سے نوے تک کچھ نہیں پھر اکانوے اونٹ میں دو ایسی اونٹنیاں جن کو چوتھا برس شروع ہو اور بانوے سے ایک سو بیس

---

[1] کما لو باع السائمة فی وسط الحول او قبله بیوم فانه یستقبل حولا اخر ۱۲ در مختار ص ۳۹۵ ج ۱

[2] ولا فی الحملان والفصلان والعجاجیل اما اذا کان مع الصغار کبیر فتجب بالاجماع فان هلکت الکبیرة لم توخذ ۱۲ بحر ص ۲۳۴ ج ۲

[3] لیس فی سوائم الوقف والخیل المسبلة زکاة لعدم الملک ۱۲ در مختار ص ۳۹۸ ج ۱

[4] الخیل السائمة اذا کانت ذکورا واناثا یجب فیها الزکاة ان شاء اعطی عن کل فرس دینارا وان شاء قومها واعطی ربع عشر قیمتها ۱۲ قاضیخان ص ۲۴۹ ج ۱

[5] والحمیر والبغال والفهد والکلب المعلم انما تجب فیها الزکاة اذا کانت للتجارة ۱۲ عالمگیری ص ۱۷۸ ج ۱

[6] قاضیخان ص ۲۴۶

تک کچھ نہیں پھر جب ایک سو بیس سے زیادہ ہو جائیں تو پھر نیا حساب کیا جائے گا یعنی اگر چار زیادہ ہیں تو کچھ نہیں جب زیادتی پانچ تک پہنچ جائے یعنی ایک سو پچیس ہو جائیں تو ایک بکری اور دو دو اونٹنیاں جن کو چوتھا سال شروع ہو جائے۔ اسی طرح ہر پانچ میں ایک بکری بڑھتی رہے گی ایک سو چوالیس تک اور ایک سو پینتالیس ۱۴۵ ہو جائیں تو ایک دوسرے برس والی اونٹنی اور دو تین برس والی ایک سو انچاس ۱۴۹ تک اور ایک سو پچاس ہو جائیں تو تین اونٹنیاں چوتھے برس والی واجب ہوں گی جب اس سے بھی بڑھ جائیں تو پھر نئے سرے سے حساب ہوگا یعنی پانچ اونٹوں میں چوبیس تک فی پانچ اونٹ ایک بکری تین چوتھے برس والی اونٹنی کے ساتھ اور پچیس میں ایک دوسرے برس والی اونٹنی اور چھتیس میں ایک تیسرے برس والی اونٹنی پھر جب ایک سو چھیانوے ہو جائیں تو چار تین برس والی اونٹنی دو سو تک پھر جب اس سے بھی بڑھ جائیں تو ہمیشہ اسی طرح حساب چلے گا جیسا کہ ڈیڑھ سو کے بعد سے چلا ہے۔

مسئلہ ۱ اونٹ کی زکوٰۃ میں اگر اونٹ دیا جائے تو مادہ ہونا چاہئے البتہ نر اگر قیمت میں مادہ کے برابر ہو تو درست ہے۔

گائے اور بھینس کا نصاب

گائے اور بھینس دونوں ایک قسم میں ہیں دونوں کا نصاب بھی ایک ہے اور اگر دونوں کے ملانے سے نصاب پورا ہوتا ہو تو دونوں کو ملا لیں گے۔ مثلاً بیس گائے ہوں اور دس بھینسیں تو دونوں کو ملا کر تیس کا نصاب پورا کر لیں گے۔ مگر زکوٰۃ میں وہی جانور دیا جائے گا جس کی تعداد زیادہ ہو یعنی اگر گائے زیادہ ہیں تو زکوٰۃ میں گائے دی جائیگی اور اگر بھینس زیادہ ہیں تو زکوٰۃ میں بھینس دی جائے گی اور جو دونوں برابر ہوں تو قسم اعلیٰ میں جو جانور کم قیمت کا ہو یا قسم ادنیٰ میں جو جانور زیادہ قیمت کا ہو دیا جائے گا پس تیس گائے بھینس میں ایک گائے یا بھینس کا بچہ جو پورے ایک برس کا ہو نر ہو یا مادہ تیس سے کم میں کچھ نہیں اور تیس کے بعد انتالیس تک بھی کچھ نہیں۔ چالیس گائے بھینس میں پورے دو برس کا بچہ نر یا مادہ۔ اکتالیس سے انسٹھ تک کچھ نہیں جب ساٹھ ہو جائیں تو ایک ایک برس کے دو بچے دیئے جائیں گے پھر جب ساٹھ سے زیادہ ہو جائیں تو ہر تیس میں ایک برس کا بچہ اور ہر چالیس میں دو برس کا بچہ مثلاً ستر ہو جائیں تو ایک ایک برس کا بچہ اور ایک دو برس کا بچہ کیونکہ ستر میں ایک تیس کا نصاب ہے اور ایک چالیس کا اور

ف۱ لا یجوز فیہا دفع الذکور کابن المخاض الا بطریق القیمۃ للاناث ۱۲ بحر ص۲۲۳ ج۲

ف۲ لیس فی اقل من ثلاثین من البقر صدقۃ فاذا کانت ثلاثین سائمۃ ففیہا تبیع او تبیعۃ وہی التی طعنت فی الثانیۃ ثم لیس فی الزیادۃ شیء حتی تبلغ اربعین ففی اربعین مسن او مسنۃ وہی التی طعنت فی الثالثۃ فاذا ازادت علی الاربعین وجبت فی الزیادۃ بقدر ذلک الی ستین عند ابی حنیفۃ رح ففی الواحدۃ الزائدۃ ربع عشر مسنۃ وفی الاثنین نصف عشر مسنۃ وہذا روایۃ الاصل ثم فی الستین تبیعان او تبیعتان وبعد الستین یعتبر الاربعینات والثلاثینات فیجب فی کل اربعین مسن او مسنۃ وفی کل ثلاثین تبیع او تبیعۃ ففی سبعین مسن وتبیع وفی ثمانین مسنتان وفی تسعین ثلاثۃ اتبعۃ وفی مائۃ مسنۃ وتبیعتان ان احتمل تقدیر المسنۃ والتبیعۃ فہو مخیر کمائۃ وعشرین مثلاً ان شاء ادی ثلاث مسناۃ وان شاء ادی اربعۃ اتبعۃ والجاموس کالبقر وعند الاختلاط یجب ضم بعضہا الی بعض لتکمیل النصاب ثم توخذ الزکوٰۃ من اغلبہا ان کان بعضہا اکثر من بعض وان لم یکن یوخذ اعلی الادنی وادنی الاعلی ۱۲ عالمگیری ص۱۷۷ ج ۱

جب انثی ہوجائیں تو دو برس کے دو بچے۔ کیونکہ انثی میں چالیس کے دو نصاب ہیں اور نوے میں ایک ایک برس کے تین بچے۔ کیونکہ نوے میں تیس کے تین نصاب ہیں اور سو میں دو بچے ایک ایک برس کے اور ایک بچہ دو برس کا۔ کیونکہ سو میں دو نصاب تیس تیس کے اور ایک نصاب چالیس کا ہے۔ ہاں جہاں کہیں دونوں نصابوں کا حساب مختلف نتیجہ پیدا کرتا ہو وہاں اختیار ہے چاہے جس کا اعتبار کریں مثلاً ایک سو بیس میں چار نصاب تو تیس کے ہیں اور تین نصاب چالیس کے پس اختیار ہے کہ تیس کے نصاب کا اعتبار کر کے ایک ایک برس کے چار بچے دیں خواہ چالیس کے نصاب کا اعتبار کر کے دو دو برس کے تین بچے دیں۔

بکری بھیڑ کا نصاب

زکوٰۃ[1] کے بارے میں بکری بھیڑ سب یکساں ہیں خواہ بھیڑ دمدار ہو جسکو دنبہ کہتے ہیں یا معمولی ہو اگر دونوں کا نصاب الگ الگ پورا ہو تو دونوں کی زکوٰۃ ساتھ دی جائیگی اور مجموعہ ایک نصاب ہوگا اور اگر ہر ایک کا نصاب پورا نہ ہو مگر دونوں کے ملا لینے سے نصاب پورا ہو جاتا ہے تو جب بھی دونوں کو ملا لیں گے اور جو زیادہ ہوگا تو زکوٰۃ میں وہی جائے گا اور دونوں برابر ہوں تو اختیار ہے چالیس بکری یا بھیڑ سے کم میں کچھ نہیں چالیس بکری یا بھیڑ میں ایک بکری یا بھیڑ چالیس کے بعد ایک سو بیس تک زائد میں کچھ نہیں۔ پھر ایک سو اکیس میں دو بھیڑ یا بکریاں اور ایک بائیس سے دو سو زائد میں کچھ نہیں پھر دو سو ایک میں تین بھیڑ یا بکریاں پھر تین سو ننانوے تک زائد میں کچھ نہیں پھر چار سو میں چار بکریاں یا بھیڑیں پھر چار سو سے زیادہ میں ہر سو میں ایک بکری کے حساب سے زکوٰۃ دینا ہوگی سو سے کم میں کچھ نہیں۔ **مسئلہ** بھیڑ بکری کی زکوٰۃ میں نر مادہ کی قید نہیں، ہاں ایک سال سے کم کا بچہ نہ ہونا چاہئے خواہ بھیڑ ہو یا بکری۔

زکوٰۃ کے متفرق مسائل

مسئلہ ۱[2] اگر کوئی شخص حرام مال کو حلال کے ساتھ ملا دے تو سب کی زکوٰۃ اس کو دینا ہوگی

مسئلہ ۲[3] اگر کوئی شخص زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد مرجائے تو اس کے مال کی زکوٰۃ نہ لی جائے گی ہاں اگر وہ وصیت کر گیا ہو تو اس کا تہائی مال زکوٰۃ میں لے لیا جائے گا، گو یہ تہائی پوری زکوٰۃ کو کفایت نہ کرے اور اگر اس کے وارث تہائی سے زیادہ دینے پر راضی ہوں تو جس قدر وہ

---

[1] نصاب الغنم ضانا او معزا الا انہا سوار فی تکمیل النصاب اربعون و فیہا شاۃ تعم الذکر و الانثی و فی مائۃ واحدی وعشرین شاتان و فی مائتین وواحدۃ ثلاث شیاہ و فی اربعمأۃ اربع شیاہ وما بینہما عفو ثم بعد بلوغہا اربعمأۃ فی کل مأۃ شاۃ الی غیر نہایۃ و یوخذ فی زکاتہا اے الغنم الثنی من الضان والمعز وہو ما تمت لہ سنۃ لا الجذع الا بالقیمۃ وہو ما اتی علیہ اکثرہا علی الظاہر و عنہ جوازہ الجذع من الضان و ہو قولہما ۱۲ طحطاوی علی الدر صفحہ ج ۱

[2] ولو خلط السلطان المال المغصوب بمالہ ملکہ فتجب الزکاۃ فیہ و یورث عنہ ۱۲ طحطاوی علی الدر صفحہ ج ۱

[3] مات من علیہ الزکاۃ تسقط الزکاۃ ولا تصیر دینا فی الترکۃ الا انہ لو اوصی باداء الزکاۃ فیجب تنفیذ الوصیۃ من ثلث مالہ ۱۲ قاضیخان ص ۲۵۶ ج ۱

اپنی خوشی سے دیدیں لے لیا جائے گا۔ **مسئلہ**[۳] اگر ایک سال کے بعد قرضخواہ اپنا قرض مقروض کو معاف کردے تو قرضخواہ کو زکوٰۃ اس ایک سال کی نہ دینا پڑے گی۔ ہاں اگر وہ مدیون مالدار ہے تو اس کو معاف کرنا مال کا ہلاک کرنا سمجھا جائے گا اور دائن کو زکوٰۃ دینا پڑے گی کیونکہ زکوتی مال کے ہلاک کردینے سے زکوٰۃ ساقط نہیں ہوتی۔ **مسئلہ** فرض[۲] و واجب صدقات کے علاوہ صدقہ دینا اسی وقت میں مستحب ہے جب کہ مال اپنی ضرورتوں اور اپنے اہل و عیال کی ضرورتوں سے زائد ہو ورنہ مکروہ ہے اسی طرح اپنے کل مال کا صدقہ میں دیدینا بھی مکروہ ہے ہاں اگر وہ اپنے نفس میں توکل اور صبر کی صفت بہ یقین جانتا ہو اور اہل و عیال کو بھی تکلیف کا احتمال نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں بلکہ بہتر ہے **مسئلہ**[۳] اگر کسی نابالغ لڑکی کا نکاح کردیا جائے اور وہ شوہر کے گھر میں رخصت کردی جائے تو اگر وہ مالدار ہے تب تو اس کے مال میں صدقۂ فطر واجب ہے اور اگر مالدار نہیں تو دیکھنا چاہیئے کہ اگر قابل خدمت شوہر کے یا اس کے موانست کے ہے تو اس کا صدقۂ فطر نہ باپ پر واجب ہے نہ شوہر پر نہ خود اس پر اور اگر وہ قابل خدمت کے اور قابل موانست کے نہ ہو تو اس کا صدقۂ فطر اس کے باپ کے ذمے واجب رہے گا اور اگر شوہر کے گھر میں رخصت نہیں کی گئی تو گو وہ قابل خدمت کے اور قابل موانست ہو ہر حال میں اس کے باپ پر اس کا صدقۂ فطر واجب ہوگا۔

تتمہ حصہ سوم بہشتی زیور کا تمام ہوا حصہ چہارم کا تتمہ نہیں ہے آگے تتمہ حصہ پنجم کا شروع ہوتا ہے

تتمہ حصہ پنجم بہشتی زیور

بالوں کے متعلق احکام

مسئلہ[۱] پورے سر پر بال رکھنا نرمہ گوش تک یا کسی قدر اس سے نیچے سنت ہے اور اگر سر منڈائے تو پورا سر منڈوا دینا سنت ہے اور کتروانا بھی درست ہے مگر سب کترواتا اور آگے کی طرف کسی قدر بڑے رکھنا جو کہ آج کل کا فیشن ہے جائز نہیں اور اسی طرح کچھ حصہ منڈوانا کچھ رہنے دینا درست نہیں اسی سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ آج کل بابری رکھنی یا چندوا کھلوانے یا اگلے حصہ سر کے بال بغرض گلائی بڑھانے کا جو دستور ہے درست نہیں **مسئلہ**[۲] اگر بال بہت بڑھائے تو عورتوں کی طرح جوڑا باندھنا درست نہیں۔ **مسئلہ**[۳] عورت کو سر منڈانا بال کتروانا

[۱] رجل له علی رجل الف درہم فحال الحول علیہ ثم ابرأ المدیون من الدین سقطت عنہ الزکاۃ ۱۲ قاضیخان ص ۲۵۹ ج ۱ لکن قیدہ فی المحیط بکون المدیون معسرا اما لو کان موسرا فہو استہلاک وہو تقیید حسن یجب حفظہ ۱۲ بحر ص ۲۲۵ ج ۲

[۲] اعلم ان الصدقۃ تستحب بفاضل عن کفایتہ وان تصدق بما ینقص مؤنتہ اثم ومن اراد التصدق بمالہ کلہ وہو یعلم من نفسہ حسن التوکل والصبر عن المسئلۃ فلہ ذلک والا فلا یجوز ویکرہ لمن لا اصبر علی الضیق ان ینقص نفقۃ نفسہ عن الکفایۃ التامۃ ۱۲ رد المحتار ص ۸۱ ج ۲

[۳] لو زوج طفلتہ (ای الفقیرۃ اذ صدقۃ الغنیۃ فی مالہا) تزوجت اولا الصالحۃ لخدمۃ الزوج الصغیرۃ لو سلمت لزوجہا لا تجب فطرتہا علی ابیہا لعدم المؤنۃ وہو صریح بانہا لو لم تصلح لذلک لا تجب نفقتہا علی الزوج ولو اسکنہا فی بیتہ فتجب علی ابیہا فلا فطرۃ اما علیہا فلفقرہا واما علی زوجہا فلما سیاتی فی قولہ لا عن زوجتہ واما علی ابیہا فلانہ لا یمونہا وان کانت فی بیتہ علیہا ۱۲ رد المحتار ص ۸۷ ج ۲

[۴] عالمگیری ص ۴۵۵ ج ۵

[۵] ولا باس للرجل ان یحلق وسط راسہ ویرسل شعرہ من غیر ان یفتلہ وان فتلہ فذلک مکروہ ۱۲ عالمگیری ص ۴۵۵ ج ۵ [۶] قطعت شعر راسہا اثمت ولعنت ۱۲ رد ص ۴۰۷ ج ۵

حرام ہے حدیث میں لعنت آئی ہے۔ **مسئلہ** لبوں[1] کا کتروانا اس قدر کہ لب کے برابر ہو جائے
سنت ہے اور منڈانے میں اختلاف ہے بعضے بدعت کہتے ہیں بعضے اجازت دیتے ہیں۔ لہذا نہ
منڈانے میں احتیاط ہے۔ **مسئلہ** مونچھ[2] دونوں طرف دراز رہنے دینا درست ہے بشرطیکہ
لبیں دراز نہ ہوں، **مسئلہ** داڑھی[3] منڈانا کتروانا حرام ہے۔ البتہ ایک مشت سے جو زائد ہو
اس کا کتروا دینا درست ہے۔ اسی طرح چاروں طرف سے تھوڑا تھوڑا لے لینا کہ سڈول اور برابر
ہو جائے درست ہے۔ **مسئلہ** رخسارے[4] کی طرف جو بال بڑھ جاویں ان کو برابر کر دینا یعنی
خط بنوانا درست ہے اسی طرح اگر دونوں ابرو کسی قدر لے لی جاویں اور درست کر دی جاویں یہ
بھی درست ہے۔ **مسئلہ** حلق[5] کے بال منڈوانا نہ چاہئے مگر ابو یوسف سے منقول ہے کہ اس
میں بھی کچھ مضائقہ نہیں۔ **مسئلہ** ریش[6] بچہ کے جانبین لب زیرین کے بال منڈوانے کو فقہا
نے بدعت لکھا ہے اسلئے نہ چاہئے۔ اسی طرح گدی کے بال بنوانے کو بھی فقہا نے مکروہ لکھا
ہے **مسئلہ** بغرض[7] زینت سفید بال کا چننا ممنوع ہے البتہ مجاہد کو دشمن پر رعب و ہیبت
ہونے کے لئے دور کرنا بہتر ہے۔ **مسئلہ** ناک[8] کے بال اکھیڑنا نہ چاہئے قینچی سے کتر ڈالنا چاہئے
مسئلہ ۱۲ سینہ[9] اور پشت کے بال بنانا جائز ہے مگر خلاف ادب اور غیر اولیٰ ہے **مسئلہ ۱۳**
موئے[10] زیر ناف میں مرد کیلئے استرے سے دور کرنا بہتر ہے مونڈتے وقت ابتداء ناف کے نیچے سے
کرے اور ہڑتال وغیرہ کوئی اور دوا لگا کر زائل کرنا بھی جائز ہے اور عورت کے لئے موافق سنت
کے یہ ہے کہ چٹکی یا چمٹی سے دور کرے استرہ نہ لگے **مسئلہ ۱۴** موئے[11] بغل میں اولیٰ تو یہ ہے
کہ موچنے وغیرہ سے دور کئے جاویں اور استرے سے منڈوانا بھی جائز ہے۔ **مسئلہ ۱۵** اس کے
علاوہ اور تمام بدن کے بالوں کا مونڈنا رکھنا دونوں درست ہے۔ **مسئلہ ۱۶** پیر[12] کے ناخن دور
کرنا بھی سنت ہے البتہ مجاہد کے لئے دار الحرب میں ناخن اور مونچھ کا نہ کٹوانا مستحب ہے۔
مسئلہ ۱۷ ہاتھ[13] کے ناخن اس ترتیب سے کتروانا بہتر ہے داہنے ہاتھ کی انگشت شہادت
سے شروع کرے اور چھنگلیا تک بہ ترتیب کتروا کر بائیں چھنگلیا سے بہ ترتیب کٹوا دے اور
داہنے انگوٹھے پر ختم کرے اور پیر کی انگلیوں میں داہنی چھنگلیا سے شروع کرکے بائیں چھنگلیا
پر ختم کرے یہ ترتیب بہتر ہے اور اولیٰ ہے۔ اس کے خلاف بھی درست ہے۔ **مسئلہ ۱۸** کٹے[14]
ہوئے ناخن اور بال دفن کر دینا چاہئے دفن نہ کرے تو کسی محفوظ جگہ ڈال دے یہ بھی جائز ہے۔
مگر نجس گندی جگہ نہ ڈالے اس سے بیمار ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ **مسئلہ ۱۹** ناخن[15] کا دانت سے

---

[1] حلق الشارب بدعۃ و قیل سنۃ والقصر منہ حتی یوازی الحرف الاعلی من الشفۃ العلیا سنۃ بالاجماع ۱۲ شامی ص۲۴۱ ج ۵
[2] وکان بعض السلف یترک سبالیہ وہما اطراف الشوارب ۱۲ عالمگیری ص۳۵۸ ج۵
[3] عالمگیری ص۳۵۸ ج۵
[4] ولا باس باخذ الحاجبین وشعر وجہہ مالم یشبہ بالمخنث ۱۲ عالمگیری ص۳۵۸ ج۵
[5] ولا یحلق شعر حلقہ وعن ابی یوسف لا باس بہ ۱۲ رد المحتار ص۲۶۱ ج۵
[6] ونتف الفنیکین بدعۃ وہما جانبا العنفقۃ وہی شعر الشفۃ السفلی ۱۲ عالمگیری ص۳۵۸ ج۵
[7] نتف الشیب مکروہ للتزین لا للترہیب العدو ۱۲ عالمگیری ص۳۵۹ ج۵
[8] و[9] ولا ینتف انفہ لان ذلک یورث الاکلۃ وفی حلق شعر الصدر والظہر ترک الادب ۱۲ عالمگیری ص۳۵۸ ج ۵
[10] در و رد ص۲۶۱ ج ۵
[11] وفی الابط یجوز الحلق و النتف اولی ۱۲ عالمگیری ص۳۵۸ ج۵
[12] عالمگیری ص۳۵۸ ج۵
[13] وینبغی ان یکون ابتداء قص الاظافیر من الید الیمنی وکذا الانتہاء بہا فیبدأ بسبابۃ الید الیمنی ویختم بابہامۃ فی الرجل یبداء بخنصر الیمنی ویختم بخنصر الیسریٰ ۱۲ عالمگیری ص۳۵۸ ج۵
[14] عالمگیری ص۳۵۸ ج۵
[15] قطع الظفر بالاسنان مکروہ یورث البرص حلق الشعر حالۃ الجنابۃ مکروہ وکذا قص الاظافیر ۱۲ عالمگیری ص۳۵۸ ج ۵

کاٹنا مکروہ ہے اس سے برص کی بیماری ہو جاتی ہے۔ **مسئلہ**[۱] حالت جنابت میں بال بنانا ناخن کاٹنا موئے زیر ناف وغیرہ دور کرنا مکروہ ہے۔ **مسئلہ**[۲] ہر ہفتے میں ایک مرتبہ موئے زیر ناف موئے بغل لبیں ناخن وغیرہ دور کر کے نہا دھو کر صاف ستھرا ہونا افضل ہے اور سب سے بہتر جمعہ کا دن ہے کہ قبل نماز جمعہ فراغت کر کے نماز کو جاوے۔ ہر ہفتہ نہ ہو تو پندرہویں دن سہی انتہا درجہ چالیسویں دن اس کے بعد رخصت نہیں۔ اگر چالیس دن گذر گئے اور امور مذکورہ سے صفائی حاصل نہ کی تو گنہگار ہوگا

شفعہ کا بیان

مسئلہ جس[۳] وقت شفیع کو خبر بیع کی پہنچی اگر فوراً منھ سے نہ کہا کہ میں شفعہ لوں گا تو شفعہ باطل ہو جائے گا۔ پھر اس شخص کو دعوے کرنا جائز نہیں۔ حتی کہ اگر شفیع کے پاس خط پہنچا اور اس کے شروع میں یہ خبر لکھی ہے کہ فلاں مکان فروخت ہوا اور اس وقت اس نے زبان سے نہ کہا کہ میں شفعہ لوں گا یہانتک کہ تمام خط پڑھ گیا اور پھر کہا کہ میں شفعہ لوں گا تو اس کا شفعہ باطل ہو گیا۔ **مسئلہ**[۴] اگر شفیع نے کہا کہ مجھ کو اتنا روپیہ دو تو اپنے حق شفعہ سے دستبردار ہو جاؤں تو اس صورت میں چونکہ اپنا حق ساقط کرنے پر رضامند ہو گیا۔ اس لئے شفعہ تو ساقط ہوا لیکن چونکہ یہ رشوت ہے اس لئے یہ روپیہ لینا دینا حرام ہے **مسئلہ**[۵] اگر ہنوز حاکم نے شفعہ نہیں دلایا تھا کہ شفیع مر گیا اس کے وارثوں کو شفعہ نہ پہنچے گا اور اگر خریدار مر گیا شفعہ باقی رہے گا۔ **مسئلہ** شفیع[۶] کو خبر پہنچی کہ اس قدر قیمت کو مکان بکا ہے اس نے دستبرداری کی پھر معلوم ہوا کہ کم قیمت کو بکا ہے اس وقت شفعہ لے سکتا ہے اسی طرح پہلے سنا تھا کہ فلاں شخص خریدار ہے۔ پھر سنا کہ نہیں بلکہ دوسرا خریدار ہے یا پہلے سنا تھا کہ نصف بکا ہے پھر معلوم ہوا کہ پورا بکا ہے ان صورتوں میں پہلی دستبرداری سے شفعہ باطل نہ ہوگا

مزارعت یعنی کھیتی کی بٹائی اور مساقاۃ یعنی پھل کی بٹائی کا بیان

مسئلہ ایک[۷] شخص نے خالی زمین کسی کو دے کر کہا کہ تم اس میں کھیتی کرو جو پیدا ہوگا۔ اس کو فلاں نسبت سے تقسیم کر لیں گے یہ مزارعت ہے اور جائز ہے۔ **مسئلہ**[۸] ایک شخص نے باغ لگایا اور دوسرے شخص سے کہا کہ تم اس باغ کو سینچو خدمت کرو جو پھل آوے گا خواہ ایک دو

---

[۱] دیکھو حاشیہ ۵ صفحہ ۱۰۹
[۲] و یستحب حلق عانتہ تنظیف بدنہ بنحو ازالۃ الشعر من ابطیہ بالاغتسال فی کل اسبوع مرۃ و الافضل یوم الجمعۃ وجاز فی کل خمسۃ عشر وکرہ ترکہ تحریما وبلا عذر فیما وراء الاربعین ویستحق الوعید ۱۲ در ورد صفحہ ۶۹۹
[۳] وہو ان یطلبہا کما علم حتی لو بلغ الشفیع البیع و لم یطلب شفعۃ بطلت الشفعۃ ولو اخبر بکتاب الشفعۃ فی اولہ او فی وسطہ فقرأ الکتاب الی اخرہ بطلت شفعتہ ۱۲ ہدایہ صفحہ ۳۳۱ ج ۴
[۴] ہدایہ صفحہ ۳۴۱ ج ۴
[۵] واذا مات الشفیع بطلت شفعتہ معناہ اذا مات بعد البیع قبل القضاء بالشفعۃ وان مات المشتری لم تبطل ۱۲ ہدایہ صفحہ ۳۴۴ ج ۴
[۶] ولو اخبر ان الثمن الف درہم فسلم ثم تبین ان الثمن مائۃ دینار قیمتہا الف درہم او اکثر فتسلیمہ باطل وهو علی شفعتہ ان کانت قیمتہا اقل من الالف و اذا قیل لہ ان المشتری فلان فسلم الشفعۃ ثم علم انہ غیرہ فلہ شفعہ ولو اخبر بشراء النصف الدار فسلم ثم ظہر ان المشتری اشتری الکل فلہ الشفعہ ۱۲ عالمگیری صفحہ ۱۸۶/۵۶
[۷] وشرعاً ہی عقد علی الزرع ببعض الخارج ولا تصح عند الامام وعندہما تصح وبہ یفتی ۱۲ در المختار صفحہ ۲۶۹ ج ۵
[۸] ہدایہ صفحہ ۳۹۶ ج ۴

سال یادس بارہ سال تک نصفا نصف یا تین تہائی تقسیم کرلیا جاوے گا یہ مساقاۃ ہے اور یہ بھی جائز ہے۔ مسئلہ[3] مزارعت کی درستی کے لئے اتنی شرطیں ہیں نمبر (۱) زمین کا قابل زراعت ہونا۔ (۲) زمیندار و کسان کا عاقل و بالغ ہونا (۳) مدت زراعت کا بیان کرنا۔ (۴) بیج کا بیان کردینا کہ زمیندار کا ہوگا یا کسان کا۔ (۵) جنس کاشت کا بیان کردینا کہ گیہوں ہونگے یا جو مثلاً (۶) کسان کے حصے کا ذکر ہوجانا کہ کل پیداوار میں کس قدر ہوگا۔ (۷) زمین کو خالی کرکے کسان کے حوالہ کرنا (۸) زمین کی پیداوار میں کسان اور مالک کا شریک رہنا۔ (۹) زمین اور تخم ایک شخص کا ہونا اور بیل اور محنت وغیرہ امور دوسرے کے ہوئے یا ایک کی فقط زمین اور باقی چیزیں دوسرے کے متعلق ہوں۔ مسئلہ[4] اگر ان شرائط میں سے کوئی شرط مفقود ہو تو مزارعت فاسد ہوجائے گی۔ مسئلہ[5] مزارعت فاسدہ میں سب پیداوار بیج والے کی ہوگی اور دوسرے شخص کو اگر وہ زمین والا ہے تو زمین کا کرایہ موافق دستور کے ملیگا اور اگر وہ کاشتکار ہے تو مزدوری موافق دستور کے ملے گی مگر یہ مزدوری اور کرایہ اس قدر سے زیادہ نہ دیا جائے گا جو آپس میں دونوں کے ٹھیر چکا تھا یعنی اگر مثلاً بالمناصفہ مزارعت ٹھیری تھی تو کل پیداوار کی نصف سے زیادہ نہ دیا جائے گا۔ مسئلہ[6] بعد معاملہ مزارعت کے اگر دونوں میں سے کوئی شرط کے بموجب کام کرنے سے انکار کرے تو اس سے بزور کام لیا جائے گا لیکن اگر بیج والا انکار کرے تو اس پر زبردستی نہ کی جائے گی۔ مسئلہ[7] اگر دونوں عقد کرنے والوں میں سے کوئی مرجائے تو مزارعت باطل ہوجائے گی مسئلہ[8] اگر مدت معینہ مزارعت کی گذر جائے اور کھیتی پکی نہ ہو تو کسان کو زمین کی اجرت اس جگہ کے دستور کے موافق دینی ہوگی ان زائد ایام کی عوض میں۔ مسئلہ[9] بعض جگہ دستور ہے کہ بٹائی کی زمین میں جو غلہ پیدا ہوتا ہے اس کو تو حسب معاہدہ باہم تقسیم کرلیتے ہیں اور جو اجناس چری وغیرہ پیدا ہوتی ہے اس کو تقسیم نہیں کرتے بلکہ بیگھوں کے حساب سے کاشتکار سے نقد لگان وصول کرتے ہیں سو ظاہراً تو بوجہ اس کے کہ یہ شرط خلاف مزارعت ہے ناجائز معلوم ہوتا ہے مگر اس تاویل سے کہ اس قسم کی اجناس کو پہلے ہی سے خارج از مزارعت کہا جائے اور باعتبار عرف کے معاملہ سابقہ میں یوں تفصیل کی جائے کہ دونوں کی مراد یہ تھی کہ فلاں اجناس میں عقد مزارعت کرتے ہیں اور فلاں اجناس میں زمین بطور اجارہ کے دی جاتی ہے۔ اس طرح جائز ہوسکتا ہے مگر اس میں جانبین کی رضامندی شرط ہے۔ مسئلہ[10] بعض زمینداروں کی

[1] تا[4] وعندہما تصح وبہ یفتی بشروط ثمانیۃ صلاحیۃ الارض للزراعۃ واہلیۃ العاقدین وذکر المدۃ وذکر رب البذر وذکر جنسہ وذکر قسط العامل الآخر وبشرط التخلیۃ بین الارض ولو مع البذر والعامل و بشرط الشرکۃ فی الخارج ولکنا صحت لو کان الارض والبذر لزید والبقر والعمل للآخر او الارض لہ والباقی للآخر او العمل لہ والباقی للآخر فہذہ الثلثۃ جائزۃ و بطلت فی اربعۃ ایضا لو کان الارض والبقر لزید الخ ویجبر من ابی علی المضی الارب البذر فلا یجبر قبل القائہ وبعدہ یجبر ومتی فسدت فالخارج لرب البذر لانہ انما ملکہ ویکون للآخر اجر مثل عملہ او ارضہ ولا یزاد علی الشرط بالخارج عند محمد رح در المختار ج۵ ص۲۷۵

[5] و[6] واذا مات احد المتعاقدین بطلت المزارعۃ واذا انقضت مدۃ المزارعۃ والزرع لم یدرک کان علی المزارع اجر مثل نصیبہ من الارض الی ان یستحصد ۱۲ ہدایہ ج۴ ص۳۶۲

[7] ہکذا تستنبط من العالمگیری ج۵

[8] تفصیلہ فی الشامی ۱۲

عادت ہے کہ علاوہ اپنے حصہ بٹائی کے کاشتکار کے حصہ میں سے کچھ اور حقوق ملازموں اور کمینوں کے بھی نکالتے ہیں سو اگر بالمقطع ٹھیرالیا کہ ہم دو من یا چار من ان حقوق کا لیں گے یہ تو ناجائز ہے اور اگر اس طرح ٹھیرایا کہ ایک من میں ایک سیر مثلاً تو یہ درست ہے۔ **مسئلہ ۱۱** بعض[۱] لوگ اس کا تصفیہ نہیں کرتے کہ کیا بویا جائے گا پھر بعد میں تکرار و قضیہ ہوتا ہے یہ جائز نہیں یا تو اس تخم کا نام تصریحاً لے یا عام اجازت دیدے کہ جو چاہے بونا۔ **مسئلہ ۱۲** بعض[۲] جگہ رسم ہے کہ کاشتکار زمین میں تخم پاشی کر کے دوسرے لوگوں کے سپرد کر دیتا ہے اور یہ شرط ٹھیرتی ہے کہ تم اس میں محنت و خدمت کرو جو کچھ حاصل ہوگا ایک تہائی مثلاً ان محنتیوں کا ہوگا سو یہ بھی مزارعت ہے جس جگہ زمیندار اصلی اس معاملہ کو نہ روکتا ہو وہاں جائز ہے ورنہ جائز نہیں۔ **مسئلہ ۱۳** اس اوپر کی صورت میں بھی مثل صورت سابقہ عرفاً تفصیل ہے بعض اجناس تو ان عاملوں کو بانٹ دیتے ہیں اور بعض میں فی بیگہ کچھ نقد دیتے ہیں پس اس میں بھی ظاہراً وہی شبہ عدم جواز کا اور وہی تاویل جواز کی جاری ہے (ق)۔ **مسئلہ ۱۴** اجارہ یا مزارعت[۳] میں بارہ سال یا کم و بیش مدت تک زمین سے منتفع ہو کر موروثیت کا دعوے کرنا جیسا اس وقت رواج ہے محض باطل اور حرام اور ظلم و غصب ہے۔ بدون طیب خاطر مالک کے ہرگز اس سے نفع حاصل کرنا جائز نہیں اگر ایسا کیا تو اس کی پیداوار بھی خبیث ہے اور کھانا اس کا حرام ہے۔ **مسئلہ ۱۵** مساقاۃ[۴] کا حال سب باتوں میں مثل مزارعت کے ہے۔ **مسئلہ ۱۶** اگر پھل[۵] لگے ہوئے درخت پرورش کو دے اور پھل ایسے ہوں کہ پانی دینے اور محنت کرنے سے بڑھتے ہوں تو درست ہے اور اگر ان کا بڑھنا پورا ہو چکا ہو تو مساقاۃ درست نہ ہوگی جیسے مزارعت کہ کھیتی تیار ہونے کے بعد درست نہیں۔ **مسئلہ ۱۷** اور عقد مساقات جب[۶] فاسد ہو جائے تو پھل سب درخت والے کے ہونگے اور کام کرنے والے کو معمولی مزدوری ملیگی جس طرح مزارعت میں بیان ہوا۔

نشے دار چیزوں کا بیان

مسئلہ ۱ جو چیز[۷] پتلی بہنے والی نشہ دار ہو خواہ شراب ہو یا تاڑی اور کچھ اس کے زیادہ پینے سے نشہ ہو جاتا ہو اس کا ایک قطرہ بھی حرام ہے اگرچہ اس قلیل مقدار سے نشہ نہ ہو۔ اسی طرح دوا میں استعمال کرنا خواہ پینے میں یا لیپ کرنے میں نیز ممنوع ہے خواہ وہ نشہ دار چیز اپنی اصلی ہیئت پر رہے خواہ کسی تصرف سے دوسری شکل ہو جائے ہر حال میں ممنوع ہے یہاں سے انگریزی

---

[۱] ومنہا ان یکون معلومۃ وہو ان یبین ما یزارع الا اذا قال لہ ازرع فیہا ما شئت فیجوز ان یزرع ما شاء ۱۲ عالمگیری ص ۲۴۰ ج ۵

[۲] اذا اراد المزارع ان یدفع الارض الی غیرہ مزارعۃ فان کان البذر من قبل رب الارض لیس لہ ان یدفع الارض الی غیرہ مزارعۃ الا ان اذن لہ رب الارض بذلک نصاً او دلالۃ ۱۲ عالمگیری ص ۲۵۱ ج ۵

[۳] واما مجرد وضع الید علی الدکان ونحوہا وکونہ یستاجرہا عدۃ سنین بدون شئی مما ذکر فہو غیر معتبر فللموجر اخراجہا من یدہ اذا امضت مدۃ اجارتہ وایجارہا لغیرہ ۱۲ شامی ص ۲۵ ج ۵

[۴] والکلام فیہا کالکلام فی المزارعۃ ۱۲ ہدایہ ص ۳۶۵ ج ۴

[۵] و[۶] فان دفع نخلاً فیہ ثمر مساقاۃ والثمر یزید بالعمل جاز وان کانت قد انتہت لم یجز واذا فسدت المساقات فللعامل اجر مثلہ لانہ فی معنی الاجارۃ الفاسدۃ وصارت کالمزارعۃ اذا فسدت ۱۲ ہدایہ ص ۳۶۶ ج ۴

[۷] واما ما ہو حرام بالاجماع فہو الخمر والسکر من کل شراب انہ یحرم شرب قلیلہا وکثیرہا وعدم الانتفاع بہا للتداوی وغیرہ ولا یداوی جرحاً فی بدنہ او دبر دابتہ ولا یسقی الصبی والذمی والاثم علی من سقاہما ۱۲ عالمگیری ص ۴۱۱ ج ۵

دواؤں کا حال معلوم ہو گیا جن میں اکثر اس قسم کی چیزیں ملائی جاتی ہیں **مسئلہ** [۱] اور جو چیز نشہ دار ہو مگر پتلی نہ ہو بلکہ اصل سے منجمد ہو جیسے تمباکو، جائفل، افیون وغیرہ۔ اس کا حکم یہ ہے کہ جو مقدار بالفعل نشہ پیدا کرے یا اس سے ضرر شدید ہو وہ تو حرام ہے اور جو مقدار نشہ نہ لائے نہ اس سے کوئی ضرر پہنچے وہ جائز ہے۔ اور اگر ضماد وغیرہ میں استعمال کیا جائے تو کچھ بھی مضائقہ نہیں

شرکت کا بیان

شرکت [۲] دو طرح کی ہے ایک شرکت املاک کہلاتی ہے جیسے ایک شخص مر گیا اور اس کے ترکہ میں چند وارث شریک ہیں یا روپیہ ملا کر دو شخصوں نے ایک چیز خرید کی یا ایک شخص نے دو شخصوں کو کوئی چیز ہبہ کر دی۔ اس کا حکم یہ ہے کہ کسی کو کوئی تصرف بلا اجازت دوسرے شریک کے جائز نہیں۔ دوسری شرکت عقود ہے یعنی دو شخصوں نے باہم معاہدہ کیا کہ ہم تم شرکت میں تجارت کریں گے اس شرکت کے اقسام و احکام یہ ہیں **مسئلہ ۱** ایک [۳] قسم شرکت عقود کی شرکت عنان ہے یعنی دو شخصوں نے تھوڑا تھوڑا روپیہ بہم پہنچا کر اتفاق کیا کہ اس کا کپڑا یا غلہ یا اور کچھ خرید کر تجارت کریں۔ اس میں یہ شرط ہے کہ دونوں کا راس المال نقد ہو خواہ روپیہ یا اشرفی یا پیسے۔ سو اگر دونوں آدمی کچھ اسباب غیر نقد شامل کر کے شرکت سے تجارت کرنا چاہیں یا ایک کا راس المال نقد ہو اور دوسرے کا غیر نقد یہ شرکت صحیح نہیں ہوگی۔ **مسئلہ ۲** شرکت [۴] عنان میں جائز ہے کہ ایک کا مال زیادہ ہو ایک کا کم اور نفع کی شرکت باہمی رضامندی پر ہے یعنی اگر یہ شرط ٹھیرے کہ مال تو کم و زیادہ ہے مگر نفع برابر تقسیم ہوگا یا مال برابر ہے مگر نفع تین تہائی ہوگا تو بھی جائز ہے۔ **مسئلہ ۳** اس [۵] شرکت عنان میں ہر شریک کو مال شرکت میں ہر قسم کا تصرف متعلق تجارت کے جائز ہے بشرطیکہ خلاف معاہدہ نہ ہو۔ لیکن ایک شریک کا قرض دوسرے سے نہ مانگا جائے گا۔ **مسئلہ** اگر بعد [۶] قرار پانے اس شرکت کے کوئی چیز خریدی نہیں گئی اور مال شرکت تمام یا ایک شخص کا مال تلف ہو گیا تو شرکت باطل ہو جائیگی اور ایک شخص بھی کچھ خرید چکا ہے اور پھر دوسرے کا مال ہلاک ہو گیا تو شرکت باطل نہ ہوگی مال خرید دونوں کا ہوگا اور جس قدر اس مال میں دوسرے شریک کا حصہ ہے اس حصے کے موافق زر ثمن اس دوسرے شریک سے وصول کر لیا جائے گا۔ مثلاً ایک شخص کے دس روپے تھے اور دوسرے کے پانچ۔ دس روپے والے نے مال خرید لیا تھا اور پانچ روپے والے

---

[۱] ویحرم اکل البنج والحشیشۃ والافیون بل الصواب الحرام صاحب الہدایہ وغیرہ اباحۃ قلیلہ للتداوی ونحوہ ومن صرح بحرمۃ ارادبہ القدر المسکر منہ یدل علیہ مافی غایۃ البیان عن شرح شیخ الاسلام اکل قلیل السقمونیا والبنج مباح للتداوی وما زاد علی ذلک اذا کان یقتل اویذہب العقل حرام فہذا صریح فیما قلنا مؤید لما سابقا بحثنا من تخصیص ما مران ما اسکر کثیرہ حرام قلیلہ بالمائعات وہکذا یقال فی غیرہ من الاشیاء الجامدۃ المضرۃ فی العقل وغیرہ یحرم تناول القدر المضر منہا دون القلیل وان حرمتہا لیست لعینہا بل لضررہا ۱۲ شامی ص ۴۵۵ ج ۵

[۲] الشرکۃ ضربان شرکۃ املاک وشرکۃ عقود فشرکۃ الاملاک العین یرثہا رجلان ویشتریانہا فلا یجوز لاحدہما ان یتصرف فی نصیب الاخر الا باذنہ والضرب الثانی شرکۃ العقود وہو ان یقول احدہما شارکتک فی کذا وکذا ویقول الآخر قبلت ثم ہی (ای العقود) اربعۃ اوجہ مفاوضۃ وعنان وشرکۃ الصنائع وشرکۃ الوجوہ ۱۲ ہدایہ ص ۵۸۶ ج ۲ — [۳] دیکھو ص ۱۱۴

کے روپے ضائع ہوگئے سو پانچ روپے والا اس مال میں ثلث کا شریک ہے اور دس[۱] روپے والا اس سے دس روپے کا ثلث نقد واپس کرلے گا یعنی تین روپے پانچ آنے چار پائی اور آئندہ یہ مال شرکت پر فروخت ہوگا۔ **مسئلہ** [۲] اس شرکت میں دونوں شخصوں کو مال کا مخلوط کرنا ضرور نہیں صرف زبانی ایجاب وقبول سے یہ شرکت منعقد ہوجاتی ہے۔ **مسئلہ** [۶] نفع [۳] نسبت سے مقرر ہونا چاہئے یعنی آدھا آدھا یا تین تہائی مثلاً اگر یوں ٹھیرا کہ ایک شخص کو سو روپے ملیں گے باقی دوسرے کا۔ یہ جائز نہیں۔ **مسئلہ** [۷] ایک [۴] قسم شرکت عقود کی شرکت صنائع کہلاتی ہے اور شرکت تقبل بھی کہتے ہیں جیسے دو درزی یا دو رنگریز باہم معاہدہ کرلیں کہ جو کام جس کے پاس آئے اس کو قبول کرلے اور جو مزدوری ملے وہ آپس میں آدھوں آدھ یا تین تہائی یا چوتھائی وغیرہ کے حساب سے بانٹ لیں یہ جائز ہے۔ **مسئلہ** [۸] جو کام ایک نے لے لیا دونوں پر لازم ہوگیا۔ مثلاً ایک شریک نے ایک کپڑا سینے کے لئے لیا تو صاحب فرمائش جس طرح اس پر تقاضا کرسکتا ہے دوسرے شریک سے بھی سلوا سکتا ہے۔ اسی طرح جیسے یہ کپڑا سینے والا مزدوری مانگ سکتا ہے دوسرا بھی مزدوری لے سکتا ہے اور جس طرح اصل کو مزدوری دینے سے مالک سبکدوش ہوجاتا ہے۔ اسی طرح اگر دوسرے شریک کو دیدی تو بھی بری الذمہ ہوسکتا ہے۔ **مسئلہ** [۹] ایک [۵] قسم شرکت کی شرکت وجوہ ہے یعنی نہ اُن کے پاس مال ہے نہ کوئی ہنر و پیشہ ہے صرف باہمی یہ قرار دیا کہ دوکانداروں سے ادھار مال لے کر بیچا کریں اس شرکت میں بھی ہر شریک دوسرے کا وکیل ہوگا اور اس شرکت میں جس نسبت سے شرکت ہوگی اسی نسبت سے نفع کا استحقاق ہوگا یعنی اگر خریدی ہوئی چیزوں کو بالنصف مشترک قرار دیا گیا تو نفع بھی نصفا نصف تقسیم ہوگا اور اگر مال کو تین تہائی مشترک ٹھیرایا گیا تو نفع بھی تین تہائی تقسیم ہوگا۔

(متعلقہ صفحہ ۱۱۳) ۳ و ۴ و ۵ واما شرکۃ العنان فتنعقد علی الوکالۃ دون الکفالۃ وہی ان تشترک اثنان فی نوع بز او طعام او یشترک فی عموم التجارات ولا یذکر ان الکفالۃ ویصح التفاضل فی المال لحاجۃ الیہ ولیس من قضیۃ اللفظ المساواۃ ویصح ان یتساویا فی المال ویتفاضلا فی الربح ویجوز ان یعقد کل واحد منہما ببعض مالہ دون البعض لان المساواۃ فی المال لیس بشرط فیہ اذ اللفظ لا یقتضیہ ۱۲ ہدایہ صفحہ ۵۹۳ ج ۲

۶ دیکھو ۱ و ۲ صفحہ ہذا۔

---

۱ و ۲ واذا ہلک مال الشرکۃ او احد المالین قبل ان یشتریا شیئاً بطلت الشرکۃ لان المقصود علیہ فی عقد الشرکۃ المال و ان اشتری احدہما بمالہ وہلک مال الاخر قبل الشراء فالمشتری علی ما شرطا ویرجع علی شریکہ بحصتہ من ثمنہ لانہ اشتری نصفہ بوکالتہ ویجوز الشرکۃ وان لم یخلطا المال ولا یجوز الشرکۃ اذا شرط لاحدہما دراہم مسماۃ من الربح لانہ شرط یوجب انقطاع الشرکۃ ۱۲ ہدایہ صفحہ ۵۹۴ ج ۲

۳ و ۴ واما شرکۃ الصنائع ویسمی شرکۃ التقبل کالخیاطین والصباغین یشترکان علی ان یتقبلا الاعمال ویکون الکسب بینہما فیجوز ذلک وہذا عندنا وما یتقبلہ کل احد منہما من العمل یلزمہ و یلزم شریکہ حتی ان کل واحد منہما یطالب بالعمل و لا یطالب بالاجر ویبرأ الدافع بالدفع الیہ ۱۲ ہدایہ صفحہ ۵۹۶ ج ۲

۵ واما شرکۃ الوجوہ فالرجلان یشترکان ولا مال لہما علی ان یشتریا بوجوہہما ویبیعا فتصح الشرکۃ علی ہذا سمیت بہ لانہ لا یشتری بالنسیئۃ الا من کان لہ وجاہۃ عند الناس وکل واحد منہما وکیل الاخر فیما یشتریہ فان شرطا ان المشتری بینہما نصفان فالربح کذلک یجوز ولا یجوز ان یتفاضلا فیہ ان شرطا ان یکون المشتری بینہما اثلاثا فالربح کذلک ۱۲ ہدایہ صفحہ ۵۹۷ ج ۲

تتمہ حصہ پنجم بہشتی زیور کا تمام ہوا حصہ ششم ہفتم ہشتم دہم[1] کا تتمہ نہیں ہے آگے حصہ نہم کا تتمہ آتا ہے

تتمہ حصہ نہم بہشتی زیور

تمہید

چونکہ بہشتی زیور میں مسائل مخصوص بالرجال نہیں۔ اسی طرح اس کے حصہ نہم میں امراض مخصوص بالرجال نہیں لکھے گئے اور اُن کی تتمیم و تکمیل کے لئے بہشتی گوہر لکھا گیا ہے اسلئے حصہ مسائل کے ختم ہونے کے بعد مناسب معلوم ہوا کہ معالجات مخصوص بالرجال بھی اس میں شامل کر دیئے جائیں۔ اس کے کاتب بھی حکیم مولوی محمد مصطفےٰ صاحب ہیں۔ (کتبہ اشرف علی عفی عنہ)

مردوں کے امراض

جریان ۔ اس کو کہتے ہیں کہ پیشاب سے پہلے یا پیشاب کے بعد چند قطرے سفید دودھ کے سے رنگ کے گریں اس سے ضعف دن بدن بڑھتا ہے اور چاہے کیسی ہی عمدہ غذا کھائی جائے مگر بدن کو نہیں لگتی۔ آدمی ہمیشہ دبلا اور کمزور زرد رہتا ہے اور جب بڑھ جاتا ہے تو معدہ بھی خراب ہو جاتا ہے۔ بھوک نہیں لگتی اور جو کچھ کھایا جائے ہضم نہیں ہوتا۔ دست آجاتے ہیں قبض ہو جاتا ہے۔ جریان کے مریض کو جب قبض بہت ہو جاتا ہے تو علاج بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اکثر دوائیں جریان کی قابض ہوتی ہیں اُن سے قبض بڑھتا ہے اور قبض سے جریان کو زیادتی ہوتی ہے۔ اس واسطے اس کے علاج سے غفلت مناسب نہیں شروع ہی میں غور سے علاج کرلیں۔ جریان کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ مزاج میں گرمی بڑھ کر خون اور منی میں حدت آجائے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ وہ قطرے جو پیشاب سے پہلے یا بعد میں آتے ہیں بالکل سفید نہ ہوں بلکہ کسی قدر زردی مائل ہوں اور سوزش کے ساتھ نکلیں بلکہ پیشاب میں بھی جلن پیدا ہوتی ہو اور علامات بھی خون کی گرمی کے موجود ہوں جیسے گرمی کے موسم میں جریان کو زیادتی ہونا اور سردی میں کم ہو جانا یا سرد پانی سے نہانے سے آرام پانا۔ **علاج** یہ سفوف کھائیں۔ گوند ببول۔ کتیرا۔ چینی گوند۔ طباشیر۔ کشتہ قلعی۔ ست بہروزہ۔ دانہ الائچی خورد۔ پھلی ببول بے تخم۔ تالمکھانہ۔ موصلی سیاہ۔ موصلی سفید۔ موچرس۔ گوند نیم۔ اندر جو شیریں۔ سب تین تین ماشہ کوٹ چھان کر کچی کھانڈ پونے چار تولے ملا کر نو نو ماشہ کی پڑیاں بنالیں اور ایک پڑیا ہر روز گائے کی تازی چھاچھ پاؤ بھر کے ساتھ پھانکیں۔ اگر گائے کی چھاچھ میسر نہ ہو تو بھینس کی سہی۔ اگر یہ بھی نہ ملے تو

[1] دسواں حصہ تتمہ رسالہ آداب المعاشرت و دیگر سفر کا تھا جو علیحدہ کل کی شکل میں کتب فروشان نے شائع کر دیا ہے اس لئے ترک کر دیا گیا۔

مصری کے شربت کے ساتھ کھائیں یہ سفوف سوزاک کے لئے بھی مفید ہے۔ پرہیز گائے کے گوشت اور جملہ گرم چیزوں سے جیسے میتھی، بیگن۔ مولی۔ گڑ۔ تیل۔ وغیرہ۔ جریان کی اس قسم میں کسی قدر ترشی کا استعمال چنداں مضر نہیں بشرطیکہ پرانا ہو گیا ہو۔ دوسرا اسفوف نہایت مقوی اور سوزش پیشاب اور اس جریان کو مفید ہے جو گرمی سے ہو۔ چھوٹی مائیں۔ طباشیر۔ زہر مہرہ خطائی۔ تالمکھانہ۔ بیجبند۔ سرخ گلاب۔ زیرہ دھنیا۔ پوست بیرون پستہ۔ دانہ الائچی خورد۔ چھالیہ کے پھول سب چھ چھ ماشہ۔ املی کے بیجوں کی گری دو تولہ کوٹ چھان کر برگد کے دودھ میں بھگوئیں اور سایہ میں خشک کر لیں۔ پھر موصلی سفید۔ موصلی سیاہ شقاقل مصری۔ ثعلب مصری سب چار چار ماشہ کوٹ چھان کر مصری چار تولہ پیسکر ملا کر چھ چھ ماشہ کی پڑیاں بنالیں اور ایک پڑیا ہر روز دودھ کی لسی کے ساتھ پھانکیں۔ تیسرا اسفوف گرم جریان کے لئے اور بھوک بڑھاتا ہے اور ممسک بھی ہے۔ ثعلب مصری۔ تخم خرفہ۔ کشتہ قلعی۔ بنسلوچن۔ کہربائے شمعی۔ گلنار۔ مغز تخم کدوئے شیریں۔ بہمن سرخ سب چھ چھ ماشہ مصطگی رومی دو ماشہ۔ مازو۔ تخم ریحان تین تین ماشہ کوٹ چھان کر مصری چار تولہ آٹھ ماشہ پیس کر ملا کر تین تین ماشہ کی پڑیاں بنالیں پھر ایک پڑیا صبح اور ایک شام مصری کے شربت کے ساتھ پھانکیں۔ جریان کی دوسری قسم وہ ہے کہ مزاج میں سردی اور رطوبت بڑھ کر پٹھے کمزور ہو کر پیدا ہو۔ علامت یہ ہے کہ مادہ منی نہایت رقیق ہو اور احتلام اگر ہو تو ہونے کی خبر بھی نہ ہو اور منی ذرا ارادہ سے یا بالکل بے ارادہ خارج ہو جاتی ہو۔ علاج یہ دوا کھائیں۔ اندر جو شیریں۔ سمندر پھل۔ تخم کونچ۔ تخم پیاز۔ تخم انٹگن۔ عاقر قرحا۔ ریوند چینی سب ساڑھے دس دس ماشے۔ کوٹ چھان کر بیس پڑیاں بنالیں پھر ایک انڈا لیں اور سفیدی اس کی نکال ڈالیں اور زردی اسی میں رہنے دیں پھر ایک پڑیہ دوائی مذکور کی لیکر اس انڈے میں ڈالیں اور سوراخ آٹے سے بند کر کے بھوبھل میں انڈے کو نیم برشت کر کے کھالیں۔ اسی طرح بیس دن تک کھالیں۔ سفوف مغلظ منی اور ممسک:۔ سنگھاڑا خشک۔ گوند ببول چھ چھ ماشہ۔ مازو۔ مصطگی رومی تین تین ماشہ۔ نشاستہ تالمکھانہ۔ ثعلب مصری چار چار ماشہ کوٹ چھان کر مصری ڈھائی تولہ ملا کر سفوف بنالیں اور پانچ ماشہ سے سات ماشہ تک تازے پانی کے ساتھ کھائیں۔ اور اس قسم میں جوارشِ کمونی ایک تولہ ہر روز کھانا مفید ہے۔ ایک قسم جریان کی وہ ہے کہ گردہ بہت ضعیف ہو جائے اور چربی اس کی پگھل کر بصورت منی نکلنے لگے۔ یہ حقیقت میں جریان نہیں ہے صرف جریان کے مشابہ ہونے سے اس کو جریان کہہ دیتے ہیں اس کی علامت یہ ہے کہ بعد پیشاب یا قبل پیشاب ایک سفید چیز بلا ارادہ نکلے اور مقدار بہت زیادہ ہو اور اس کے نکلنے سے ضعف بہت محسوس ہو نیز امراض گردہ پہلے سے موجود ہوں جیسے درد گردہ۔ پتھری۔ ریگ وغیرہ علاج معجون لبوب کبیر بہت مفید ہے گردہ کو طاقت دیتی ہے اور

ضعف باہ اور چربی پیشاب میں آنے کو دور کرتی ہے اور مقوی تمام بدن ہے۔ نسخہ یہ ہے مغز پستہ۔ مغز فندق مغز بادام شیریں۔ حبۃ الخضراء۔ مغز اخروٹ۔ مغز چلغوزہ۔ مغز حب الزلم۔ ماہی رو بیاں۔ خولنجان۔ شقاقل مصری بہمن سرخ۔ بہمن سفید۔ تودری سرخ۔ تودری زرد۔ سونٹھ۔ تل چھلے ہوئے۔ دارچینی قلمی۔ سب پونے نو نو ماشہ۔ بالچھڑ ناگرموتھہ۔ لونگ کبابہ۔ حب القلقل۔ تخم گاجر۔ تخم شلغم۔ تخم ترب۔ تخم پیاز۔ تخم اسپست۔ تخم بلیون اصیل۔ اندرجو شیریں۔ درونج عقربی۔ نرکچور۔ سوا پانچ پانچ ماشہ۔ جوز بوا جوتری۔ چھڑیلہ۔ پیپل ساڑھے تین تین ماشہ۔ ثعلب مصری۔ مغز نارجیل۔ چڑوں کا مغز یعنی بھیجا۔ تخم خشخاش سفید ساڑھے سترہ سترہ ماشہ۔ سورنجاں شیریں۔ بو زیدان۔ پودینہ خشک سب سات سات ماشہ۔ عود غرقی ساڑھے چار ماشہ زعفران مصطگی رومی۔ تودری سفید سات سات ماشہ مایہ شترا عرابی پونے سات ماشہ۔ سب سینتالیس دوائیں ہیں کوٹ چھان کر شہد خالص ایک سو پانچ تولہ کا قوام کر کے ملالیں اور عنبر ساڑھے چار ماشہ اور مشک اصلی سوا دو ماشہ پیس کر ملالیں اور ورق نقرہ پچیس عدد اور ورق طلا پندرہ عدد تھوڑے شہد میں حل کر کے خوب ملالیں اور چھ ماشہ ہر روز کھائیں۔ یہ معجون نہایت مقوی اور باہ کو بڑھانیوالی ہے مگر کسی قدر گرم ہے جنکے مزاج میں گرمی زیادہ ہو وہ اس دوسری معجون کو کھائیں اس کا نام معجون لبوب بارد ہے۔

معجون لبوب بارد۔ مغز بادام شیریں۔ تخم خشخاش سفید۔ مغز تخم خیارین ایک ایک تولہ۔ مغز تخم کدوے شیریں سونٹھ۔ خولنجان۔ شقاقل مصری دس دس ماشہ۔ مغز تخم خربزہ چھ چھ ماشہ۔ کتیرا چار ماشہ۔ مغز چلغوزہ، تودری زرد۔ تودری سرخ۔ تخم گذر۔ تخم بلیون اصیل دو دو ماشہ کوٹ چھان کر ترنجبین خراسانی بائیس تولہ کا قوام کر کے ملالیں۔ خوراک سات ماشہ معجون لبوب کا ایک اور نسخہ ہے اس کا نام معجون لبوب صغیر ہے۔ قیمت میں کم اور نفع میں معجون لبوب کبیر کے قریب ہے مقوی دماغ و گردہ و مثانہ اور دافع نسیان اور رنگ نکالنے والی اور منی پیدا کرنے والی ہے۔ مغز بادام شیریں۔ مغز اخروٹ۔ مغز پستہ۔ مغز حبۃ الخضراء۔ مغز چلغوزہ۔ حب الزلم۔ مغز فندق۔ مغز نارجیل۔ مغز حب القلقل۔ تخم خشخاش سفید۔ تل دھوئے ہوئے۔ تخم جرجیر۔ تخم پیاز۔ تخم شلغم۔ تخم اسپست اصیل۔ بہمن سفید۔ بہمن سرخ۔ سونٹھ۔ پیپل۔ کبابہ۔ خرفہ۔ دارچینی قلمی۔ خولنجان۔ شقاقل مصری۔ تخم بلیون اصیل سب ایک ایک تولہ (کل ستائیس دوائیں ہیں) خوب کوٹ کر شہد اکیاسی تولہ میں ملالیں پھر سات ماشہ سے ایک تولہ تک کھائیں۔

ضعف باہ اور سرعت کا بیان

ضعف باہ کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ خواہش نفسانی کم ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ خواہش بدستور رہے مگر عضو مخصوص میں فتور پڑ جائے جس سے مجامعت پر پوری قدرت نہ رہے بعضوں کو ان دونوں صورتوں میں سے ایک صورت

پیش آتی ہے اور بعضوں میں دونوں جمع ہو جاتی ہیں۔ جس کو صرف پہلی صورت پیش آوے اس کو کھانے کی دوا کی ضرورت ہے اور جن کو صرف دوسری صورت پیش آئے ان کو لگانے کی دوا کی احتیاج ہے اور اگر دونوں صورتیں جمع ہوں تو کھانے اور لگانے دونوں قسموں کی ضرورت ہے۔ ضعف باہ کا بالکل صحیح باقاعدہ علاج طبیب ہی بہت غور کے ساتھ کر سکتا ہے اسلئے اقسام اور اسباب چھوڑ کر یہاں کثیر الوقوع قسمیں اور سہل سہل علاج لکھے جاتے ہیں۔ **ضعف باہ** کی پہلی صورت یعنی خواہش نفسانی کا کم ہو جانا۔ اس کے کئی اسباب ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ آدمی بوجہ غذا خاطر خواہ نہ ملنے یا عرصہ تک بیمار رہنے یا کسی صدمے کے باعث دبلا اور کمزور ہو جائے جب تمام بدن میں ضعف ہوگا تو قوت باہ میں ضرور ضعف ہو جائے گا علاج یہ ہے کہ غذا عمدہ کھائیں اور دل سے صدمہ اور رنج کو جس طرح ممکن ہو ہٹائیں اور سویا زیادہ کریں اور جبتک قوت بحال ہو عورت سے علیحدہ رہیں اور معجون لبوب کبیر اور معجون صغیر اور معجون لبوب بارد اس کے لئے نہایت مفید ہیں۔ یہ تینوں نسخے جریان کے بیان میں گذر چکے ہیں۔ ایک سبب خواہش نفسانی کے کم ہونے کا یہ ہے کہ دل کمزور ہو اس کی علامت یہ ہے کہ ذرا سے خوف اور صدمے سے بدن میں لرزہ سا محسوس ہونے لگے اور مزاج میں شرم وحیا حد سے زیادہ ہو۔ علاج یہ ہے کہ دواء المسک اور مفرح دوائیں کھائیں اور زیادہ شرم کو بتکلف کم کریں دواء المسک کا نسخہ بہشتی زیور حصہ نہم میں گذر چکا ہے اور مفرح نسخے آگے آتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔

ایک سبب خواہش نفسانی کے کم ہونے کا یہ ہے کہ دماغ زیادہ کمزور ہو جائے۔ علامت یہ ہے کہ مجامعت سے دردسر یا ثقل سماعت یا پریشانی حواس پیدا ہو۔ علاج قوت دماغ کے لئے حریرہ پئیں یا میوہ کھایا کریں حریرہ کا نسخہ جو مقوی دماغ اور مغلظ منی اور مقوی باہ ہے:۔ مغز تخم کدوئے شیریں مغز تخم تربوز۔ مغز تخم پیٹھا مغز بادام شیریں سب چھ چھ ماشہ پانی میں پیس کر سنگھاڑے کا آٹا۔ ثعلب مصری پسی ہوئی چھ چھ ماشہ ملا کر گھی چار تولے سے بگھار کر مصری سے میٹھا کر کے پیا کریں۔ میوے کی ترکیب یہ ہے کہ ناریل اور چھوہارہ اور مغز بادام شیریں اور کشمش اور مغز چلغوزہ پاؤ پاؤ بھر اور پستہ آدھ پاؤ ملا کر رکھ لیں اور تین چار تولے ہر روز کھایا کریں اور اگر مرغوب ہو تو بھنے ہوئے چنے ملا کر کھائیں کہ نہایت مجرب ہے اور چند نسخے مقوی دماغ حلوے وغیرہ کے آگے آتے ہیں۔ ایک سبب خواہش نفسانی کے کم ہونے کا یہ ہے کہ گردہ میں ضعف ہو۔ یہ قسم ان لوگوں کو ہوتی ہے جن کو کوئی مرض گردہ کا رہتا ہے جیسے پتھری ریگ وغیرہ۔ علاج اگر پتھری یا ریگ کا مرض ہو تو اس کا علاج باقاعدہ طبیب سے کرائیں اور اگر پتھری یا ریگ کی شکایت نہ ہو تو گردے کی طاقت کے لئے معجون لبوب کبیر یا معجون لبوب صغیر یا معجون لبوب بارد کھائیں یہ تینوں نسخے جریان کے بیان میں گذر چکے کبھی خواہش نفسانی کم ہونے کا سبب یہ ہوتا ہے کہ معدہ یا جگر میں کوئی مرض ہوتا ہے علامت اس کی بھوک نہ

عہ طب اکبر ۱۲ عہ بہشتی زیور کے نویں حصے میں دیکھو ۱۲ عہ طب اکبر حصہ دوم کا ۱۵ الف ۱۲ عہ طب اکبر ۱۲ عہ ۱۱۹ و صفحہ ۱۲۱ میں دیکھو ۱۲

لگنا اور کھانا ہضم نہ ہونا ہے اس کا علاج بھی باقاعدہ طبیب سے کرائیں اور ان امراض سے صحت ہو جانے کے بعد معجون زرعونی کھائیں۔ اس کا نسخہ آگے آتا ہے۔

ضعف باہ کیلئے چند دواؤں اور غذاؤں کا بیان

حلوا مقوی باہ اور مغلظ منی دافع سرعت مقوی دل و دماغ و گردہ

ثعلب مصری دو تولہ۔ چھوارہ آدھ پاؤ۔ موصلی سفید۔ موصلی سیاہ۔ شقاقل مصری۔ بہمن سفید۔ بہمن سرخ ایک ایک تولہ کوٹ چھانکر سیب ولایتی عمدہ کدوکش میں نکالے ہوئے آدھ سیر۔ ان سب کو گائے کے پانچ سیر دودھ میں پکائیں کہ کھویا سا ہو جائے۔ پھر آدھ سیر گھی میں بھون لیں کہ پانی بالکل نہ رہے اور سرخ ہو جائے۔ پھر بیس انڈوں کی زردی کو علیحدہ ہلکا سا جوش دے کر ملالیں اور خوب ایک ذات کرلیں۔ پھر کچی کھانڈ ڈیڑھ سیر ڈالکر ایک جوش دے لیں کہ حلوا بن جائے گا۔ پھر ناریل اور پستہ اور مغز بہدانہ چار چار تولہ مغز بادام شیریں پانچ تولہ مغز فندق دو تولہ خوب کوٹ کر ملالیں۔ اور جوزبوا جوتری چھ چھ ماشہ۔ زعفران دو ماشہ۔ مشک خالص ڈیڑھ ماشہ عرق کیوڑا چار تولہ میں کھرل کر کے خوب آمیز کرلیں خوراک دو تولہ سے چھ تولہ تک جس کو انڈا موافق نہ ہو نہ ڈالے۔

حلوا مقوی باہ مقوی معدہ بھوک لگانیوالا رافع خفقان مقوی دماغ چہرہ پر رنگ لانیوالا سوجی پاؤ بھر گھی آدھ سیر میں بھونیں۔ پھر مصری آدھ سیر ملا کر حلوا بنالیں۔ پھر بسفائج۔ دانہ الائچی خورد۔ دارچینی قلمی چھ چھ ماشہ۔ گاؤزبان گل گاؤزبان ایک ایک تولہ۔ ثعلب مصری چار تولہ کوٹ چھان کر ملالیں اور مغز بادام شیریں تین تولہ۔ مغز نارجیل۔ مغز تخم کدوئے شیریں چار چار تولہ خوب کوٹ کر ملالیں اور مشک ڈیڑھ ماشہ۔ زعفران ایک ماشہ عرق کیوڑہ چار تولہ میں گھس کر ملالیں اور چاندی کے ورق تین ماشہ تھوڑے شہد میں حل کر کے سارے حلوے میں خوب ملالیں اور دو تولہ سے چار تولہ تک کھائیں اگر کم قیمت کرنا ہو تو مشک نہ ڈالیں یہ حلوا زچہ عورتوں کو بھی نہایت موافق ہے یہ حلوا ضعف باہ کی اس قسم میں بھی مفید ہے جو ضعف قلب سے ہو۔

گاجر کا حلوا۔ مقوی باہ مغلظ منی مقوی دل دماغ فربہی لانیوالا دافع سرعت مقوی گردہ۔ گاجر دیسی سرخ رنگ تین سیر چھیل کر ہڈی دور کر کے کدوکش میں نکالیں۔ اور مغز نارجیل اور چھوہارہ پاؤ پاؤ بھر ان دونوں کو بھی کدوکش میں نکال لیں۔ پھر ثعلب مصری۔ شقاقل مصری۔ بہمن سرخ۔ بہمن سفید۔ موصلی سفید۔ موصلی سیاہ۔ سب دو دو تولہ کوٹ چھان کر ان سب کو گائے کے دودھ چار سیر میں پکائیں کہ کھویا سا ہو جائے۔ پھر ایک سیر گھی میں بھونیں۔ اور شکر سفید دو سیر ڈال کر حلوا بنالیں۔ پھر گوند ناگوری چار تولہ کشتہ قلعی۔ جوزبوا جوتری چھ چھ ماشہ۔ اندر جو شیریں۔ ستاور دو دو تولہ الائچی خورد

چھ ماشہ کوٹ چھان کر ملالیں اور مغز بادام شیریں۔ مغز پستہ۔ مغز تخم کدوئے شیریں پانچ پانچ تولہ کوٹ کر ڈالیں۔
اور زعفران تین ماشہ مشک خالص ڈیڑھ ماشہ عرق کیوڑہ میں حل کر کے خوب آمیز کریں خوراک دو تولہ سے پانچ تولہ
تک۔ اگر قیمت کم کرنا ہو تو مشک نہ ڈالیں۔ یہ حلوا بھی ضعف باہ کی اس قسم میں جو ضعف قلب سے ہو مفید ہے۔
گھیکوار کا حلوہ۔ مقوی باہ و مغلظ منی نافع درد کمر و درد ریحی؛ سنگھاڑے کا آٹا مغز گھیکوار آدھ آدھ سیر گھی آدھ سیر
میں بھونیں اور شکر سفید آدھ سیر ملا کر حلوا کر لیں۔ اور چار تولہ ہر روز چالیس دن تک کھائیں۔ یہ حلوا اُن لوگوں کے لئے
ہے جن کے مزاج میں بہت سردی ہو یا جوڑوں میں درد رہتا ہو یا فالج یا لقوہ کبھی ہو چکا ہو۔ سرد مزاج عورتوں کے
لئے بھی بیحد مفید ہے۔ بعض لوگوں کو سرعت انزال کی شکایت بہت زیادہ ہو جاتی ہے اس میں علاوہ اور خرابیوں
کے ایک یہ بھی نقصان ہے کہ اولاد نہیں ہوتی۔ وہ اس گولی کو استعمال کریں۔ طباشیر مصطگی رومی۔ جدوار
جوتری۔ دارچینی قلمی۔ ثعلب مصری۔ شقاقل مصری۔ بہمن سرخ۔ بہمن سفید۔ درونج عقربی۔ پوست بیرون پستہ
جندبیدستر۔ مغز چلغوزہ۔ سونٹھ۔ بزرالبنج سفید۔ سب چار چار رتی۔ ماہی روبیاں تین ماشہ۔ مغز بادام شیریں ایک
دانہ۔ زعفران دو رتی خوب باریک پیس کر افیون خالص ساڑھے چار ماشہ پانی میں گھول کر ادویہ مذکورہ ملالیں۔ پھر مشک
خالص دو رتی۔ عنبر خالص دو رتی۔ ورق نقرہ سات عدد ورق طلا ساڑھے تین عدد کھرل کر کے خوب ملالیں اور کالی
مرچ کے برابر گولیاں بنالیں اور ایک گولی تین گھنٹہ قبل مجامعت سے کھائیں۔ اگر دودھ موافق ہو دودھ کے
ساتھ ورنہ ایک گھونٹ پانی کے ساتھ۔ جن کو نزلہ زکام اکثر رہتا ہو وہ زکام سے آرام ہونے کے بعد چند روز تک
ایک گولی ہر روز بوقت صبح کھاتے رہیں تو آئندہ زکام نہ ہو اور اگر افیون کھانے والا افیون چھوڑ کر چند روز اسے کھائے
تو افیون کی عادت چھوٹ جاتی ہے پھر بتدریج اسکو بھی چھوڑ دے۔ **دوسری کم قیمت گولی مانع سرعت۔**
عاقرقرحا۔ مازوئے سبز چھ چھ ماشہ دانہ الائچی کلاں دو تولہ۔ تخم ریحان تین تولہ۔ مصطگی رومی ایک تولہ کوٹ چھان کر
پانی سے گوندھ کر دو دو ماشہ کی گولیاں بنالیں۔ پھر تین گولی مجامعت سے دو تین گھنٹے پہلے گائے کے ساتھ کھائیں۔
غذا مقوی باہ اور مغلظ منی۔ اُڑد کی دال پاؤ بھر لیں اور پیاز کا عرق اس میں ڈالیں کہ اچھی طرح تر ہو جائے
ایک رات بھیگا رہنے دیں پھر سایہ میں خشک کر لیں۔ اسی طرح تین دفعہ تر و خشک کر کے چھلکے دور کر کے رکھ لیں
پھر ہر روز پونے دو تولے اس دال میں سے لے کر پیس کر کچی کھانڈ پونے دو تولہ اور گھی پونے دو تولہ ملا کر پکائے
ہوئے کھایا کریں چالیس دن کھائیں اور عورت سے علیحدہ رہیں پھر اثر دیکھیں۔ جریان کے واسطے بھی از بس مفید ہے۔
غذا مقوی باہ مولد منی دافع درد کمر مقوی گردہ وغیرہ:۔ گائے کا گھی اور گائے کا دودھ اور پستے کا تیل پاؤ پاؤ
بھر لیں اور ملا کر پکائیں یہاں تک کہ پاؤ بھر رہ جائے۔ پھر ایک صاف برتن میں رکھ لیں اور ہر روز صبح کو دو تولہ
سے چار تولہ تک کھایا کریں۔

غذا مقوی باہ و گردہ مولد منی اور قریب باعتدال:۔ چنے عمدہ بڑے دانہ کے لیں اور پیاز کے پانی میں بھگوئیں اور سایہ میں خشک کریں اسی طرح سات دفعہ اور کم از کم تین دفعہ کرکے پیس کر مصری بموزن ملا کر رکھ لیں اور ایک تولہ صبح کو اور چھ ماشہ رات کو سوتے وقت دودھ کے ساتھ کھایا کریں۔

غذا مقوی باہ سرد مزاجوں کے لئے۔ پیاز کا پانی نچوڑا ہوا پاؤ بھر شہد خالص پاؤ بھر ملا کر پکائیں کہ پاؤ بھر رہ جائے پھر ڈیڑھ تولہ سے تین تولہ تک گرم پانی یا چائے کے ساتھ سوتے وقت کھایا کریں۔

غذا مقوی باہ و مقوی بدن مولد منی اور فربہی لانیوالی۔ مغز حب القلقل۔ مغز بادام شیریں مغز فندق۔ مغز اخروٹ[1] پانچ پانچ تولہ۔ مغز نارجیل۔ مغز چلغوزہ سات سات تولہ سب کو الگ الگ کوٹیں۔ پھر اڑسٹھ تولہ قند سفید کا گاڑھا قوام کریں اور ایک ماشہ مشک خالص اور تین ماشہ زعفران عرق کیوڑہ میں حل کرکے اسی قوام میں ملا کر مغزیات بالا خوب ملالیں اور ڈیڑھ تولہ ہر روز کھایا کریں اگر کم قیمت کرنا ہو مشک نہ ڈالیں۔

حلوہ[2] مقوی باہ و معدہ چنے عمدہ پاؤ بھر لیں اور پیاز کے پانی میں یا خالص پانی میں بھگوئیں جب پھول جائیں گائے کے گھی میں یا کسی گھی میں خفیف بھون لیں۔ پھر برابر ان کے چلغوزہ لیں اور دونوں کو اتنے شہد میں ملالیں کہ جس میں گندھ جائے پھر مصطگی رومی اور دارچینی قلمی ایک ایک تولہ باریک پیسکر ملالیں اور سینی میں ڈال کر جمائیں اور قتلیاں کاٹ کر رکھ لیں اور دو تولہ سے پانچ تولہ تک کھایا کریں۔

دوا[3] کم خرچ مقوی باہ۔ چنے عمدہ بڑے بڑے چھانٹ کر دو تولہ رات کو پانی میں بھگو رکھیں۔ صبح کو چنے پانی میں سے نکال کر ایک ایک کرکے کھالیں بعد ازاں وہ پانی شہد میں ملا کر پی لیں۔ بعض لوگوں کو اس سے بیحد نفع ہوا

بطور اختصار چند مقوی باہ غذاؤں کا ذکر

گوشت مرغ۔ گوشت گوسفند نر فربہ۔ پرندوں کا گوشت۔ نیم برشت انڈا۔ خاصکر دارچینی کالی مرچ اور خولنجان کے ساتھ یا نمک سلیمانی کے ساتھ مچھلی کے انڈے۔ چڑوں اور کبوتروں کے سر۔ گھی دودھ۔ دودھ چاول۔ انڈوں کا خریز یعنی خاگینہ۔ **معجون[4] زرعونی کا نسخہ** کالی مرچ۔ پیپل۔ سونٹھ۔ خرفہ۔ دارچینی قلمی۔ لونگ ایک ایک ماشہ تودری سفید۔ بہمن سفید۔ بہمن سرخ۔ بوزیدان۔ اندر جو شیریں۔ قسط شیریں۔ ناگر موتھہ۔ بالچھڑ۔ تین تین ماشہ کوٹ چھان کر شہد خالص ساڑھے بارہ تولہ میں ملا کر رکھ لیں اور ایک تولہ روز کھایا کریں۔ یہ معجون طبیعت میں جوش پیدا کرتی ہے اور جس کو پیشاب زیادہ آتا ہو اس کو بے حد[5] مفید ہو۔

معجون مقوی باہ مولد منی مقوی اعصاب و دماغ۔ مغز پستہ۔ مغز چلغوزہ۔ مغز بادام شیریں۔ مغز اخروٹ مغز فندق انجیر مغز نارجیل حب السمنہ۔ تخم خشخاش سفید ایک ایک تولہ کشمش پانچ تولہ۔ خوبانی چھ ماشہ۔ خوب کوٹ کر مرہم سا کرکے رکھ لیں

؎ فی القانون ۹۴۹ جلد ۲ مکان البندق لکن وجدنا فی المخزن البندق ہو الجوز دفی القانون الیضانی ہذا النسخہ الجوز فوضعنا مکان البندق بدلہا عنی الجوز و مکان الجوز بدلہ حب الصنوبر ۱۲ ؎ یہ معجون گرم ہے اس لئے اس کو ٹھنڈے مزاج والے کھائیں ۱۲ ؎ ؎ ؎ قانون ۱۲ اللعہ قادری ۱۲ ؎ طب اکبر ۱۲

پھر بہدانہ دو تولہ حب القرطم تین تولہ۔ بنولہ تین تولہ۔ ان تینوں کو کچل کر آدھ سیر پانی میں پکائیں۔ جب جوش خوب آجائے ملکر چھان کر شہد چوبیس تولہ قند سفید اڑتالیس تولہ اور دہ پسے ہوئے میوے ملا کر شربت سے گاڑھا قوام کر لیں۔ پھر شقاقل مصری، خولنجان۔ ستاور۔ تج قلمی۔ ایک ایک تولہ۔ بسباسہ۔ لونگ۔ جائفل۔ عاقرقرحا۔ مالکنگنی چھ چھ ماشہ کوٹ چھان کر ملا لیں پھر چاندی کے ورق ڈیڑھ ماشہ سونے کے ورق چھ رتی یا گنتی میں بیس عدد ذرا سے شہد میں خوب حل کر کے ملا لیں خوراک ایک تولہ ہر روز دودھ کے ساتھ یا بلا دودھ کے۔ یہ معجون قریب باعتدال ہے ہر مزاج کے موافق ہے۔ اگر اس میں ایکماشہ کشتہ فولاد اور ایکماشہ کچلہ مدبر اور ملا لیں اور ایک تولہ ہر روز ایک مربہ آملہ کے ساتھ کھائیں اور اوپر سے عرق کیوڑہ چار تولہ پئیں اور غذا صبح کو انڈے کا خاگینہ اور شام کو فیرینی جس میں چھوارے بھی پڑے کھایا کریں۔ اسی طرح ایک چلہ پورا کر لیں اور عورت سے علیحدہ رہیں تو بیرون از قیاس نفع دیکھیں یہ معجون مقوی قلب بھی بہت ہے اسلئے اس ضعف باہ کو بھی مفید ہے جو ضعف قلب سے ہو۔

معجون مقوی باہ مولد منی اور کم قیمت بھونے اور چھلے ہوئے چنوں کا آٹا انڈے کی زردی پانچ عدد پانی میں پکائے جب حلوا سا ہو جائے گائے کا گھی یا جو گھی ملجائے پانچ تولہ شہد خالص[1] پانچ تولہ ملا کر معجون کا سا قوام کر لیں اور چار تولہ روز کھایا کریں مجرب ہے

ضعف باہ کی دوسری صورت کا بیان

وہ یہ ہے کہ خواہش نفسانی بحال خود ہو مگر عضو تناسل میں کوئی نقص پڑ جائے اس وجہ سے جماع پر قدرت نہ ہو اسکی کئی صورتیں ہیں ایک یہ کہ صرف ضعف اور ڈھیلا پن ہو علاج یہ ہے کہ یہ طلا بنالیں اور حسب ترکیب مندرجہ لگالیں، ہڑتال طبقی سنکھیا سفید، میٹھا تیلیا، نوشادر چاروں دوائیں دو دو تولہ لیں اور خوب باریک پیسکر گائے کے خالص گھی پاؤ بھر میں ملائیں اور پارہ دو تولہ اس میں خوب حل کر لیں پھر لوہے کے کڑچھے میں ڈالکر ہلکی آنچ پر پکائیں یہانتک کہ دوائیں جلکر کوئلہ ہو جائیں پھر اوپر اوپر کا گھی نتھار کر چھان کر شیشی میں رکھ لیں پھر بوقت شب اس میں پھریری ڈبو کر ہلکا ہلکا عضو تناسل پر لگائیں۔ اس طرح کہ حشفہ یعنی سپاری اور نیچے کی جانب جسے سیون کہتے ہیں بچی رہے اور اوپر سے بنگلہ پان اور اگر نہ ملے تو دیسی پان ذرا گرم کر کے لپیٹ دیں اور صبح کو کھول ڈالیں۔ سات روز یا چودہ روز یا اکیس روز ایسا ہی کریں اور زمانہ استعمال تک ٹھنڈے پانی اور جماع سے پرہیز رکھیں اور اگر اس کے استعمال کے زمانہ میں روٹی اور پنیر غذا رکھیں تو بیحد مفید ہے اس طلاء سے تکلیف بہت کم ہوتی ہے اور آبلہ وغیرہ کچھ نہیں ہوتا۔ بعضوں کو بالکل بھی تکلیف نہیں ہوتی۔ اگر کسی کو اتفاقاً تکلیف ہو تو ایک دو دن کا ناغہ کریں یا کافور گائے کے مسکہ میں ملا کر مل دیں اور ایک صورت یہ ہے کہ عضو تناسل میں خم پڑ جائے اس کا علاج یہ ہے پہلے گرہ کے نرم کرنے کی تدبیر کی جاوے بعد ازاں قوت کی نرم کرنے کی دوا یہ ہے، بیخ سوسن چھ ماشہ آدھ پاؤ پانی میں پکائیں جب خوب جوش ہو جائے مل کر چھان کر روغن بابونہ دو تولہ ملا کر پھر پکائیں کہ پانی جل کر تیل رہ جائے

[1] عام طریقہ سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ شہد اور گھی کو ملانے سے اسمیں سمیت آجاتی ہے یہ بالکل غلط ہے ۱۲ اس سے آسان طریقہ طلا کے نکالنے کا یہ ہے کہ سب دوا کو تیار کر کے ایک بالشت لمبے اور چوڑے کپڑے پر مرہم کی طرح لگادیں اور اس کے بعد لپیٹ کر بتی بنائیں اس کے بعد ایک طرف سے جلانا شروع کریں اس جلانے سے جو تیل ٹپکے اس کو برتن میں لیتے جائیں۔ یہی طلا ہے ۱۲

پھر مرغی کی چربی بطخ کی چربی گائے کی نلی کا گودہ موم زرد دو دو تولہ ملا کر آگ پر رکھ کر ایکذات کریں اور شیشی میں حفاظت سے رکھ لیں پھر صبح کے وقت گرم کر کے عضو تناسل پر ملیں اور ہاتھ سے سیدھا کریں اور آدھے گھنٹہ کے بعد گل بابونہ' اکلیل الملک بنفشہ چھ چھ ماشہ آدھ سیر پانی میں پکا کر چھان کر اس پانی سے دھاریں۔ تین چار دن یا ایک ہفتہ غرض جبتک کجی دور ہو اس کو استعمال کریں۔ پھر قوت کے واسطے وہ طلا جو پہلی قسم میں گذر چکا ہے بترکیب مذکورہ لگائیں نہایت مجرب ہے۔

اور یہ طلا بھی مفید ہے مغز تخم کرنجوہ' جائفل' لونگ' عاقر قرحا دو دو ماشہ باریک پیس کر سینڈھ کے دودھ سے گوندھ کر گولیاں بنالیں پھر بوقت ضرورت ذرا سی گولی تین چار بوند چمبیلی کے تیل میں گھس کر لگائیں اور پر سے بنگلہ پان گرم کر کے باندھ دیں ایک ہفتہ یا چودہ دن ایسا ہی کریں۔ اور ایک صورت یہ ہے کہ عضو تناسل جڑ میں سے پتلا اور آگے سے موٹا ہو جائے یہ مرض اکثر جلق یا لواطت سے پیدا ہو جاتا ہے۔ **علاج** مینڈک کی چربی سوا تولہ عاقر قرحا ساڑھے دس ماشہ۔ گائے کا گھی ساڑھے تین تولہ۔ اول گھی کو گرم کریں پھر چربی ملا کر تھوڑی دیر تک آنچ پر رکھ کر اتار لیں اور عاقر قرحا باریک پیس کر ایک گھنٹہ تک خوب حل کریں کہ مرہم سا ہو جائے۔ پھر نیم گرم لیپ کر کے پان رکھ کر کچے سوت سے لپیٹ دیں رات کو لپیٹیں اور صبح کو کھول ڈالیں ایک ہفتہ تک ایسا ہی کریں۔ **تنبیہ** مینڈک دریائی لینا چاہئے کیونکہ خشکی کے مینڈک کی چربی ناپاک ہے۔ استعمال اسکا جائز نہیں[1]۔ دریائی کی پہچان یہ ہے کہ اسکی انگلیوں کے بیچ میں پردہ ہوتا ہے جیسا بطخ کی انگلیوں میں ہوتا ہے اگر دریائی ملنا دشوار ہو تو بجائی اس کی چربی کے روغن زیتون یا روغن بلسان یا گائے کی چربی یا مرغی کی چربی یا بطخ کی چربی ڈالیں۔

اس مرض کے واسطے سینک کا نسخہ ہاتھی دانت کا برادہ دو تولہ مالکنگنی کالے تل نو نو ماشہ انبہ ہلدی ایک تولہ میدہ لکڑی' مصطگی رومی' دارچینی قلمی' عاقر قرحا تین تین ماشہ' لونگ دو ماشہ کوٹ چھان کر پوٹلی میں تل کے تیل میں بھگو کر گرم کر کے سینک کریں ایک ہفتہ یا کم از کم تین دن سینک کریں ایک پوٹلی تین دن کام آسکتی ہے عمدہ تدبیر یہ ہے کہ پہلے ایک ہفتہ وہ لیپ کریں جسمیں مینڈک کی چربی ہے اسکے بعد ایک ہفتہ یا تین دن یہ سینک کریں اگر کچھ کسر باقی رہے تو ایک ہفتہ یا چودہ دن وہ طلا لگائیں جو پہلی قسم میں گذرا جسمیں نوشادر اور پارہ بھی ہے۔ **تیسری قسم ضعف باہ** کی یہ ہے کہ خواہش نفسانی بھی کم ہو اور عضو میں بھی فرق ہو۔ اسکے لئے کھانے کی دوا کی بھی ضرورت ہے اور لگانے کی بھی۔ کھانے کی دوائیں قسم اول میں اور لگانے کی قسم دوم میں بیان ہوئیں۔ غور کر کے ان ہی میں سے نکال لیں۔

چند کام کی باتیں

باہ کی دوائیں بسا اوقات ایسی بھی ہوتی ہیں جن میں کچلہ یا اور کوئی زہریلی دوا ہوتی ہے لہذا احتیاط رکھیں کہ مقدار سے نہ کھائیں اور ایسی جگہ نہ رکھیں جہاں بچوں کا ہاتھ پہنچ جائے مبادا کوئی کھائے خاص کر طلا وغیرہ خارجی استعمال کی دواؤں میں ضرور اس کا خیال رکھیں کیونکہ طلے بہت کم زہر سے خالی ہوتے ہیں۔ طلاء کی شیشی پر اس کا نام بلکہ لفظ

[1] یعنی بغیر شدید ضرورت استعمال کرنا اس کا جائز نہیں ہے اور جتنی ادویہ کے ناجائز ہیں اس کی مکمل فہرست مولوی حکیم محمد مصطفےٰ صاحب نے ایک مستقل رسالہ میں قلم بند کر دیا ہے جس کا طبی جوہر نام ہے۔ ہاں اگر ذبح کے بعد تمام ناپاک اجزاء کو نکال دیا جائے مثلاً خون وغیرہ تو خارجی استعمال کے لئے خون نکلنے کے بعد پاک ہو جائے گا اور دریائی مینڈک بہر صورت پاک ہے مفصل بحث حصہ نہم کے تتمہ میں دیکھئے ۱۲

دزہر، ضرور لکھ دیں۔ اگر کوئی غلطی سے کھانیکی زہریلی دوا یا طلا کھالے تو سب سے بہتر یہ ہے کہ جس سے وہ دوا یا طلا منگایا ہو اس سے دریافت کریں کہ اس میں کونسا زہر تھا پھر طبیب یا ڈاکٹر سے علاج کرائیں

کثرت خواہش نفسانی کا بیان

بعض دفعہ اس خواہش کے کم کرنیکی ضرورت پیش آتی ہے اس واسطے یہ علاج بھی لکھا جاتا ہے اگر خواہش نفسانی کی زیادتی بوجہ جوش جوانی اور تجرد کے ہو تو سب سے عمدہ علاج شادی کرنا ہے اور اگر میسر نہ ہو تو یہ دوا کھائیں۔ تخم کاہو تخم خرفہ۔ پینتیس ۳۵ ماشہ دھنیا ساڑھے دس ماشہ۔ گلنار۔ گل نیلوفر۔ گل سرخ سات سات ماشہ۔ کافور ایک ماشہ کوٹ چھان کر اسپغول مسلم ساڑھے دس ماشہ ملاکر سفوف بنالیں اور نو ماشہ ہر روز کھائیں اور سیسے کا ایک ٹکڑا کمر پر گردہ کی جگہ باندھیں اور ترش چیزیں زیادہ کھائیں اور ٹھنڈے پانی سے نہایا کریں بعض لوگوں کو یہ مرض ہوتا ہے کہ جماع کا اتفاق ہو تو بجد ضعف ہو جاتا ہے یا احتلام کی کثرت ہوتی ہے یا خفیف سا بخار آنے لگتا ہے اور دماغ پریشان ہوتا ہے انکا علاج یہ ہے کہ پہلے تولید منی کی کمی کی کوشش کریں بعد ازاں قوت اور غلظت کی اس طرح کہ پہلے وہ سفوف کھائیں جو گرم جریان کے علاج میں بیان ہوا جسمیں پہلی دوا گوند ببول ہے اور گائے کی چھاچھ کے ساتھ کھایا جاتا ہے اسمیں تخم خرفہ تخم کاہو گل نیلوفر تخم خیارین تین تین ماشہ اور بڑھالیں اور کم از کم ایک ماہ تک جماع سے بالکل پرہیز رکھیں اگرچہ اس اثناء میں جریان کی یا کثرت احتلام کی شکایت پیدا ہو بعد ایک ماہ کے غلظت اور قوت کیلئے معجون لبوب بارد یا گاجر کا حلوا مقوی کھائیں۔ ان کے نسخے ضعف باہ کے بیان میں گذر چکے ہیں۔

کثرتِ احتلام

یہ کبھی گرمی سے ہوتا ہے کبھی سردی سے۔ اس کا علاج وہی ہے جو جریان کا تھا۔ جریان کے باب میں سے غور کرکے نکال لیں اور سوتے وقت سیسے کا ٹکڑا کمر میں گردوں کے برابر باندھنا مجرب ہے **فائدہ** جماع فعل طبعی ہے اور بقائے نسل کیلئے ضروری ہے مگر کثرت اسکی اتنے امراض پیدا کرتی ہے ضعف بصر ثقل سماعت۔ چکر۔ رعشہ۔ درد کمر۔ درد گردہ۔ کثرت پیشاب ضعف معدہ ضعف قلب خصوصاً جس کو ضعف بصر یا ضعف معدہ یا سینے کا کوئی مرض ہو اسکو جماع نہایت مضر ہے۔ غذا سے کم از کم تین گھنٹہ کے بعد جماع کا عمدہ وقت ہے اور زیادہ پیٹ بھرے پر اور بالکل خلو اور تکان میں مضر ہے اور بعد فراغ فوراً پانی پی لینا سخت مضر ہے خصوصاً اگر ٹھنڈا ہو۔ **فائدہ** جس کو کثرت جماع سے نقصان پہنچا ہو وہ سردی اور گرمی سے بچے اور سونے میں مشغول ہو اور خون بڑھانے اور خشکی دور کرنے کی تدبیر کرے مثلاً دودھ پیئے یا حلوائے گاجر کھائے یا نیمبرشت انڈا یا گوشت کی یخنی استعمال کرے اگر ہاتھ پیروں میں رعشہ محسوس ہو دماغ اور کمر پر بلکہ تمام بدن پر چنبیلی کا تیل یا بابونہ کا تیل ملے اور **رعشہ** کیلئے یہ دوا مفید ہے شہد دو تولہ لیکر چاندی کے ورق تین عدد اس میں خوب حل کرکے چاٹ لیا کریں جسکو جماع سے ضعف بصارت ہو گیا ہو، وہ

دماغ پر بکثرت روغن بادام یا روغن بنفشہ یا روغن چمبیلی ملے اور آنکھ پر بالائی باندھے اور گلاب ٹپکائے اگر ہمیشہ بعد جماع کوئی مقوی چیز جیسے دودھ یا حلوائے گاجر یا انڈا کھالیا کریں یا ماء اللحم پی لیا کریں اور ان تدابیر کے پابند رہیں جو ابھی ذکر ہوئیں تو ضعف کی نوبت بھی نہ آئے اور رعشہ وغیرہ کوئی مرض پیدا نہ ہو اس بارہ میں سب سے عمدہ وہ دودھ ہے جس میں سونٹھ کی ایک گرہ یا چھوارے اوٹائے گئے ہوں۔ **فائدہ** امساک کی زیادہ ہوس اخیر میں نقصان لاتی ہے خصوصاً اگر کچلا یا دھتورا وغیرہ زہریلی دوائیں کھائی جائیں امساک کیلئے وہ گولی کافی سمجھیں جو سرعت کے بیان میں مذکور ہوئی جس میں سونے کے ورق بھی ہیں۔

چند متفرق نسخے

طلا مقوی اعصاب اور عضو میں رازی اور فربہی لانیوالا چیونٹے بڑے بڑے سات عدد قبرستان میں سے لائیں ایک ایک کو مار کر فوراً دو تولہ روغن چمبیلی خالص میں ڈالتے جائیں پھر شیشی میں کرکے کاگ مضبوط لگا کر ایک دن رات بکرے کی مینگنیوں میں دفن کریں پھر نکال کر خوب رگڑیں کہ چیونٹے تیل میں حل ہوجائیں پھر نیم گرم ملیں ترکیب ملنے کی یہ ہے کہ پہلے عضو کو ایک موٹے کپڑے سے خوب ملیں جب سرخی پیدا ہوجائے فوراً یہ تیل ملکر چھوڑ دیں پندرہ بیس روز ایسا ہی کریں۔

دوا مخفف[1] طوبت و مضیق مازو دو ماشہ شگوفہ اذخر ایک ماشہ کوٹ چھان کر ایک کپڑا گلاب میں بھگو کر اس دوا سے آلودہ کرکے استعمال کریں۔ **لڈو مقوی باہ** چھوارے چنے بھنے ہوئے پاؤ بھر کوٹ چھان کر پیاز کے پانی سے گوندھ کر اخروٹ کے برابر گولیاں بنالیں اور ایک صبح اور ایک شام کھالیا کریں۔ چھوارے کو مع گٹھلی کے کوٹیں یا گٹھلی علیحدہ نکال کر آٹا کرکے ملالیں **معجون نہایت مقوی باہ** شہد پینتیس[2] تولہ کا قوام کریں بیضۂ مرغ بیس عدد ابال کر اُن کی زردی نکال لیں اور سفیدی پھینکدیں۔ پھر زردی کو اس شہد میں ملاکر خوب حل کریں کہ معجون سی ہوجائے پھر عاقرقرحا لونگ سونٹھ ہر ایک پونے چونتیس ماشہ کوٹ چھانکر ملالیں اور ایک تولہ ہر روز کھالیا کریں۔

آتشک

یہ نہایت خبیث مرض ہے۔ اس میں پیشاب کے مقام پر اور اس کے آس پاس آبلے یا زخم ہوجاتے ہیں اور بہت سوزش ہوتی ہے اس کے آبلے پھیلاؤ میں زیادہ اور ابھار میں کم ہوتے ہیں اور زخموں کے آس پاس نیلاپن یا اودا پن ہوتا ہے۔ اکثر پہلے یہ زخم پیشاب کے مقام سے شروع ہوتے ہیں پھر تمام بدن میں ہوتے جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ گٹھیا بھی ہوجاتی ہے۔ یہ مرض کئی کئی پشت تک چلا جاتا ہے اسکے لئے ایک ہفتہ تک یہ دوائیں۔ افتیمون پوٹلی میں بندھا ہوا۔ مہندی خشک منڈی۔ برادہ چوب چینی۔ عشبہ۔ برہمنڈی۔ سرنکھری سب پانچ پانچ ماشہ۔ برگ شاہترہ۔ بیخ حنظل۔ بسفائج فستقی چھ چھ ماشہ پوست ہلیلہ زرد پوست ہلیلہ کابلی نو نو ماشہ سب کو ڈیڑھ پاؤ پانی میں پکائیں جب آدھا رہ جائے چھان کر شربت عناب دو تولہ ملاکر پئیں

[1] یعنی رطوبت کو خشک کرنے والی ۱۲ [2] نسخہ قدیم میں اسی طرح لکھا ہوا ہے فقط منشی ۱۲

اگر گٹھیا بھی ہو تو اسی میں سورنجان شیریں تین ماشہ اور بڑھا لیں اگر اس سے دست آویں تو غذا کھچڑی کھاویں ورنہ شوربا چپاتی۔ بعد سات دن کے یہ گولی کھائیں۔ مغز جمال گوٹہ دودھ میں پکایا ہوا اور بیچ کا پردہ نکالا ہوا۔ پرانا ناریل چھوہارہ سب ایک ایک ماشہ پرانا گڑ ڈیڑھ ماشہ خوب باریک پیسکر جب مرہم سا ہو جائے چنے کے برابر گولیاں بنالیں اور دو گولی روز بوقت صبح تازے پانی کے ساتھ کھائیں اس سے دست ہونگے۔ ہر دست کے بعد بھی تازہ پانی پلیں۔ اگلے دن گولی نہ کھائیں بلکہ یہ دوا پئیں لعاب ریشہ خطمی پانچ ماشہ پانی میں نکال کر شربت عناب دو تولہ ملا کر پئیں۔ پھر تیسرے دن گولی حسب ترکیب مذکور کھائیں اور چوتھے دن ٹھنڈائی اور پانچویں دن گولی اور چھٹے دن ٹھنڈائی استعمال کریں اور احتیاطاً مناسب ہے کہ ساتویں اور آٹھویں دن بھی ٹھنڈائی پی لیں۔ غذا اُن آٹھ دنوں میں سوائے کھچڑی یا ساگودانہ کے اور کچھ نہ ہو۔ اس کے بعد مہینہ بیس[۲] روز یہ عرق پئیں۔ چوب چینی برادہ کی ہوئی۔ عشبہ پانچ پانچ تولہ۔ برگ شاہترہ چرائتہ سرپھوکہ۔ دانہ الائچی خورد۔ پوست ہلیلہ زرد۔ پوست ہلیلہ کابلی۔ نیل کنٹھی۔ برہمنڈنڈی۔ برادہ صندلین دو دو تولہ۔ سنا مکی تین تولہ رات کو پانچ سیر پانی میں بھگو رکھیں اور صبح کو دو سیر دودھ گائے کا ڈالکر عرق ساڑھے پانچ سیر کشید کر لیں اور تین دن رکھنے کے بعد چھ تولہ ہر روز شربت عناب دو تولہ ملا کر پیا کریں۔ ان تدبیروں سے آتشک کے زخم بھی بلا خارجی دوا کے بھر جاتے ہیں اور اگر خارجی دوا کی ضرورت ہو تو یہ مرہم لگائیں چھالیہ۔ کچلہ پونے چار چار تولہ۔ کتھا پاپڑیا ساڑھے آٹھ ماشہ دانہ الائچی کلاں سوا تولہ۔ مردار سنگ۔ سنگجراحت مرچ سیاہ سوا چار چار ماشہ۔ نیلہ تھوتھا ساڑھے آٹھ رتی۔ دھوانسہ بھڑ بھونجے کے یہاں کا تین ماشہ۔ سب دواؤں کو اس طرح بھونیں کہ جل نہ جائیں۔ پھر باریک پیسکر گائے کے گھی اکیس تولہ میں ملا کر کافور سوا چار ماشہ پیسکر ملا لیں اور زخموں پر لگائیں۔ یہ مرہم چھاجن کے لئے نہایت مفید ہے۔ فائدہ۔ آتشک والے کو زیادہ گرم چیزوں سے جیسے گائے کا گوشت تیل بیگن۔ میتھی وغیرہ ہمیشہ کو پرہیز چاہئے اور زیادہ ٹھنڈی چیزیں بھی جیسے تربوز ککڑی وغیرہ بھی کم کھائے اور چنا بہت مفید ہے۔

سوزاک کا بیان

پیشاب کے مقام میں اندر زخم پڑ جانے کو سوزاک کہتے ہیں اس کا علاج شروع میں آسانی سے ہو سکتا ہے اور پرانا ہو جانے کے بعد نہایت دشوار ہے علاج پہلے زخم کے صاف ہونے کی بعد ازاں بھرنے کی تدبیر کریں۔ اس طرح کہ ارنڈی کا تیل چار تولہ دودھ میں ملا کر شکر سے میٹھا کر کے پئیں اور ہر دست کے بعد گرم پانی پئیں۔ دوپہر کو ساگودانہ دودھ میں پکا ہوا شام کو دودھ چانول کھائیں۔ اگلے دن یہ ٹھنڈائی پئیں۔ لعاب ریشہ خطمی پانچ ماشہ۔ تخم خرفہ پانچ ماشہ پانی میں نکال کر شربت بنفشہ دو تولہ حل کر کے پئیں اور اگر بہروزہ کا تیل مل جائے تو دو بوند وہ بھی بتاشہ میں کھائیں۔ تیسرے دن پھر ارنڈی کا تیل بموجب ترکیب مذکور اور چوتھے دن ٹھنڈائی اور پانچویں دن پھر ارنڈی کا تیل اور چھٹے دن ٹھنڈائی پئیں۔ غذا برابر ساگودانہ اور دودھ چاول رہے تینوں مسہلوں کے بعد یہ سفوف کھائیں۔ شورہ قلمی تین تولہ سنگجراحت۔ مغز تخم خیارین۔ تخم خرفہ۔ تخم کاسنی۔ خار خسک۔ نشاستہ

ہ یعنی دو دو تولہ کر کے دو وقت میں پئیں ۱۲

نو نو ماشہ۔ گل ارمنی۔ صمغ عربی۔ ریوند چینی۔ جب کا کنج۔ ست بہروزہ۔ مغز تخم تربوز۔ دم الاخوین چھ چھ ماشہ کوٹ چھان کر کچی کھانڈ گیارہ تولہ ملا کر نو نو ماشہ کی پڑیاں بنالیں۔ پھر ایک پڑیا کھا کر اوپر سے تخم خیارین پانچ ماشہ پانی میں پیسکر چھانکر شربت بزوری بارد۔ دو تولہ ملا کر پئیں۔ پندرہ دن یا کم ازکم ہفتہ بھر کھائیں۔ غذا دودھ چاول یا ٹھنڈی ترکاریاں اور گوشت ہو۔ بعدازاں یہ سفوف کھائیں اگر کچھ ضرورت باقی رہی ہو۔ طباشیر۔ گندھک زرد۔ سات سات ماشہ مغز تخم خیارین چودہ ماشہ۔ تخم خرفہ۔ کتیرا۔ ہلدی چار چار رتی۔ مرکی دو رتی۔ گلنار چھ رتی زرشک افیون خالص۔ زراوند مدحرج ایک ایک ماشہ تل دھلے ہوئے ساڑھے تیرہ ماشہ کوٹ چھان کر کچی کھانڈ برابر ملا کر نو نو ماشہ کی پڑیاں بنالیں اور ایک پڑیا ہر روز تازہ پانی کے ساتھ پھانکیں۔ اگر قبض کرے تو دو تولہ منقی رات کو سوتے وقت کھالیا کریں۔ کم ازکم پندرہ دن یہ سفوف کھائیں بعد صحت مہینہ بیس دن وہ عرق مصفی پئیں جو آتشک کے بیان میں گذرا جس میں پہلا جزو چوب چینی ہے۔ سوزاک والے کو مرچ کم کھانی چاہئے اور کچنال کی کلی بہت مفید ہے اور جو پرہیز آتشک کے بیان میں گذرا وہ یہاں بھی ہے۔ **پچکاری نافع سوزاک**۔ توتیا کھیل کیا ہوا تین ماشہ۔ سرمہ پسا ہوا۔ دم الاخوین پھٹکڑی سفید بریاں۔ سنگ جراحت چھ چھ خوب باریک پیسکر انگور کے پتوں کے پانی اور مہندی کے پتوں کے پانی چھٹانک چھٹانک بھر اور بکری کے دودھ آدھ پاؤ میں ملا کر دو تہ کپڑے میں چھان کر کانچ کی پچکاری سے صبح و شام پچکاری لیں یہ ایک نسخہ چار دن کو کافی ہے۔ توتیا کی کھیل اس طرح ہوتی ہے کہ اسکو پیسکر کسی برتن میں ہلکی آگ پر رکھیں اور چلاتے رہیں جب رنگ ہلکا پڑ جائے کام میں لائیں۔ **فائدہ** کبھی سوزاک میں پیشاب کا مقام بند ہو جاتا ہے اس صورت میں گرم پانی سے دھاریں یا بابونہ پانی میں پکا کر دھاریں۔ اگر کسی طرح نہ کھلے ڈاکٹر سے سلائی ڈلوائیں۔

خصیہ کا اوپر کو چڑھ جانا

اس مرض میں چنک بھی ہو جاتی ہے اور پیشاب میں تکلیف ہوتی ہے۔ **علاج** گل بابونہ۔ اکلیل الملک۔ تخم کتان سبوس گندم دو سیر پانی میں پکا کر دھاریں اور ہینگ مرزنجوش فرفیون۔ اکلیل الملک۔ گل بابونہ تین تین ماشہ کوٹ چھانکر شہد میں ملا کر نیم گرم لیپ کریں اور معجون کمونی یا جوارش زرعونی کھائیں۔ اسکا نسخہ ضعف باہ کے بیان میں گذرا غذا بھی مقوی کھائیں

آنت اترنا اور فوطے کا بڑھنا

پیٹ میں آنتوں پر چاروں طرف سے کئی جھلیاں لپٹی ہوئی ہیں۔ ان میں سے بیچ کی ایک جھلی میں فوطوں کے قریب دو سوراخ ہیں ان سوراخوں کے بڑھ جانے یا پھٹ جانے سے اندر کی جھلی مع آنتوں کے یا بلا آنتوں کے یا اندر کی جھلی بھی پھٹ کر آنتیں فوطوں میں لٹک پڑتی ہیں اس کو آنت اترنا کہتے ہیں۔ عربی میں اس کا نام قیل و فتق ہے اور کبھی فوطوں میں پانی آجاتا ہے اس کو عربی میں اُدرہ کہتے ہیں اور کبھی صرف ریاح آجاتے ہیں اس کو قیلہ ریحی کہتے ہیں۔ اس بحث کو تین قسم

میں بیان کیا جاتا ہے۔

قسم اول آنت اترنے کے بیان میں۔ یہ مرض بہت بوجھ اٹھانے یا کودنے یا بہت شکم سیری پر جماع کرنے وغیرہ سے ہو جاتا ہے۔ علاج۔ چت لیٹ کر آہستہ آہستہ دباکر اوپر کو چڑھائیں۔ اگر دبانے سے نہ چڑھے تو گرم پانی سے دھاریں اور روغن بابونہ گرم کرکے ملیں اور خطمی پانی میں پکاکر باندھیں جب نرم ہو جائے دباکر اوپر کو چڑھائیں۔ جب چڑھ جائے یہ لیپ کریں تاکہ آئندہ نہ اترے۔ گلنار اقاقیہ مازوئے سبز۔ ایلوا۔ کندر۔ جوز السرو۔ رال گوگل۔ اقبل سب چھ چھ ماشہ کوٹ چھان کر سریش ہبری مکوہ کے پانی میں پکاکر ملاکر کپڑے پر لگاکر چپکائیں اور پٹی باندھ دیں اور تین روز تک چت لٹائے رکھیں۔ یہ لیپ فتق کی جملہ قسموں کو مفید ہے خواہ آنت اتری ہو یا ریاح ہو یا پانی ہو۔ اور غذا صرف شوربا دیں۔ بعد تین دن کے آہستہ اٹھادیں اور ٹہلنے دیں اور یہ لیپ دوبارہ کریں اور لنگوٹ باندھے رہا کریں۔ ایک تدبیر نہایت مفید یہ ہے کہ ایک پیٹی میں ڈبل پیسہ یا اور کوئی سخت چیز اتنے وزن کی سی کر اس پیٹی کو لنگوٹ کی طرح ایسا باندھیں کہ پیسہ اس جگہ رہے جہاں آنت اترنے کے وقت پھولاپن معلوم ہوتا تھا کہ اس سے وہ جگہ ہر وقت دبی رہے اس سے چند روز میں وہ سوراخ بند ہو جاتا ہے اور آنت اترنے کا اندیشہ بالکل نہیں رہتا۔ اس ترکیب کو تالا لگانا کہتے ہیں۔ ایسی پیٹیاں انگریزی بنی ہوئی بھی بکتی ہیں[عہ]۔ آنت اترنے کے واسطے پینے کی دوا۔ معجون فلاسفہ سات ماشہ یا معجون کمونی ایک تولہ کھاکر اوپر سے سونف پانچ ماشہ پانی میں پیس کر گلقند آفتابی دو تولہ ملاکر پئیں۔ معجون فلاسفہ متواتر چند روز تک کھانا جملہ اقسام فتق کو مفید ہے[ملہ] بادی چیزوں سے پرہیز رکھیں۔

قسم دوم قیلہ ریحی یعنی فوطے میں ریاح آجانے کے بیان میں۔ باجرہ[ملہ] اور نمک اور بھوسی دو دو تولہ لیکر دو پوٹلی بناکر گلاب میں ڈال کر سینکیں اور دوا[عہ] چینی قلمی پیس کر بابونہ کے تیل میں ملاکر اکثر ملا کریں اور یہ گولی کھایا کریں تخم کرفس۔ انیسون رومی۔ اسپند مصطگی۔ زعفران سب سات سات ماشہ پوست بلیلہ ہلیلہ کابلی۔ آملہ۔ ساڑھے دس دس ماشہ۔ سکبینج۔ گوگل ساڑھے تین تین ماشہ۔ پودینہ خشک قسط شیریں۔ نرکچور درونج عقربی اساروں پونے دو دو ماشہ سکبینج اور گوگل کو پانی میں گھول کر باقی دوائیں کوٹ چھان کر ملاکر گولیاں چنے کی برابر بنالیں۔ اور ساڑھے چار ماشہ ہر روز پھانک لیا کریں اور معجون فلاسفہ یا معجون کمونی بھی کافی ہے چند روز متواتر کھائیں۔ غذا میں تھوا اور مولی زیادہ مفید ہیں اور بادی چیزوں سے پرہیز ضرور ہے۔

قسم سوم فوطوں میں پانی آجانے کے بیان میں۔ پانی کم پیا کریں اور دوا وہی کھائیں جو قیلۂ ریحی میں گذری اور یہ لیپ کریں عاقرقرحا[لعہ] دو تولہ زیرہ سیاہ ایک تولہ باریک پیسکر مویز منقی چھ تولہ ملاکر اتنا کوٹیں کہ یک ذات ہو کر مثل مرہم کے ہو جائے پھر گرم کرکے صبح و شام لیپ کریں۔ جب پانی زیادہ آجائے تو عمدہ علاج ڈاکٹر سے نکلوا دینا ہے[ملہ]۔ فائدہ چونکہ ان تینوں

[عہ] پیٹیاں مختلف شکلوں کی آتی ہیں اسلئے لیتے وقت ڈاکٹر سے مشورہ ضرور کریں ۱۲ [ملہ] جب کچلہ بھی اس کے لئے مفید ہے۔ اس کی ترکیب یہ ہے کہ کچلہ مدبر فلفل سیاہ چھ چھ ماشہ گھیکوار کے پانی میں پیسکر کالی مرچ کے برابر گولیاں بنائیں اور ایک گولی روز کھائیں۔ ٹھنڈے مزاج والے کے لئے یہ بہت مفید ہے ۱۲ [ملہ] فوطہ بڑھنے کی ایک اور دوا ہے جو سب سے بہتر ہے تمباکو کے ہرے پتے کا پاؤ بھر پانی موم زرد آدھ پاؤ دونوں کو ملاکر پکالیں اتنا پکائیں کہ پانی جل کر موم رہ جائے پھر اس موم کی ٹکیہ بناکر رکھ لو اور پھر اس کو ذرا گرم کرکے باندھو مجرب ہے۔ ۱۲ [ملہ] مخترع ۱۲ [لله] طب اکبر ۱۲ [للعہ] قانون جلد ۳ صفحہ ۲ کان فیہ بزرج فبدلنا بعاقرقرحا لتضعیف الوزن ہکذا فی بستان المفردات ۱۲

قسموں کے علاج میں زیادہ فرق نہیں - ہر قسم کی علامتیں تفصیل کے ساتھ نہیں بیان کیں - مختصر سا فرق یہ ہے کہ اگر قسم اول ہو خواہ فقط جھلی لٹک آئی ہو یا مع آنت کے اتری ہو تو مشکل سے اوپر کو چڑھتی ہے - اور اگر ریاح ہوں تو ذرا دبانے سے چڑھ جاتی ہے اور اگر پانی ہو تو کسی طرح نہیں چڑھ سکتا اور فوطہ چمکدار معلوم ہوتا ہے اور جلد جلد بڑھتا ہے - لنگوٹ باندھے رہنا جملہ اقسام میں مناسب ہے اور حرکت قوی اور بوجھ اٹھانے اور زیادہ چلّانے اور بادی چیزوں سے پرہیز لازم ہے **فتق** کی اور بھی چند قسمیں ہیں جن کا علاج بلا رائے طبیب کے نہیں ہو سکتا - آنت اترنے کے علاج میں کبھی مسہل کی ضرورت ہوتی ہے اس میں طبیب سے رائے لینا ضروری ہے **فائدہ** کبھی فوطے بڑھ جاتے ہیں اور بدون اس کے کہ آنت اترے یا ریاح آ جائیں یا پانی ہو - علامت اس کی یہ ہے کہ تکلیف مطلق نہ ہو اور نہ فوطوں کی کھال چمکدار ہو نہ دبانے سے سخت معلوم ہوں - **علاج** معجون فلاسفہ کچھ عرصہ تک کھائیں اور پھٹکڑی سفید تیل میں گھسکر لیپ کریں - **دوسرا لیپ** - پنڈول بیس ماشہ - شوکران (ایک بوٹی کا نام ہے) دو ماشہ سرکہ میں خوب پیسکر لیپ کریں (اگر شوکران نہ ملے اجوائن خراسانی ڈالیں) یہ مرض بعض مقامات میں کثرت سے ہوتا ہے اور مشکل سے جاتا ہے - اسلئے مناسب ہے کہ شروع ہی میں علاج کریں اور کچھ عرصہ تک نہ چھوڑیں - **فوطے یا عضو تناسل کا درد** - کبھی ان اعضاء میں درد ہونے لگتا ہے بدون اس کے کہ ورم ہو یا آنت اترے **علاج** ارنڈی کا تیل ملیں کہ اکثر اقسام میں مفید ہے اگر اس سے نہ جائے تو طبیب سے پوچھیں -

فوطوں یا جنگاسوں میں خراش ہو جانا

یہ اکثر پسینے کی شوریت سے ہو جاتا ہے - اسی واسطے گرمی کے موسم میں زیادہ ہو جاتا ہے **علاج** گرم پانی اور صابن سے دھویا کریں تاکہ میل نہ جمے اور سفیدہ کاشغری روغن گل میں ملا کر لگائیں اور اگر خراش بڑھ گیا ہو اور زخم ہو گیا ہو یہ مرہم لگائیں کندر - دم الاخوین - مرمکی - نو نو ماشہ ایلوا مردار سنگ - انزروت سات سات ماشہ باریک پیسکر روغن گل سات تولہ میں ملا کر خوب گھونٹیں کہ مرہم ہو جائے جسکو فوطوں اور جنگاسوں میں پسینہ زیادہ آتا ہو مہندی کا پانی یا ہرے دھنیا کا پانی یا سرکہ پانی میں ملا کر لگایا کرے **عضو تناسل کا ورم** - اگر اس میں سوزش یا تکلیف زیادہ ہو تو سرکہ اور روغن گل ملا کر ملیں اور اگر زیادہ سوزش نہ ہو تو چھوارے کی گٹھلی اور خطمی سرکہ میں گھس کر لگائیں -

قد وقع الفراغ عنہ للخامس عشر من ذیقعدۃ سنہ ۱۳۲۴ فی میرٹھ فالحمد للہ الذی بعزتہ جلالہ تتم الصلحت و صلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ واصحابہ بعدد الکائنات و قع الفراغ عن النظر الثالث السابع والعشرین من الربیع الثانی سنہ ۱۳۳۲ھ فی میرٹھ ایضاً امتثالاً لامر اخی فی اللہ ومحبی المولوی شبیر علی التھانوی مالک اشرف المطابع ومدیر رسالہ النور

عہ حضرت مولانا حکیم محمد مصطفٰے صاحب مقیم شہر میرٹھ	التماس مؤلف عہ	

احقر نے حسب ارشاد حضرت سیدی و مولائی جناب مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ العالی ۱۳۲۴ھ میں مردانہ امراض کے علاج ان چند ورقوں میں لکھے تھے اور یہ رسالہ بہشتی گوہر کے اخیر میں ملحق ہو کر چھپ گیا تھا اس کے بعد بہت جگہ چھپ کر شائع ہوتا رہا خیال ہوتا تھا کہ ایک بار احقر نے نظر ثانی بھی اس پر کی تھی اب ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۲ھ میں پھر اشرف المطابع تھانہ بھون میں چھپا ہے اس دفعہ پھر غور کے ساتھ نظر ڈالی ہے اور بعض بعض جگہ کوئی نسخہ نیا اور کہیں بطور حاشیہ کچھ بڑھایا ہے - ان اضافات کے ساتھ نظر ثالث کا لفظ بڑھا دیا ہے تاکہ جس کے پاس پہلے کا چھپا ہوا یہ رسالہ ہو وہ بھی ان کو نقل کر لیں - فقط - عہ قادری ۱۲

بہشتی جوہر ضمیمہ بہشتی گوہر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ وصلی اللّٰہ تعالیٰ علٰی خیرِ خلقہٖ سیّدِنا محمّدٍ وّاٰلِہٖ وسلم اجمعین ؕ

موت اور اس کے متعلقات اور زیارت قبور کا بیان

فرمایا (۱) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کثرت سے موت کو یاد کرو اسلئے کہ وہ یعنی موت کا یاد کرنا گناہوں کو دور کرتا ہے اور دنیائے مذموم اور غیر مطلوب اور فضول سے بیزار کرتا ہے یعنی جب انسان موت کو بکثرت یاد کریگا تو دنیا میں جی نہ لگے گا اور طبیعت دنیا کے سامان سے نفرت کرے گی اور زاہد ہو جائیگا اور آخرت کی طلب اور وہاں کی نعمتوں کی خواہش اور وہاں کے عذاب دردناک کا خوف ہوگا۔ پس ضرور ہے کہ نیک اعمال میں ترقی کریگا اور معاصی سے بچیگا اور تمام نیکیوں کی جڑ زہد ہے یعنی دنیا سے بیزار رہنا۔ جبتک دنیا سے اور اس کی زینت سے علاقہ ترک نہ ہوگا پوری توجہ اللہ کی طرف نہیں ہوسکتی، اور بارہا عرض کیا جاچکا ہے کہ امور ضروریہ دنیا دیہ جو موقوف علیہا ہیں عبادت کے وہ مطلوب ہیں اور دین میں داخل ہیں لہذا اس مذمت سے وہ خارج ہیں بلکہ جس دنیا کی مذمت کی جاتی ہے اس سے وہ چیزیں مراد ہیں جو حق تعالیٰ سے غافل کریں گو کسی درجہ میں بھی جس درجہ کی غفلت ہوگی اسی درجہ کی مذمت ہوگی۔ پس معلوم ہوا کہ موت کی یاد اور اس کا دھیان رکھنا اور اس نازک اور عظیم الشان سفر کیلئے توشہ تیار کرنا ہر عاقل پر لازم ہے دوسری **حدیث**[۲] میں آیا ہے کہ جو بیس[۲] بار روزانہ موت کو یاد کرے تو درجہ شہادت پاویگا سو اگر تم اس کو یاد کروگے تونگری کی حالت میں تو وہ (یاد کرنا) اس غنا کو گرادیگا۔ یعنی جب غنی آدمی موت کا دھیان رکھیگا تو اس غنا کی اس کے نزدیک وقعت نہ رہے گی جو باعث غفلت ہے کیونکہ یہ سمجھے گا کہ عنقریب یہ مال مجھ سے جدا ہونیوالا ہے اس سے علاقہ پیدا کرنا کچھ نافع نہیں بلکہ مضر ہے کیونکہ محبوب کا فراق باعث اذیت ہوتا ہے۔ ہاں وہ کام کریں جو وہاں کام آئے جہاں ہمیشہ رہنا ہے پس ان خیالات سے مال کا کچھ بُرا اثر نہ پڑے گا اور اگر تم اسے فقر اور تنگی کی حالت میں یاد کروگے تو وہ (یاد کرنا) تم کو راضی کردے گا تمہاری بسر اوقات سے یعنی جو کچھ تمہاری تھوڑی سی معاش ہے اسی سے راضی ہو جاؤ گے کہ چند روزہ قیام ہی پھر کیوں غم کریں اسکا عوض حق تعالیٰ عنقریب نہایت عمدہ مرحمت فرمائینگے۔ **فرمایا** (۳) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک زمین البتہ پکارتی ہے کہ ہر دن ستر بار اے بنی آدم کھالو جو چاہو اور جس چیز سے رغبت کرو پس خدا کی قسم البتہ میں ضرور تمہارے گوشت اور تمہارے پوست کھاؤنگی۔ اور اگر شبہ ہو کہ ہم تو آواز زمین کی سنتے نہیں تو ہم کو کیا فائدہ۔ جواب یہ ہے کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے ارشاد عالی سے جب یہ معلوم ہوگیا کہ زمین اس طرح

[۱] رواہ ابن ابی الدنیا عن انس مرفوعاً ۱۲ کذا فی کنز العمال [۲] رواہ الترمذی والحکیم عن ثوبان مرفوعاً ۱۲

کہتی ہے تو جیسے زمین کی آواز سے دنیا دل پر سرد ہو جاتی ہے اسی طرح اب بھی اثر ہونا چاہئے کسی چیز کے علم کے واسطے یہ کیا ضرور ہے کہ اس کی آواز ہی سے علم ہو بلکہ مقصود تو اس کا علم ہوتا ہے خواہ کسی طریق سے ہو۔ مثلاً کوئی شخص دشمن کے لشکر کو آتا دیکھ کر جیسا گھبراتا ہے اور اُس سے مدافعت کے سامان کرتا ہے اسی طرح کسی معتبر شخص کے خبر دینے سے بھی گھبراتا ہے کیونکہ دونوں صورتوں میں اس کو دشمن کے لشکر کا آنا معلوم ہو گیا جو گھبرانے اور مدافعت کے سامان کا باعث ہے اور کوئی مخبر جناب رسالتمآب علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر بلکہ آپکے برابر بھی نہیں ہو سکتا پس جب اور لوگوں کے کہنے کا اعتبار کیا جاتا ہے تو آپ کے فرمودہ کا تو بطریق اولیٰ اعتبار ہونا چاہئے کیونکہ آپ نہایت سچے ہیں حدیث میں ہے کفی بالموت واعظا وبالیقین غناد ترجمہ یہ ہے کہ کافی ہے موت باعتبار واعظ ہونے کے (یعنی موت کا وعظ کافی ہے کہ جو شخص اس کی یاد رکھے۔ اس کو دنیا سے بے رغبت کرنے کے لئے اور کسی چیز کی حاجت نہیں اور کافی ہے یقین روزی ملنے کا باعتبار غنا کے یعنی جب انسان کو حق تعالیٰ کے وعدہ پر یقین ہے کہ ہر ذی حیات کو اس اندازہ سے جو اس کے حق میں بہتر ہے رزق ضرور دیا جاتا ہے تو یہ کافی غنی ہے۔ ایسا شخص کبھی پریشان نہیں ہو سکتا بلکہ جو مال سے غنا حاصل ہوتا ہے اس سے یہ اعلیٰ ہے کہ اس کو فنا نہیں اور مال کو فنا ہے کیا معلوم ہی کہ جو مال اس وقت موجود ہے وہ کل کو بھی باقی رہے گا یا نہیں اور خداوند کریم کے وعدہ کو بقا ہے جس قدر کہ رزق موعود ہے ضرور ملے گا خوب سمجھ لو۔ **حدیث** (۴) میں ہے کہ جو شخص پسند کرتا ہے حق تعالیٰ سے ملنا تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے وصال چاہتے ہیں اور جو حق تعالیٰ سے ملنا ناپسند کرتا ہے اور دنیا کے مال وجاہ اور ساز و سامان سے جدائی نہیں چاہتا تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا ناپسند فرماتے ہیں اور ظاہر ہے کہ بغیر موت کے خدائے تعالیٰ سے ملاقات غیر ممکن ہے پس موت چونکہ ذریعہ ملاقات محبوب حقیقی ہے لہذا مؤمن کو محبوب ہونی چاہئے اور ایسے سامان پیدا کرے جس سے موت ناگوار نہ ہو یعنی نیک اعمال کرے تاکہ بہشت کی خوشی میں موت محبوب معلوم ہو اور معاصی سے اجتناب کرے تاکہ موت مبغوض نہ معلوم ہو کیونکہ گنہگار کو بوجہ خوف عذاب شدید موت سے نفرت ہوتی ہے اسلئے کہ موت کے بعد عذاب ہوتا ہے اور نیک بخت کو بھی گو عذاب کا خوف ہوتا ہے اور جنت کی بھی امید ہوتی ہے مگر تجربہ ہے کہ نیک بخت کو باوجود اس دہشت کے موت سے نفرت نہیں ہوتی اور پریشانی نہیں ہوتی اور امید کا اثر بمقابلہ خوف کے غالب ہو جاتا ہے اور اسی طرح یہ بھی تجربہ ہے کہ کافر و فاسق پر اثر امید غالب نہیں ہوتا اسلئے وہ موت سے نہایت گھبراتا ہے۔ **حدیث** (۵) میں ہے جو نہلاوے مردے کو پس ڈھک لے اس کو (یعنی کوئی بری بات مثلاً صورت بگڑ جانا وغیرہ ظاہر ہو اور اس کے متعلق پورے احکام بہشتی زیور حصہ دوم میں گذر چکے ہیں وہاں ضرور دیکھ لینا چاہئے) چھپا لیگا اللہ تعالیٰ اس کے گناہ (یعنی آخرت میں گناہوں کی وجہ سے اس کو رسوائی نہ ہوگی) اور جو کفن دے مردے کو تو اللہ تعالیٰ اس کو سندس (جو ایک باریک ریشمین کپڑے کا نام ہے) پہناویگا آخرت میں۔

[illegible] کنز العمال ج ۸ صفحہ ۲۰۷ [illegible]

بعضے جاہل مردے کے کام سے ڈرتے ہیں اور اس کو منحوس سمجھتے ہیں۔ یہ سخت بیہودہ بات ہے کیا ان کو مرنا نہیں چاہئے کہ خوب مردے کی خدمت کو انجام دے اور ثواب جزیل حاصل کرے اور اپنا مرنا یاد کرے کہ اگر ہم سے بھی لوگ ایسے بچیں جیسے کہ ہم بچتے ہیں تو ہمارے جنازہ کی کیا کیفیت ہوگی اور عجب نہیں کہ حق تعالیٰ بدلہ دینے کو اس کو ایسے ہی لوگوں کے حوالہ کردیں۔ حضرت علی رضؓ فرماتے ہیں کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو غسل دے مردے کو اور اسے کفن دے اور اس کے حنوط لگائے (حنوط ایک قسم کی مرکب خوشبو کا نام ہے اسکے بجائے کافور بھی کافی ہے) اور اٹھائے اس کے (جنازہ) کو اور اس پر نماز پڑھے اور نہ افشا کرے اس کی وہ (بُری) بات جو دیکھے اس سے۔ دور ہوجائے گا اپنے گناہوں سے اس طرح جیسے کہ اس دن جب کہ اس کی ماں نے اس کو جنا تھا (گناہوں سے) دور تھا (یعنی صغائر معاف ہوجائیں گے) علیؑ ما قال۔ **حدیث** (۹) میں ہے جو نہلاوے مردے کو پس چھپالے اس کے (عیب) کو تو اس کے چالیس کبیرہ (یعنی صغائر میں جو بڑے صغائر ہیں) گناہ معاف کردیئے جائیں گے اور جو اسے کفن دے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا سندس اور استبرق پہناوے گا اور جو میت کیلئے قبر کھودے پس اس کو اس میں دفن کرے جاری فرمائیگا اللہ تعالیٰ اس شخص کے لئے اس قدر اجر جو مثل اس مکان کے ثواب کے ہوگا جس میں قیامت تک اس شخص کو رکھتا (یعنی اس کو اس قدر اجر ملیگا جتنا کہ اس مردے کو رہنے کے لئے قیامت تک مکان عاریت دینے کا اجر ملتا۔ واضح ہو کہ جس قدر فضیلت اور ثواب مردے کی خدمت کا اس وقت تک بیان کیا گیا سب اس صورت میں ہے جبکہ محض اللہ تعالیٰ کے واسطے خدمت کی جائے ریا اجرت وغیرہ مقصود نہ ہو اور اگر اجرت لی تو ثواب نہ ہوگا۔ اگرچہ اجرت لینا جائز ہے گناہ نہیں۔ مگر جواز اجرت امر دیگر ہے اور ثواب امر دیگر۔ اور تمام دینی کام جو اجرت لیکر کئے جاتے ہیں بعضے تو ایسے ہیں جن پر اجرت لینا حرام ہے اور ان کا ثواب بھی نہیں ہوتا اور بعضے ایسے ہیں جن پر اجرت لینا جائز ہے اور وہ مال حلال ہے مگر ثواب نہیں ہوتا۔ خوب تحقیق کرکے اس پر عملدرآمد کرنا چاہئے۔ یہ موقعہ تفصیل کا نہیں ہے مگر ان امور کے متعلق ایک مفید ضروری بات عرض کرتا ہوں تاکہ اہل بصیرت کو تنبہ ہو وہ یہ ہے کہ جن اعمال دینیہ پر اجرت لینا جائز ہے ان کے کرنے سے بالکل ثواب نہیں ملتا مگر بچند شروط ثواب بھی ملیگا خوب غور سے سُنو۔ کوئی غریب آدمی جس کی بسر اوقات اور نفقات واجبہ کا سوائے اس اجرت کے اور کوئی ذریعہ نہیں وہ بقدر حاجت ضروریہ دینی کام کرکے اجرت لے اور یہ خیال کرے سچی نیت سے کہ اگر ذریعہ معیشت کوئی اور ہوتا تو میں ہرگز اجرت نہ لیتا اور حسبۃً للہ کام کرتا۔ یا اب حق تعالیٰ کوئی ذریعہ ایسا پیدا کردیں تو میں اجرت چھوڑ دوں اور مفت کام کروں تو ایسے شخص کو دینی خدمت کا ثواب ملے گا کیونکہ اس کی نیت اشاعت دین ہے مگر معاش کی ضرورت مجبور کرتی ہے اور چونکہ طلب معاش بھی ضروری ہے اور اس کا حاصل کرنا بھی ادائے حکم الٰہی ہے اس لئے اس نیت یعنی تحصیل معاش کا بھی ثواب ملے گا اور نیت بخیر ہونے سے یہ دونوں ثواب ملیں گے۔ مگر ان قیود پر نظر غائر کرکے

ف رواہ النسائی فی کنز العمال صفحہ ۲۸ ج ۸ ۱۲ ف سندس باریک ریشم ۱۲

عمل کرنا چاہئے۔ خواہ مخواہ کے خرچ بڑھا لینا اور غیر ضروری اخراجات کو ضروری سمجھ لینا اور اس پر حیلہ کرنا اس عالم غیب کے ہاں نہیں چلیگا وہ دل کے ارادوں سے خوب واقف ہے۔ یہ تدقیق نہایت تحقیق کے ساتھ قلمبند کی گئی ہے اور ماخذ اس کا شامی وغیرہ ہے اور ظاہر ہے کہ جس میں توکل کے شرائط جمع ہوں اور پھر وہ نیک کام پر اُجرت لے تو وہ ان تینوں کو بھی جمع کرلے جن کے اجتماع سے ثواب تحریر ہوا ہے تب بھی اس کو گو ثواب ملیگا مگر توکل کی فضیلت فوت ہوجائے گی۔ تامل فانہ دقیق۔ مسلمانوں کو خصوصًا ان میں سے اہل علم کو اس بات میں خاص توجہ و احتیاط کی ضرورت ہے کہ خالق اکبر کے دین کی خدمت کرکے اس کی رضا حاصل نہ کرنا اور بغیر کسی سخت مجبوری کے ایک منفعت قلیلہ عاجلہ پر نظر کرنا کیا حق تعالیٰ کے ساتھ کسی درجہ کی بے مروتی نہیں ہے۔ ہمارا کام ترغیب اور دفع مغالطہ ہے اور امور مباحہ میں تضییق کا ہم کو حق حاصل نہیں ہے مگر اتنا ضرور کہیں گے کہ ثواب کی ہم سب کو سخت حاجت ہے فمن شاء فلیقلل ومن شاء فلیکثر واللہ تعالیٰ اعلم بقلوب عبادہ وکفیٰ بہ خبیرا بصیرا حدیث میں ہے کہ پہلا تحفہ مومن کا یہ ہے کہ گناہ بخشدئے جاتے ہیں اس شخص کے جو اس کے (جنازے) کی نماز پڑھتا ہے[1] یعنی صغیرہ گناہ علی ما قالوا۔ **حدیث** (۷) میں ہے کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ وہ مرجائے اور اس (کے جنازے) پر تین صفیں مسلمانوں کی نماز پڑھیں مگر واجب[2] کرلیا (اس نے جنت کو یعنی اس کی بخشش ہوجاوے گی)۔ **حدیث** (۸) میں ہے کہ نہیں ہے کوئی ایسا مسلمان کہ وہ مرجائے پس کھڑے ہوں یعنی نماز پڑھیں اس (کے جنازے) پر چالیس مرد ایسے جو شرک نہ کرتے ہوں خدا تعالیٰ کے ساتھ مگر بات یہ ہے کہ وہ (نماز پڑھنے والے) شفاعت قبول کئے جائینگے اس (مردے) کے بات[3] میں (یعنی جنازے کی نماز جو حقیقت میں دعاء میت کے لئے قبول کرلی جاوے گی اور اس مردے کی بخشش ہوجاوے گی۔ **حدیث** (۹) میں ہے کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں جس (کے جنازے) پر ایک جماعت نماز پڑھے مگر یہ بات ہے کہ وہ (لوگ) شفاعت قبول کئے جائیں گے اُس (میت) کے بارے[4] میں۔ حدیث[9] میں ہے کہ نہیں ہے کوئی مردہ کہ اس پر ایک جماعت مسلمانوں کی نماز پڑھے (جو عدد میں) سو ہوں پس سفارش کریں وہ (نماز یعنی دعا پڑھیں)، اس کے لئے مگر یہ بات ہے کہ وہ سفارش قبول کئے جائیں گے اس کے بارے میں (یعنی ان کی دعا قبول ہوگی اور اس مردے کی مغفرت[5] ہوجاوے گی)۔ **حدیث** (۱۰) میں ہے جو اٹھاوے چاروں طرفین چارپائی (جنازے کی)، تو اس کے چالیس کبیرہ گناہ بخشدئے[6] جائیں گے (اس کی تحقیق اوپر گذر چکی ہے)، **حدیث** (۱۱) میں ہے افضل اہل جنازہ کا (یعنی جو جنازے کے ہمراہ ہوتے ہیں ان میں وہ ہے جو اُن میں بہت زیادہ ذکر (اللہ تعالیٰ) کرے اس جنازے کے ساتھ اور جو نہ بیٹھے یہانتک کہ جنازہ (زمین پر رکھدیا) جائے اور زیادہ پورا کرنے والا پیمانہ (ثواب) کا وہ ہے جو تین بار اس پر مٹھی بھر خاک ڈالے (یعنی ایسے شخص کو خوب ثواب ملے گا۔ **حدیث** (۱۲) میں ہے کہ اپنے مردوں کو نیک قوم کے درمیان میں دفن کرو اسلئے کہ بیشک مردہ اذیت پاتا ہے بوجہ بُرے پڑوسی کے

[1] رواہ الحکیم عن انس مرفوعًا کذا فی کنز العمال ج ۸ ص ۸۳ ۱۲ [2] رواہ احمد وابوداؤد وکذا فی کنز العمال ۱۲ [3] رواہ احمد وابوداؤد ۱۲ [4] رواہ احمد وغیرہ ۱۲

[5] رواہ مسلم وغیرہ ۱۲ [6] رواہ ابن عساکر ۱۲ [7] غنیۃ کرواسطے یہ صیغہ بالکسر ہے فرق ہے ۱۲

یعنی فاسقوں یا کافروں کی قبروں کے درمیان ہونے سے مردے کو تکلیف ہوتی ہے اور صورت اذیت کی یہ ہے کہ فساق وکفار پر جو عذاب ہوتا ہے اور وہ اس کی وجہ سے روتے اور چلاتے ہیں اس واویلا کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے جیسا کہ اذیت پاتا ہے زندہ بوجہ برے پڑوسی کے **حدیث** میں ہے کہ جنازے کے ہمراہ کثرت سے لاالہ الااللہ پڑھو۔ جنازے کے ہمراہ اگر ذکر کرے تو آہستہ کرے اسلئے کہ زور سے ذکر کرنا جنازے کے ساتھ شامی میں مکروہ لکھا ہے۔ **صحیح حدیث** میں ہے جس کو حاکم نے روایت کیا ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نے تم کو منع کیا تھا قبروں کی زیارت سے ایک خاص وجہ سے جو اب باقی نہیں رہی۔ آگاہ ہوجاؤ پس اب زیارت کرو اُن کی یعنی قبروں کی اسلئے کہ وہ زیارت قبور دل کو نرم کرتی ہے اور دل کی نرمی سے نیکیاں عمل میں آتی ہیں اور رُلاتی ہر آنکھ کو اور یاد دلاتی ہے آخرت کو اور تم نہ کہو کوئی غیر مشروع بات قبر پر۔ **حدیث** میں ہے میں نے تم کو منع کیا تھا قبروں کی زیارت سے پس (اب) ان کی زیارت کرو اسلئے کہ وہ زیارت بے رغبت کرتی ہے دنیا سے اور یاد دلاتی ہے آخرت کو۔ زیارت قبور سنت ہے اور خاص کر جمعہ کے روز اور حدیث میں ہے کہ جو ہر جمعہ کو والدین کی یا والد یا والدہ کی قبر کی زیارت کرے تو اس کی مغفرت کی جائیگی اور وہ خدمتگذار والدین کا لکھ دیا جائے گا (نامۂ اعمال میں) رواہ البیہقی مرسلاً۔ مگر قبر کا طواف کرنا۔ بوسہ لینا منع ہے۔ خواہ کسی نبی کی قبر ہو یا ولی یا کسی کی ہو اور قبروں پر جا کر اول اس طرح سلام کرے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ وَاَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ۔ جیسا کہ ترمذی اور طبرانی میں یہ الفاظ سلام موتی کے لئے آئے ہیں اور قبلہ کی طرف پشت کرکے اور میت کی جانب منہ کرکے قرآن مجید پڑھے جس قدر ہوسکے۔ حدیث میں ہے کہ جو قبروں پر گذرے اور سورۂ اخلاص گیارہ بار پڑھ کر مردے کو بخشے تو موافق شمار مردوں کے اس کو بھی ثواب دیا جائیگا۔ نیز حدیث میں ہے کہ جو قبرستان میں داخل ہو پھر سورۃ الحمد اور سورہ اخلاص اور سورۃ تکاثر پڑھ کر اس کا ثواب اہل قبرستان کو بخشے۔ مردے اس کی شفاعت کریں گے اور نیز حدیث میں ہے کہ جو کوئی سورہ یٰسین قبرستان میں پڑھے تو مردوں کے عذاب میں اللہ تعالیٰ تخفیف فرمائیگا اور پڑھنے والے کو بشمار ان مردوں کے ثواب ملیگا۔ یہ تینوں حدیثیں مع سند ذیل میں عربی میں لکھدی ہیں **حدیث** میں ہے کہ نہیں ہے کوئی مرد کہ گذرے کسی ایسے شخص کی قبر پر جسے وہ دنیا میں پہچانتا تھا۔ پھر اس پر سلام کرے مگر یہ بات ہے کہ وہ میت اس کو پہچان لیتا ہے اور اس کو سلام کا جواب دیتا ہے (گو اس جواب کو سلام کرنیوالا نہیں سنتا)

(۱) اخرج ابو محمد السمرقندی فی فضائل قل ھو اللہ احد عن علی مرفوعاً من مر علی المقابر وقرأ قل ھو اللہ احد احد عشرۃ مرۃ ثم وھب اجرہ للاموات اعطی من الاجر بعدد

(۱) قل ہو اللہ شریف کے فضائل میں ابو محمد سمرقندی حضرت علی رض سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں جو شخص قبرستان میں گذرے وہ گیارہ مرتبہ اس سورہ شریف کو پڑھ کر اہل قبور کو اسکا ثواب

الاموات (۲) اخرج ابو القاسم سعد بن علی الزنجانی فی فوائده عن ابی هریرة مرفوعا من دخل المقابر ثم قرأ فاتحة الکتاب وقل هو اللہ احد والهکم التکاثر ثم قال اللهم انی جعلت ثواب ماقرأت من کلامک لاهل المقابر من المومنین والمؤمنات کانوا شفعاء له الی اللہ تعالی (۳) اخرج عبد العزیز صاحب الخلال بسنده عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من دخل المقابر فقرأ سورة یٰس خفف اللہ عنهم وکان له بعدد من فیها حسنات هذه الاحادیث اوردها الامام السیوطی فی شرح الصدور بشرح احوال الموتی والقبور ص۱۲۳ مطبوعہ مصر قال المعلق علی رسالة بهشتی گوهر الحدیث الاول والثالث یدلان ظاهرا علی ان الثواب الحاصل من الاحیاء للاموات یصل الیهم علی السواء لا یتجزی تامل۔

بخشدے تو پڑھنے والے کو اتنا ثواب ملیگا جس قدر مردے کہ اس قبرستان میں دفن ہیں (۲) ابو القاسم سعد بن علی زنجانی حضرت ابوہریرہ سے مرفوعًا اسکے فضائل میں بیان کرتے ہیں کہ جو شخص قبرستان میں جائے اور سورۂ الحمد اور قل ہو اللہ احد اور الھکم التکاثر پڑھے اور کہے الٰہی میں نے اس پڑھنے کا ثواب اس قبرستان کے مسلمان مرد عورتوں کو بخشا تو وہ سب مردے روز جزا اس کی شفاعت کریں گے (۳) عبد العزیز صاحب خلال نے بروایت حضرت انس بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قبرستان میں آئے پھر سورہ یٰسین پڑھے اس قبرستان کے جن مردوں پر عذاب ہو رہا ہے خدا تعالی اسمیں تخفیف فرما دیتے ہیں اور پڑھنے والے کو اتنا ثواب ہوتا ہے جسقدر مردے اس قبرستان میں ہیں ان احادیث کو امام سیوطیؒ نے کتاب شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور ص۱۲۳ طبع مصر میں بیان کیا ہے۔ بہشتی گوہر کا محشی کہتا ہے کہ حدیث اول وثالث بظاہر اس پر دلالت کرتی ہیں کہ ثواب زندوں کی طرف سے مردوں کو بغیر تقسیم کے برابر ملتا ہے۔ صاحب ترتیب نور محمدی اس کی توضیح میں کہتا ہے کہ مطلب اس قبرستان کے مردوں کے برابر ثواب ملنے سے یہ ہے کہ ثواب بخشنے والے نے ایک نیکی کی ہے اسکے معاوضے میں اس کو اس قبرستان کے تمام مدفون مردوں کی تعداد کے برابر نیکیاں ملیں گی۔ کیونکہ خداوند تعالی حسب اپنی رحمت سے مدفون مردوں کو ثواب بغیر تقسیم کئے پورا عنایت فرمائینگے تو پڑھنے والے کیلئے بھی جزا اس طرح ملے گی گویا اس نے ہر مردے کیلئے علیحدہ علیحدہ پڑھ کر ثواب بخشا ہے ۱۲

مسائل

سوال(۱) جماعت میں امام کے قرأت شروع کرنے کے بعد کوئی شخص آکر شریک ہو تو اب اس کو ثنا یعنی سبحانک اللہم پڑھنا چاہیئے یا نہیں اگر چاہیئے تو نیت باندھنے کے ساتھ ہی یا کس وقت۔ جواب نہیں پڑھنا چاہئیے۔ سوال(۲) کوئی شخص رکوع میں امام کے ساتھ شریک ہوا اب رکعت تو اس کو مل گئی مگر ثنا فوت ہوئی۔ اب اس کو دوسری رکعت میں ثنا پڑھنی چاہیئے یا کسی اور رکعت میں یا ذمے سے ساقط ہوگئی۔ جواب کہیں نہ پڑھے۔ سوال(۳) رکوع کی تسبیح سہو سے سجدے میں کہی یعنی بجائے سبحان ربی الاعلی کے سبحان ربی العظیم کہتا رہا یا برعکس اس کے تو سجدۂ سہو تو نہ ہوگا یا نماز میں کوئی خرابی تو نہ ہوگی جواب اس سے ترک سنت ہوا اس سے سجدۂ سہو لازم نہیں آتا۔ سوال(۴) رکوع کی تسبیح سجدہ سہو میں کہہ چکا تھا اور پھر سجدہ ہی میں خیال آیا کہ یہ رکوع کی تسبیح ہے تو اب سجدے کی

تسبیح یاد آنے پر کہنا چاہئے یا رکوع کی تسبیح کافی ہوگی۔ جواب اگر امام یا منفرد ہے تو تسبیح سجدے کی کہلے اور اگر مقتدی ہے تو امام کے ساتھ اٹھ کھڑا ہو۔ سوال (۵) نماز میں جمائی جب نہ رکے تو منہ میں ہاتھ دے لینا چاہئے یا نہیں۔ جواب جب ویسے نہ رکے تو ہاتھ سے روک لینا جائز ہے۔ سوال (۶) ٹوپی اگر سجدے میں گر پڑے تو اسے پھر ہاتھ سے اٹھا کر سر پر رکھ لینا چاہئے یا ننگے سر نماز پڑھے۔ جواب سر پر رکھ لینا بہتر ہے اگر عمل کثیر کی ضرورت نہ پڑے۔ سوال (۷) نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد جب کوئی سورت شروع کرے تو بسم اللہ کہہ کر شروع کرے اگر دور کوع والی سورت پڑھے تو شروع سورت پر بسم اللہ کہی اور دوسری رکعت میں جب اسی سورت کا دوسرا رکوع شروع کرے تو بسم اللہ کہے یا نہیں۔ جواب۔ سورۃ کے شروع میں مندوب ہے اور رکوع پر نہیں۔ واللہ اعلم (کتبہ اشرف علی تھانویؒ)

مسئلہ (۱) امام کو بغیر کسی ضرورت کے محراب کے سوا اور کسی جگہ مسجد میں کھڑا ہونا مکروہ ہے مگر محراب میں کھڑے ہونے کے وقت پیر باہر ہونے چاہئیں۔ مسئلہ (۲) جو دعوت نام آوری کے لئے کی جائے تو اس کا قبول نہ کرنا بہتر ہے۔ مسئلہ (۳) گواہی پر اجرت لینا حرام ہے لیکن گواہ کو بقدر ضرورت اپنے اور اپنے اہل و عیال کے خرچ لے لینا جائز ہے بقدر اس وقت کے جو صرف ہوا ہے جبکہ اسکے پاس کوئی ذریعہ معاش نہ ہو۔ مسئلہ (۴) اگر مجلس دعوت میں کوئی امر خلاف شرع ہو سو اگر وہاں جانے کے قبل معلوم ہو جائے تو دعوت قبول نہ کرے البتہ اگر قوی امید ہو کہ میرے جانے سے بوجہ میری شرم اور لحاظ کے وہ امر موقوف ہو جائیگا تو جانا بہتر ہے اور اگر معلوم نہ تھا اور چلا گیا اور وہاں جا کر دیکھا۔ سو اگر یہ شخص مقتدائے دین ہے تب تو لوٹ آئے اور اگر مقتدا نہیں عوام الناس سے ہے سو اگر عین کھانے کے موقع پر وہ امر خلاف شرع ہے تو وہاں نہ بیٹھے اور اگر دوسرے موقع پر ہے تو خیر بمجبوری بیٹھ جائے اور بہتر ہے کہ صاحب مکان کو فہمائش کرے اور اگر اس قدر ہمت نہ ہو تو صبر کرے اور دل سے اسے برا سمجھے اور اگر کوئی شخص مقتدائے دین نہ ہو لیکن ذی اثر و صاحب وجاہت ہو کہ لوگ اسکے افعال کا اتباع کرتے ہوں تو وہ بھی اس مسئلہ میں مقتدائے دین کے حکم میں ہے۔ مسئلہ (۵) بعض سودی بنکوں میں روپیہ امانۃً جمع کر دیتے ہیں اور اس کا نفع نہیں لیتے سو چونکہ بالیقین بنک میں روپیہ بعینہ محفوظ نہیں رہتا کاروبار میں لگا رہتا ہے اسلئے وہ امانت نہیں رہتا بلکہ قرض ہو جاتا ہے اور گو اس شخص نے سود نہیں لیا مگر سود لینے والوں کی اعانت قرض سے کی اور اعانت گناہ کی گناہ ہے اسلئے روپیہ داخل کرنا بھی درست نہیں یعنی یہ جمع کرنا بھی ایسا ہی ہے جیسے سود لینے کیلئے جمع کرنا (ق) مسئلہ (۶) جو شخص پاخانہ پھر رہا ہو یا پیشاب کر رہا ہو تو اس کو سلام کرنا حرام ہے اور اس کا جواب دینا بھی جائز نہیں۔ مسئلہ (۷) اگر کوئی شخص چند لوگوں میں کسی کا نام لیکر اس کو سلام کرے مثلاً یوں کہے السلام علیک یا زید تو جس کو سلام کیا ہے اسکے سوا کوئی اور جواب دیوے تو وہ جواب نہ سمجھا جائے گا اور جس کو سلام کیا ہے اسکے ذمہ جواب فرض باقی رہیگا اگر جواب نہ دے گا تو گنہگار ہوگا مگر اس طرح سلام کرنا خلاف سنت ہے سنت کا طریق یہ ہے کہ جماعت میں کسی کو خاص نہ کرے اور السلام علیکم کہے (مؤلف) اور اگر کسی ایک ہی شخص کو سلام کرنا ہو جب بھی یہی لفظ استعمال کرے اور اسی طرح جواب میں بھی خواہ جواب جس کو دیا جاتا ہے ایک ہی شخص ہو یا زیادہ ہوں وعلیکم السلام کہنا چاہئے۔ مسئلہ (۸) سوار کو پیدل چلنے والے پر سلام کرنا چاہئے اور جو کھڑا ہو وہ

بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے سے لوگ بہت سے لوگوں کو سلام کریں اور چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔ اور ان سب صورتوں میں اگر بالعکس کرے مثلاً بہت سے لوگ تھوڑوں کو یا بڑا چھوٹے کو سلام کرے تو یہ بھی جائز ہے مگر بہتر وہی ہے جو پہلے بیان ہوا دق۔ **مسئلہ ۹** غیر محرم مرد کیلئے کسی جوان یا درمیانی عمر کی عورت کو سلام کرنا ممنوع ہے اسی طرح خطوں میں لکھ کر بھیجنا یا کسی کے ذریعہ سے کہلا کر بھیجنا اور اسی طرح نامحرم عورتوں کے لئے مردوں کو سلام کرنا بھی ممنوع ہے اسلئے کہ ان صورتوں میں سخت فتنہ کا اندیشہ ہے اور فتنہ کا سبب بھی فتنہ ہوتا ہے۔ ہاں اگر کسی بڈھی عورت کو یا بڈھے مرد کو سلام کیا جائے تو مضائقہ نہیں مگر غیر محارم سے ایسے تعلقات رکھنا ایسی حالت میں بھی بہتر نہیں۔ ہاں جہاں کوئی خصوصیت اس کی مقتضی ہو اور احتمال فتنہ کا نہ ہو تو وہ اور بات ہے۔ **مسئلہ ۱۰** جبتک کوئی خاص ضرورت نہ ہو کافروں کو نہ سلام کرے اور اسی طرح فاسقوں کو بھی اور جب کوئی حاجت ضروری ہو تو مضائقہ نہیں اور اگر اسکے سلام اور کلام کرنے سے ان کے ہدایت پر آنے کی امید ہو تو بھی سلام کرے۔ **مسئلہ ۱۱** جو لوگ علمی مذاکرہ کر رہے ہوں یعنی مسائل کی گفتگو کرتے ہوں۔ پڑھتے پڑھاتے ہوں یا ان میں سے ایک علمی گفتگو کر رہا ہو اور باقی سن رہے ہوں تو ان کو سلام نہ کرے اگر کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ اور اسی طرح تکبیر اور اذان کے وقت بھی (مؤذن یا غیر مؤذن کو) سلام کرنا مکروہ ہے اور صحیح یہ ہے کہ ان تینوں صورتوں میں جواب بھی نہ دے۔

ضمیمہ ثانیہ بہشتی گوہر مسماۃ بہ تعدیل حقوق الوالدین

از جانب محشی بہشتی گوہر التماس ہے کہ یہ مضمون جو بعنوان ضمیمہ ثانیہ درج کیا جاتا ہے حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا تحریر فرمودہ ہے جس میں والدین کے حقوق کی تحقیق و تفصیل کی گئی ہے۔ ہر چند کہ بہشتی زیور حصہ پنجم میں بضمن حقوق۔ حقوق والدین کا بھی اجمالی تذکرہ آچکا ہے لیکن چونکہ وہ مشترک تھا عورتوں اور مردوں کے درمیان اور اس موجودہ مضمون کا تعلق زیادہ مردوں سے ہے اسلئے بہشتی گوہر میں اس کا ملحق کرنا مناسب معلوم ہوا پس اس کو حصۂ پنجم بہشتی زیور کا تتمہ سمجھنا چاہیے اور مضمون مذکور یہ ہے:۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ قال اللہ تعالیٰ ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل۔ الآیۃ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتے ہیں کہ امانتیں امانت والوں کو ادا کرو اور جب تم لوگوں میں حکم کرو انصاف سے حکم کرو ۱۲۔ اس آیت کے عموم سے دو حکم مفہوم ہوئے ایک یہ ہے کہ اہل حقوق کو اُن کے حقوق واجبہ کا ادا کرنا واجب ہے دوسرے یہ کہ ایک حق کے لئے دوسرے شخص کا حق ضائع کرنا ناجائز ہے ان دونوں حکم کلی کے متعلقات میں سے وہ خاص دو جزئی مواقع بھی ہیں جن کے متعلق اس وقت تحقیق کرنے کا قصد ہے ایک ان میں سے والدین کے حقوق واجبہ وغیر واجبہ کی تعیین ہے دوسرے والدین کے حقوق اور زوجہ یا اولاد کے حقوق میں تعارض و تزاحم کے وقت ان حقوق کی تعدیل ہے اور ضرورت اس تحقیق کی یہ ہوئی کہ واقعات غیر محصورہ سے معلوم ہوا کہ جس طرح بعض بے قید لوگ والدین کے حق میں تفریط کرتے ہیں اور ان کے وجوب اطاعت کی نصوص کو نظر انداز

کرتے ہیں اور ان کے حقوق کا وبال اپنے سر لیتے ہیں۔ اسی طرح بعضے دیندار والدین کے حق میں افراط کرتے ہیں جس سے دوسرے صاحب حق کے حقوق مثلاً زوجہ کے یا اولاد کے تلف ہوتے ہیں اور اُن کے وجوب رعایت کی نصوص کو نظر انداز کرتے ہیں اور اُن کے اتلاف حقوق کا وبال اپنے سر لیتے ہیں اور بعضے کسی صاحب حق کا حق تو ضائع نہیں کرتے لیکن حقوق غیر واجبہ کو واجب سمجھ کر اُن کے ادا کا قصد کرتے ہیں اور چونکہ بعض اوقات ان کا تحمل نہیں ہوتا اسلئے تنگ ہوتے ہیں اور اس سے وسوسہ ہونے لگتا ہے کہ بعض احکام شرعیہ میں ناقابل برداشت سختی اور تنگی ہے اس طرح سے ان بیچاروں کے دین کو ضرر پہنچتا ہے اور اس حیثیت سے اس کو بھی صاحب حق کے حقوق واجبہ ضائع کرنے میں داخل کر سکتے ہیں اور وہ صاحب حق اس شخص کا نفس ہے کہ اسکے بھی بعض حقوق واجب ہیں۔ کما قال صلی اللہ علیہ وسلم ان لنفسك عليك حقًا[1] اور ان حقوق واجبہ میں سے سب سے بڑھ کر حفاظت اپنے دین کی ہے پس جب الدین کے حق غیر واجب کو واجب سمجھنا مفضی ہوا اس معصیت مذکورہ کی طرف اسلئے حقوق واجبہ وغیر واجبہ کا امتیاز واجب ہوا اس امتیاز کے بعد پھر اگر عملاً ان حقوق کا التزام کرلیگا مگر اعتقاداً واجب نہ سمجھیگا تو وہ محذور تو لازم نہ آئے گا۔ اس تنگی کو اپنے ہاتھوں کی خریدی ہوئی سمجھے گا اور جب تک برداشت کرے گا اس کی عالی ہمتی ہے اور اس قصد میں بھی ایک گونہ حظ ہوگا کہ میں باوجود میرے ذمہ نہ ہونے کے اس کا تحمل کرتا ہوں اور جب چاہے گا سبکدوش ہو سکے گا غرض علم احکام میں ہر طرح کی مصلحت ہی مصلحت ہے اور جہل میں ہر طرح کی مضرت ہی مضرت ہے پس اسی تمیز کی غرض سے یہ چند سطور لکھتا ہوں اب اس تمہید کے بعد اول اسکے متعلق ضروری روایات حدیثیہ و فقہیہ جمع کرکے پھر ان سے جو احکام ماخوذ ہوتے ہیں ان کی تقریر کردوں گا اور اس کو اگر "تعدیل حقوق والدین" کے لقب سے نامزد کیا جائے تو نازیبا نہیں۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلان۔

(نوٹ) عربی عبارت کا حاصل مطلب اردو میں عوام کے فائدہ کیلئے اس مرتبہ اضافہ کردیا گیا ہے۔ ۱۲ ی

فی المشکوۃ عن ابن عمر قال کانت تحتی امرأة احبها وکان عمر رضہ یکرھھا فقال لی طلقها فابیت فاتی عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر ذلك له فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلقها رواہ الترمذی فی المرقاۃ طلقها امر ندب اور وجوب ان کان هناك باعث اٰخر وقال الامام الغزالی فی الاحیاء ج ۲ ص ۲۱ کثودی فی هذا الحدیث فهذا یدل علی ان حق الوالد مقدم ولکن والد یکرهها لا لغرض فاسد مثل عمر فی المشکوۃ عن معاذ قال اوصانی	عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں کہ میرے نکاح میں ایک عورت تھی میں اس سے خوش تھا اور اس سے محبت رکھتا تھا مگر حضرت عمر میرے باپ اس سے ناخوش تھے انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ اس عورت کو طلاق دیدے میں نے انکار کیا۔ اس کے بعد حضرت عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ قصہ ذکر کیا۔ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس عورت کو طلاق دیدے۔ مرقاۃ میں لکھا ہے کہ طلاق کا امر بطور استحباب کے تھا یا اگر وہاں پر کوئی اور سبب بھی موجود تھا تو وجوب کیلئے تھا

[1] لہ یعنی تمہارے اوپر تمہارے نفس کا بھی حق ہے ۱۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وساق الحدیث وفیہ لا تعقن
والدیک وان امراک ان تخرج من اھلک ومالک الحدیث
فی المرقاۃ شرط للمبالغۃ باعتبار الاکمل ایضا اما باعتبار
اصل الجواز فلا یلزمہ طلاق زوجۃ امراہ بفراقہا وان
تأذیا ببقائہا ایذاء شدیدا لانہ قد یحصل لہ ضرر بہا
فلا یکلفہ لاجلہما اذ من شأن شفقتہما انہما لو تحققا ذلک
لم یامراہ بہ فالزامہما لہ مع ذلک حمق منہما ولا یلتفت
الیہ وکذلک اخراج مالہ انتہی مختصرا قلت والقرینۃ
علی کونہ للمبالغۃ اقترانہ بقولہ علیہ السلام فی ذلک الحدیث
لا تشرک باللہ وان قتلت او حرقت فھذہ المبالغۃ قطعا
والا ففی الجواز یتلفظ کلمۃ الکفر ان یفعل ما یقتضی
الکفر ثابت بقولہ تعالی من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من
اکرہ الایۃ فافھم فی المشکوۃ عن ابن عباس قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اصبح مطیعا للہ فی والدیہ
الحدیث وفیہ قال رجل وان ظلماہ قال وان ظلماہ وان
ظلماہ وان ظلماہ رواہ البیہقی فی شعب الایمان فی المرقاۃ
فی والدیہ ای فی حقہما وفیہ ان طاعۃ الوالدین لم تکن
طاعۃ مستقلۃ بل ھی طاعۃ اللہ التی بلغت توصیتہا من اللہ تعالی
بحسب طاعتہما الطاعۃ الی ان قال ویؤیدہ انہ ورد لا
طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق وفیہا وان ظلماہ قال
الطیبی یراد بالظلم ما یتعلق بالامور الدنیویۃ لا الاخرویۃ
قلت وقولہ صلعم ھذا وان ظلماہ م فی ارضاء المصدق ارضوا مصدقیکم
وان ظلمتم رواہ ابوداؤد ولقولہ علیہ السلام فیہم وان ظلموا فعلیہم
الحدیث رواہ ابوداؤد ومعناہ علی ما فی اللمعات قولہ وان ظلموا الخ ای بحسب
زعمکم او علی الفرض والتقدیر مبالغۃ ولو کانوا ظالمین

امام غزالی احیاء میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی
ہے کہ والدہ کا حق مقدم ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ والد اس عورت کو کسی
غرض فاسد کی وجہ سے برا نہ سمجھتا ہو جیسا کہ حضرت عمر کسی غرض
فاسد کی وجہ سے اسے برا نہ سمجھتے تھے۔ حضرت معاذ کی ایک
حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
کہ ماں باپ کی نافرمانی ہرگز نہ کر اگرچہ وہ تجھ کو یہ حکم کریں کہ اہل و
عیال اور مال سے علیحدہ ہو جا۔ مرقاۃ میں لکھا ہے کہ یہ مبالغہ
اور کمال اطاعت کا بیان ہے ورنہ اصل حکم کے لحاظ سے لڑکے
کیلئے والدین کے فرمانے کی بنا پر اپنی بیوی کو طلاق دینا ضروری
نہیں اگرچہ ماں باپ کو بیوی کے طلاق نہ دینے سے سخت تکلیف
ہو کیونکہ اس کی وجہ سے کبھی لڑکے کو سخت تکلیف کا سامنا
ہوتا ہے اور ماں باپ کی شفقت سے یہ بعید ہے کہ وہ بیٹے
کی تکلیف کو جانتے ہوئے اس کا حکم کریں کہ وہ بیوی یا مال کو
علیحدہ کردے پس ایسی صورت میں ان کا کہنا ماننا ضروری نہیں
میں کہتا ہوں کہ مبالغہ کیلئے ہونے کا یہ قرینہ ہے کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ خدا کے ساتھ شرک
نہ کر اگرچہ تو قتل کردیا جائے یا جلا دیا جائے۔ اور یہ یقیناً مبالغہ
ہے ورنہ کلمۂ کفر ایسی مجبوری کی حالت میں کہنا اللہ تعالے کے
قول مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖ سے ثابت ہے۔ ابن
عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص
اپنے ماں باپ میں اللہ کا مطیع ہوتا ہے تو اگر دونوں ہوں تو دو
دروازے جنت کے کھل جاتے ہیں اور اگر ایک ہو تو ایک۔ اور
اگر نافرمانی کرتا ہے تو اگر دونوں کی نافرمانی کرتا ہے تو اسکے لئے
دو دروازے دوزخ کے کھل جاتے ہیں اور اگر ایک کی نافرمانی
کرتا ہے تو ایک کھل جاتا ہے۔ اسی حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے

حقیقۃ کیف یامرہم بارضائہم فی المشکوٰۃ عن ابن عمر
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قصۃ ثلثۃ نفر بینما ثلثۃ یتماشون و
اخذہم المطر فمالوا الی غار فی الجبل فانحطت علی فم
غارہم صخرۃ فاطبقت علیہم فذکر احدہم من امرہ
نقمت عند روسہما ای الوالدین الذین کانا شیخین کبیرین
کما فی ہذا الحدیث، اکرہ ان اوقظہما واکرہ ان ابدأ
بالصبیۃ قبلہما والصبیۃ یتضاغون عند قدمی الحدیث
متفق علیہ فی المرقاۃ تقدیما لاحسان الوالدین علی المولودین
لتعارض صغرہم بکبرہما فان الرجل الکبیر یبقی کالطفل
الصغیر قلت وہذا التضاغی کما فی قصۃ اضیاف ابی
طلحۃ قال فعلیہم بشئ ونومیہم فی جواب قول امرأتہ
لما سألہا ہل عندک شئ قالت لا الا قوت صبیانی و
معناہ کما فی اللمعات قالوا وہذا محمول علی ان الصبیان
لم یکونوا محتاجین الی الطعام وانما کان طلبہم علی عادۃ
الصبیان من غیر جوع والا وجب تقدیمہم وکیف یترکان
واجبا وقد اثنی اللہ علیہما اہ قلت ایضا وہما یؤدی وجوہ
الاضطرار الی ہذا التاویل تقدم حق الولد الصغیر
علی حق الوالد فی نفسہ کما فی الدر المختار باب النفقۃ
ولو لہ اب وطفل فالطفل احق بہ وقیل بصیغۃ التمریض
یقسمہا فیہما فی کتاب الآثار للامام محمدؒ عن عائشۃ
قالت افضل ما اکلتم کسبکم وان اولادکم من کسبکم
قال محمد لا باس بہ اذا کان محتاجا ان یاکل من مال
ابنہ بالمعروف فان کان غنیا فاخذ منہ شیئا فہو دین
علیہ وہو قول ابی حنیفۃ محمد قال اخبرنا ابو حنیفۃ عن
حماد عن ابراہیم قال لیس للاب من مال ابنہ شئ الا

عرض کیا کہ اگرچہ ماں باپ اس پر ظلم ہی کرتے ہوں۔ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا کہ اگرچہ وہ دونوں
ظلم ہی کرتے ہوں۔ مرقاۃ میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت
ماں باپ میں کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے حقوق میں اللہ
تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے اور ان کے حقوق ادا کرتا ہے اور
اس میں یہ بھی ہے کہ والدین کی اطاعت مستقل ان کی اطاعت
نہیں ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے جس کی اللہ تعالیٰ
نے خاص طور سے وصیت فرمائی ہے اس لئے انکی اطاعت
اللہ تعالیٰ کی اطاعت سمجھتے ہوئے کرنی چاہئے۔ یعنی جو بات
وہ خدا کے حکم کے مطابق کہیں اس کو ماننا چاہئے اور جو
اسکے حکم کے خلاف کہیں اسے نہ ماننا چاہئے۔ کیونکہ حدیث
میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مخلوق کی فرمانبرداری
نہیں اور مرقاۃ میں لکھا ہے کہ ماں باپ کے ظلم سے مراد
حدیث میں دنیوی ظلم ہے اخروی ظلم نہیں۔ یعنی دنیوی امور میں
اگرچہ وہ زیادتی کریں تب بھی ان کی فرمانبرداری لازم ہے
اور اگر وہ دین کے خلاف کوئی بات کریں تو اس میں ان کی
فرمانبرداری نہ کرنی چاہئے میں کہتا ہوں حدیث حضورؐ کا یہ
فرمانا کہ اگرچہ وہ دونوں ظلم کریں ایسا ہے جیسا کہ آپ نے زکوٰۃ
وصول کرنے والے کے متعلق فرمایا ہے کہ اپنے زکوٰۃ وصول
کرنے والوں کو راضی کرو اگرچہ تم پر ظلم کیا جاوے۔ لمعات
میں لکھا ہے اس سے مقصود مبالغہ ہے یعنی تمہارے خیال
میں یا بالفرض اگر وہ ظلم کریں تب بھی تم ان کو راضی کرو۔
کیونکہ اگر وہ واقعی ظلم کرتے تھے تو آپؐ ان کو راضی کرنے
کرنے کا حکم کیسے فرما سکتے تھے۔ مشکوٰۃ میں ابن عمر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان تین آدمیوں کے قصہ میں روایت

ان یحتاج الیہ من طعام اوشراب اوکسوۃ قال محمد وبہ
ناخذ وھو قول ابی حنیفۃ فی کنز العمال ج ۸ ص ۲۹۳ عن
الحاکم وغیرہ ان اولادکم ھبۃ اللہ تعالی لکم یھب لمن
یشاء اناثا ویھب لمن یشاء الذکور فھم واموالھم لکم
اذا احتجتم الیھا اہ قلت دل قولہ علیہ السلام فی الحدیث
اذا احتجتم علی تقیید الامام محمد قول عائشۃ ان اولادکم
من کسبکم بما اذا کان محتاجا ویلزم التقیید کونہ دنیا
علیہ اذا اخذ من غیر حاجۃ کما ھو ظاھر قلت وایضا
فسر ابوبکر الصدیق بھذا قولہ علیہ السلام انت ومالک
لابیک قال ابوبکر وانما یعنی بذلک النفقۃ رواہ البیھقی
کذا فی تاریخ الخلفاء ص ۶۵ فی الدر المختار لایفرض القتال
علی صبی بالغ لہ ابوان او احدھما لان طاعتھما فرض
عین الی ان قال لایحل سفر فیہ خطر الا باذنھما ومالا
خطر فیہ یحل بلا اذن ومنہ السفر فی طلب العلم
فی رد المحتار انھما فی سعۃ من منعہ اذا کان یدخلھما
من ذلک مشقۃ شدیدۃ وشمل الکافرین ایضا او
احدھما اذا کرہ خروجہ مخافۃ ومشقۃ والا بل لکراھۃ
قتال اھل دینہ فلا یطیعہ ما لم یخف علیہ الضیعۃ اذ لو
کان معسرا محتاجا الی خدمتہ فرضت علیہ ولو کافرا
ولیس من الصواب ترک فرض عین لیتوصل الی فرض
کفایۃ قولہ فیہ خطر کالجھاد وسفر البحر قولہ ومالا
خطر کالسفر للتجارۃ والحج والعمرۃ یحل بلا اذن
الا ان خیف علیھما الضیعۃ (سرخسی) قولہ ومنہ السفر
فی طلب العلم لانہ اولی من التجارۃ اذا کان الطریق امنا
ولم یخف علیھما الضیعۃ (سرخسی) اہ قلت ومثلہ

کرتے ہیں جو کہیں چلے جارہے تھے اور بارش آگئی وہ ایک پہاڑ
میں غار کے اندر چلے گئے اسکے بعد غار کے منھ پر ایک بڑا
پتھر گر پڑا اور اس نے دروازہ بند کر دیا۔ انھوں نے آپس میں
میں کہا کہ تم اپنے اپنے نیک اعمال دیکھو جو خالص اللہ کے
واسطے کئے ہوں اور ان کا واسطہ دیکر دعا مانگو تاکہ اللہ تعالی
دروازہ کھولدے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ اے اللہ میرے
ماں باپ بہت بوڑھے تھے اور میرے چھوٹے بچے بھی
تھے میں بکریاں چرایا کرتا تھا اور شام کو جب گھر آتا تو بکریوں
کا دودھ نکال کر اپنے ماں باپ کو اپنے بچوں سے پہلے پلاتا تھا
ایک دن میں بہت دور چلا گیا اور جب شام کو آیا تو میں نے
اپنے ماں باپ کو سویا ہوا پایا۔ میں نے حسب معمول دودھ
نکالا اور دودھ کا برتن لیکر اُن کے سر کے پاس کھڑا رہا اور
ان کو جگانا اچھا نہ سمجھا اور یہ بھی برا سمجھا کہ ان سے پہلے بچوں
کو پلاؤں اور بچے میرے پیروں میں پڑے روتے چلاتے
رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بچوں کا
رونا چلانا ایسا ہی تھا جیسا کہ ابو طلحہ کے مہمانوں کے قصہ
میں ہے جب انھوں نے اپنی بیوی سے دریافت کیا کہ
تمہارے پاس کچھ کھانے کے لئے ہے؟ بیوی نے کہا کہ
نہیں صرف بچوں کی خوراک ہے تو ابو طلحہ نے کہا کہ بچوں
کو بہلا پھسلا کر سلا دو۔ لمعات میں لکھا ہے کہ علماء نے اس کو
اس پر محمول کیا ہے کہ وہ بچے بھوکے نہیں تھے بلکہ بلا بھوک
مانگ رہے تھے جیسا کہ بچوں کی عادت ہوتی ہے ورنہ اگر
وہ بھوکے ہوتے ان کو کھلانا واجب تھا اور واجب کو وہ کیسے
ترک کر سکتے تھے حالانکہ اللہ تعالی نے ابو طلحہ اور ان کی بیوی
کی تعریف کی۔ میں کہتا ہوں کہ اس تاویل کی ضرورت اس

فی البحر الرائق والفتاوی الھندیۃ وفیھا فی مسئلۃ فلا بد من الاستبداد ان فیہ اذا کان لہ منہ بد ج ۲ ص ۲۳۲ فی الدر المختار باب النفقۃ وکذا تجب لھا السکنی فی بیت خال عن اھلہ وعن اھلھا الخ فی رد المحتار بعد ما نقل الاقوال المختلفۃ ما نصہ ففی الشریفۃ ذات الیسار لابد من افرادھا فی دار متوسطۃ الحال یکفیھا بیت واحد من دار واطال الی ان قال واھل بلادنا الشامیۃ لا یسکنون فی بیت من دار مشتملۃ علی اجانب وھذا فی اوساطھم فضلا عن اشرافھم الا ان تکون دار موروثۃ بین اخوۃ مثلا فیسکن کل منھم فی جھۃ منھا مع الاشتراک فی مرافقھا ثم قال لا شک ان المعروف یختلف باختلاف الزمان والمکان فعلی المفتی ان ینظر الی حال اھل زمانہ وبلدہ اذ بدون ذلک لا تحصل المعاشرۃ بالمعروف اہ

سے بھی ثابت ہوئی کہ والد سے چھوٹے بچے کا حق مقدم ہے جیسا کہ درمختار میں ہے کہ اگر کسی کا باپ اور بیٹا دونوں موجود ہوں تو خرچہ کے اعتبار سے بیٹا باپ سے زیادہ مستحق ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ دونوں پر تقسیم کر دے۔ امام محمد رح کی کتاب الآثار میں ہے کہ حضرت عائشہ رض نے فرمایا ہے کہ سب سے بہتر روزی اپنی کمائی ہے اور تمہاری اولاد بھی تمہاری کمائی میں داخل ہے۔ امام محمد فرماتے ہیں کہ جب باپ محتاج ہو تو بیٹے کے مال میں سے کھانے کا مضائقہ نہیں۔ لیکن ضرورت کے مطابق خرچ کرے فضول خرچی نہ کرے۔ اگر باپ مالدار ہے اور پھر بیٹے کا مال لیتا ہے تو وہ اس پر قرض ہے یہی قول امام ابوحنیفہ کا ہے اور یہ معمول بہ ہے۔ امام محمد امام ابوحنیفہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ حماد سے اور وہ ابراہیم سے کہ باپ کے لئے بیٹے کے مال میں کوئی حق نہیں۔ مگر یہ کہ وہ کھانے پینے اور کپڑے کا محتاج ہو۔ امام محمد نے فرمایا کہ اسی پر ہم عمل کرتے ہیں اور یہی ابوحنیفہ کا قول ہے۔ کنزالعمال میں حاکم وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ تمہاری اولاد اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے جس کو چاہتے ہیں لڑکیاں دیتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں لڑکے دیتے ہیں۔ پس وہ اولاد اور ان کا مال تمہارے لئے ہے جب تم کو ضرورت ہو۔ میں کہتا ہوں کہ حضور کا یہ قول کہ (جب تم کو ضرورت ہو) اس مسئلہ پر دلالت کرتا ہے جو مسئلہ ابھی امام محمد نے حضرت عائشہ رض کے قول سے اخذ کیا تھا نیز حضرت ابوبکر رض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی کہ "تو اور تیرا مال اپنے باپ کے لئے ہے" یہ ہی تفسیر کی ہے کہ اس سے مراد نان نفقہ ہے۔ درمختار میں ہے کہ ایسے نابالغ اور جوان لڑکے پر جہاد فرض نہیں ہوتا جس کے ماں باپ دونوں یا ایک موجود ہو کیونکہ ان کی اطاعت فرض عین ہے اور کوئی ایسا سفر کرنا جائز نہیں جس میں خطرہ ہو مگر ان کی اجازت سے۔ اور جس میں خطرہ نہ ہو وہ بلا اجازت جائز ہے۔ منجملہ اس کے علم حاصل کرنے کیلئے سفر بھی ہے۔ ردالمحتار میں ہے کہ ماں باپ کو اس سفر سے روکنے کی گنجائش ہے جبکہ اس کی وجہ سے وہ سخت مشقت میں مبتلا ہوتے ہوں اور کافر ماں باپ کا بھی یہی حکم ہے۔ جبکہ اس کے سفر سے ان کو اندیشہ ہو۔ اور اگر وہ اپنے اہل دین کے قتال کی وجہ سے روکتے ہوں تو ان کی اطاعت نہ کرے جبتک کہ ان کی ہلاکت کا اندیشہ نہ ہو کیونکہ اگر وہ تنگدست اور اس کی خدمت کے محتاج ہوں تو اس پر خدمت فرض ہے اگرچہ وہ کافر ہوں اور فرض عین کو فرض کفایہ کی خاطر ترک کرنا ٹھیک نہیں۔

وہ سفر جس میں خطرہ ہو جیسے جہاد اور سمندر کا سفر ہے اور جس میں خطرہ نہیں جیسے تجارت حج عمرہ کے لئے سفر کرنا وہ بلا اجازت جائز ہے مگر یہ کہ ہلاکت کا خوف ہو اور علم کا سفر بھی اسی میں داخل ہے جبکہ راستہ مامون ہو اور ہلاکت کا خوف نہ ہو۔ بحر الرائق اور فتاویٰ ہندیہ میں بھی ایسا ہی لکھا ہے اور فتاوی ہندیہ میں ایک مسئلہ کے ذیل میں لکھا ہے کہ والدین سے اجازت لینا ضروری ہے جبکہ ضروری کام نہ ہو۔ در مختار باب النفقۃ میں ہے کہ بیوی کیلئے ایسا گھر دینا جس میں کوئی بیوی یا شوہر کے اقارب سے نہ رہتا ہو واجب ہے۔ رد المحتار میں مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ شریف مالدار عورت کے لئے متوسط درجہ کا ایک گھر دینا ضروری ہے اس کے بعد لکھا ہے کہ ہمارے شام کے شہروں میں متوسط درجہ کے لوگ بھی ایسے گھروں میں نہیں رہتے جن میں اجنبی لوگ رہتے ہوں چہ جائیکہ امیر اور شریف لوگ رہیں مگر یہ کہ گھر چند بھائیوں کے درمیان مشترک اور موروث ہو تو ایسی صورت میں ہر ایک اپنے حصہ میں رہتا ہے اور گھر کے حقوق و ضروریات مشترک ہوتے ہیں اس کے بعد کہا ہے کہ عرف زمان اور مکان کے اختلاف سے بدلتا رہتا ہے مفتی کو زمان اور مکان پر نظر رکھنی ضروری ہے بلا اس کے معاشرۃ بالمعروف حاصل نہیں ہو سکتی۔ (ترجمہ ختم ہو گیا ۱۲)

ان روایات سے چند مسائل ظاہر ہوئے۔ اول جو امر شرعاً واجب ہو اور ماں باپ اس سے منع کریں اسمیں ان کی اطاعت جائز بھی نہیں۔ واجب ہونے کا تو کیا احتمال ہے۔ اس قاعدے میں یہ فروع بھی آ گئے۔ مثلاً اس شخص کے پاس مالی وسعت اس قدر کم ہے کہ اگر ماں باپ کی خدمت کرے تو بیوی بچوں کو تکلیف ہونے لگے تو اس شخص کو جائز نہیں کہ بیوی بچوں کو تکلیف دے اور ماں باپ پر خرچ کرے اور مثلاً بیوی کا حق ہے کہ وہ شوہر سے ماں باپ سے جدا رہنے کا مطالبہ کرے پس اگر وہ اس کی خواہش کرے اور ماں باپ اس کو شامل رکھنا چاہیں تو شوہر کو جائز نہیں کہ اس حالت میں بیوی کو ان کے شامل رکھے بلکہ واجب ہو گا کہ اس کو جدا رکھے یا مثلاً حج وعمرہ کو یا طلب العلم بقدر الفریضۃ کو نہ جانے دیں تو اس میں ان کی اطاعت ناجائز ہو گی۔

دوم جو امر شرعاً ناجائز ہو اور ماں باپ اس کا حکم کریں اس میں بھی ان کی اطاعت جائز نہیں۔ مثلاً وہ کسی ناجائز نوکری کا حکم کریں یا رسوم جہالت اختیار کرا دیں وعلیٰ ہذا۔ سوم جو امر شرعاً نہ واجب ہو اور نہ ممنوع ہو بلکہ مباح ہو بلکہ خواہ مستحب ہی ہو اور ماں باپ اس کے کرنے یا نہ کرنے کو کہیں تو اس میں تفصیل ہے۔ دیکھنا چاہیئے کہ اس امر کی اس شخص کو ایسی ضرورت ہے کہ بدون اس کے تکلیف ہو گی۔ مثلاً غریب آدمی ہے پاس پیسہ نہیں۔ بستی میں کوئی صورت کمائی کی نہیں مگر ماں باپ نہیں جانے دیتے۔ یا یہ کہ اس شخص کو ایسی ضرورت نہیں اگر اس درجہ کی ضرورت ہے تو اس میں ماں باپ کی اطاعت ضروری نہیں۔ اور اگر اس درجہ ضرورت نہیں تو پھر دیکھنا چاہیے کہ اس کام کرنے میں کوئی خطرہ واندیشہ ہلاک یا مرض کا ہے یا نہیں اور یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ اس شخص کے اس کام میں مشغول ہو جانے

سے بوجہ کوئی خادم و سامان نہ ہونے کے خود ان کے تکلیف اٹھانے کا احتمال قوی ہے یا نہیں پس اگر اس کام میں خطرہ ہے یا اس کے غائب ہو جانے سے ان کو بوجہ بے سرو سامانی تکلیف ہوگی تب تو ان کی مخالفت جائز نہیں۔ مثلاً غیر واجب لڑائی میں جاتا ہے یا سمندر کا سفر کرتا ہے یا پھر کوئی ان کا خبر گیراں نہ رہے گا اور اس کے پاس اتنا مال نہیں جس سے انتظام خادم و نفقہ کا فیہ کا کر جائے اور وہ کام اور سفر بھی ضروری نہیں تو اس حالت میں ان کی اطاعت واجب ہوگی اور اگر دونوں باتوں میں سے کوئی بات نہیں یعنی نہ اس کام یا سفر میں اس کو کوئی خطرہ ہے اور نہ ان کی مشقت و تکلیف ظاہری کا کوئی احتمال ہے تو بلا ضرورت بھی وہ کام یا سفر باوجود ان کی ممانعت کے جائز ہے گو مستحب یہی ہے کہ اس وقت بھی اطاعت کرے اور اسی کلیہ سے ان فروع کا بھی حکم معلوم ہو گیا کہ مثلاً وہ کہیں کہ اپنی بی بی کو بلا وجہ معتد بہ طلاق دیدے تو اطاعت واجب نہیں۔

وحدیث ابن عمر یحمل علی الاستحباب او علی ان امر عمر کان عن سبب صحیح اور مثلاً وہ کہیں کہ تمام کمائی اپنی ہم کو دیا کرو تو اس میں بھی اطاعت واجب نہیں اور اگر وہ اس پر جبر کریں گے تو گنہگار ہوں گے۔ و حدیث انت ومالک لابیک محمول علی الاحتیاج کیف وقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یحل مال امرأ الا بطیب نفس منہ اور اگر وہ حاجت ضروریہ سے زائد بلا اذن لینگے تو وہ ان کے ذمے دَین ہوگا جس کا مطالبہ دنیا میں بھی ہو سکتا ہے۔ اگر یہاں نہ دینگے قیامت میں دینا پڑے گا۔ فقہاء کی تصریح اس کے لئے کافی ہے وہ اس کے معانی کو خوب سمجھتے ہیں خصوصاً جبکہ حدیث حاکم میں بھی اذا احتجتم کی قید مصرح ہے۔ واللہ اعلم

کتبہ

اشرف علی

۲۷ جمادی الاخری سنہ ۱۳۳۲ھ۔ مقام تھانہ بھون

کافیہ عربی
ہدایۃ النحو عربی
صحیح مسلم عربی
شمائل شریف
ابوداؤد عربی
بہشتی زیور مدلل
مکمل
فہرست نمونے مفت
طلب فرمائیں
تفسیر جلالین عربی
مشکوٰۃ عربی
اصح المطابع و کارخانہ تجارتِ کتب آرام باغ کراچی